قصائدِ ظہیر فاریابی

مع

نقد و تبصرہ و حواشی مفیدہ

مُرتّبہ

مولوی حافظ جلال الدّین احمد جعفری زینبی

مدرّس عربی و فارسی انٹرمیڈیٹ کالج الہ آباد

باہتمام سیّد عبد الوسع

در مطبع انوار احمدی واقع الہ آباد مطبوع گردید

بار اوّل ۵۰۰ (حقوق تالیف محفوظ ہیں) قیمت فی جلد [illegible]

فہرست مقدمۂ قصائدِ ظہیر فاریابی

فہرست قصائد ظہیر فاریابی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مقدمہ بر قصائد ظہیر فاریابی

تذکرۂ ظہیر فاریابی

جب کوئی شخص کسی نامور بزرگ کی زندگی کے کارنامے معرض تحریر میں لانے کے لیے قلم اٹھاتا ہے تو اسکو اپنے حصول مقصد کے لیے دو ذریعوں سے کام لینا پڑتا ہے۔
اوّل تاریخ و سیر کی کتابوں سے۔ دوم اگر وہ نامور مصنف ہے تو اسکی تصانیف سے۔

سوانح نگار تاریخ و سیر کی مختلف کتابوں سے اُن متفرق اور پریشان روایات کو جو اُس نامور بزرگ کے حالات کے متعلق بہم پہنچتی ہیں اکجا فراہم کرتا ہے۔ پھر اُن روایات کی درایت سے تنقید کرتا ہے تاریخی اختلافات کی واقعات کی مطابقت سے جانچ پڑتال کرتا ہے جب اِن دونوں معیاروں سے کوئی واقعہ صحیح ثابت ہوتا ہے تو وہ اسکو قلمبند کرتا ہے۔

چونکہ اکثر مصنف اپنے تصانیف میں اپنے حالات زندگی اجمالاً یا تفصیلاً لکھ دیتے ہیں یا اُن کی طرف صراحتہً یا کنایتہً اشارے کر دیتے ہیں۔ اُن حالات اور اشارات سے سوانح نگار کو کافی مدد مل جاتی ہے۔ یہ ذریعہ بہ نسبت پہلے ذریعے کے معتبر اور اولےٰ اور انسب سمجھا جاتا ہے۔

ظہیر فاریابی اگرچہ شاعر ہونے کے لحاظ سے کامل شہرت اور ممتاز حیثیت رکھتا ہے لیکن ارباب تذکرہ نے اُسکے حالات زندگی لکھنے میں نہایت کوتاہ قلمی سے کام لیا ہے انھوں نے جو کچھ لکھا ہے اُس سے ظہیر کے حسب ذیل ضروری حالات زندگی پورے طور پر ظاہر نہیں ہوسکتے ۔

"ظہیر نے علوم و فنون کہاں اور کس سے حاصل کیے؟ اُس نے کس عمر میں شعر کہنا شروع کیا۔ سب سے پہلے اُسکا کس دربار سے تعلق ہوا۔ اور اُسکو وہاں تک پہونچنے میں کن وسائط اور وسائل کو کام میں لانا پڑا۔ پھر اور درباروں میں اُسکو کس طرح سے باریابی حاصل ہوئی؟ وہ کہاں کہاں کتنے کتنے عرصے تک رہا۔؟ وہ کیا اسباب تھے جنکی بنا پر اُسکو ایک دربار سے ترک تعلق کرکے دوسرے دربار میں جانا پڑا۔ اُسکو مدح گستری کے صلے میں کس کس دربار سے کیا کیا ملا؟ آخر عمر میں اُس نے کب گوشہ نشینی اختیار کی۔ اور وہ گوشہ نشینی اختیار کرنے کے بعد کتنے برس تک زندہ رہا۔ ظہیر حکیم تھا۔ فاضل تھا۔ اُسکی تصنیف صرف یہی مجموعہ قصائد وغیرہ ہیں؟ یا اسکے علاوہ کوئی اور کتاب بھی کسی علم و فن میں ہے؟"

[illegible] پہلا ذریعہ (یعنی تاریخ اور سیر کی کتابیں) جو ظہیر کے حالات زندگی لکھنے کے لیے چنداں کارآمد و مفید نہیں ہوسکتا۔ رہا دوسرا ذریعہ (یعنی ظہیر کے قصائد و مقطعات) ان میں بھی قصائد سے کہیں زیادہ قطعات سے ظہیر کے حالات زندگی کا کچھ پتا چلتا ہے۔ لہذا اجمالاً ان اشعار کو بھی جن سے ظہیر کے حالات زندگی اخذ کیے گئے ہیں۔ بطور انتخاب اور استشہاد کے درج کر دیا گیا ہے ۔

نام و لقب وغیرہ	ظہیر الدین طاہر بن محمد نام۔ ابوالفضل کنیت صدر الحکماء لقب ایک فاضل حکیم اور کامل شاعر تھا۔ شاعری میں

رشیدی سمرقندی کا شاگرد تھا۔ ظہیر کا مسکن شہر فاریاب ہے۔ جو خراسان کے جوزجان میں بلخ کے قریب دریائے جیحوں کے مغرب میں واقع ہے۔ اسکا مولد ایک قریہ خلجتو (یا چیکیتو) ہے جو فاریاب کے مضافات میں بلخ کے قریب اُس رستے پر ہے جو بلخ سے ہرات کو جاتا ہے ظہیر فاریابی نے اپنے مسکن کے متعلق کہا ہے ؎

چونکہ از فاریاب مسکن خود　　شوے ایں مرتفع جناب رسم
چشم دارم بہ آں بضاعتِ فضل　　کو سزائے تو با نصاب رسم
تا تو از رے بشہر سادہ بسی　　من ازیں شور فاریاب رسم

ظہیر فاریابی کا اسلاف علوم و فنون

کہ ظہیر فاریابی کے منظومات سے پایا جاتا ہے کہ اُس نے چھ سال تک تحصیل علم ادب کے لیے قیام کیا اور وہیں ہر علم و فن میں کمالِ یکتائی حاصل کیا چنانچہ ایک قطعہ میں کہتا ہے ؎

مرا بہ مدت شش سال حرص علم و ادب　　بخاکدان نشاپور کرد زندانی
بہ ہر ہنر کہ کسے نام بُرد در عالم　　چناں شدم کہ ندارم بعہد خود ثانی

ایک قصیدے میں کہتا ہے کہ ارکانِ عالم کی طرح میرے سرپر دانش کے چار رکن ہیں تا کہ

۱؎ رشیدی سمرقندی کا نام رشید الدین ابو محمد عبد اللہ ہے۔ یہ ابتدا میں ترکستان کے بادشاہ خضر بن ابراہیم طمغاج بن نصر ایلک کا درباری شاعر تھا۔ یہ بادشاہ ایلک خانیہ خاندان سے تھا جسکو آل خاقان اور آل افراسیاب بھی کہتے ہیں۔ خضر خاں کے مرنے کے بعد رشیدی نے اپنی عمر کا آخری زمانہ ابو الفتح ملکشاہ سلجوقی (جلوس ۴۶۵ھ وفات ۴۸۵ھ) کے دربار میں بسر کیا ۔۔۔ھ میں وفات پائی۔ اور امیر قطران بن منصور ترمذی کا شاگرد تھا۔ رشید وطواط کہتا ہے میں قطران کو شاعر مانتا ہوں باقی کو شاعر نہیں جانتا ۱۲ ۲؎ نیشاپور پانچویں چھٹی صدی میں علوم و فنون کی تعلیم کا مرکز بنا ہوا تھا۔ یہاں بڑے بڑے حکما اور فضلا رہتے تھے جن سے علوم و فنون حاصل کرنے کے لیے دُور دُور سے طلبا آتے تھے حکیم عمر خیام۔ نظام الملک طوسی اور حسن بن صباح وغیرہ نے اسی سرزمین میں تعلیم پائی تھی ۱۲

پارسی حکمت شرع ؎

رکن ہائے سریرِ دانشِ من — ہمچو ارکانِ عالم است چہار

تازی و پارسی و حکمت و شرع — ایں دو اشعار دارم آں دو شعار

طغان شاہ کے دربار میں ایک قطعہ پیش کیا ہے جس میں کہتا ہے کیا فارسی کیا عربی۔ دونوں کی نظم و نثر میں میرے کمالِ دانش کو اندھے نے دیکھا اور بہرے نے سُنا ہے۔ حکمت اور اُسکے انواع کے علاوہ ہر فن میں مجھے زیب دیتا ہے کہ میں آسمان کا ہم آواز ہوں ؎

چو شعرِ من بہ زبانِ فصیح مے گوید — کہ تو بہ فضل ز ابناء عصر ممتازی

کمالِ دانشِ من کور دید و کر بشنید — بہ نظم و نثر چہ در پارسی چہ در تازی

برون ز حکمت و انواعِ آں کہ در ہر فن — مرا رسد کہ کنم با فلک ہم آوازی

غرض ظہیر فاریابی جمیع علوم معقول و منقول میں کافی دستگاہ رکھتا تھا۔ اسی وجہ سے اُسکو صدر الحکما کے لقب سے یاد کرتے تھے۔ وہ علمِ نجوم اور ہیئت میں بھی بڑا ماہر تھا۔ چنانچہ ایک بار کسی نجومی نے شاہی دربار میں طوفانِ باد آنے کی پیشین گوئی کی۔ ظہیر نے اُسکی تردید میں ایک رسالہ لکھکر بادشاہ کے دربار میں پیش کیا۔ بالآخر طوفان آنے کا جو دن مقرر ہوا تھا اُس دن طوفان آنا تو درکنار ہوا زیادہ زور سے بھی نہ چلی۔

طوفانِ باد کی سرگزشت

سلطان طغرل کا عہدِ سلطنت تھا۔ ماہ رجب ۵۸۲ھ[ع۱] میں برجِ میزان میں سات سیارے ایک درجے میں جمع ہوئے۔ نجومیوں نے پیشین گوئی کی کہ میزان برجِ بادی ہے لہذا اُس روز ہوا کا طوفان آئیگا۔ کیونکہ جب طوفانِ نوح آیا تھا تو یہ اجتماع سرطان برجِ آبی

ع۱ ماخوذ از نگارستان۔ انگریزی تاریخوں کے بموجب ۱۱۸۶ء میں جمیع شمس ستمبر میں ۱۰ درجے پر تھا جبکہ سیارے برجِ میزان میں جمع ہوئے۔ اس حساب سے ۳۰ جمادی الثانی یا پہلی رجب ۵۸۲ھ ہوتے ہیں ۱۲

میں ہوا تھا۔ جس لیے دنیا میں پانی کا طوفان آیا تھا اور ساری زمین غرقاب ہو گئی تھی۔ اِس مرتبہ ہوا اِس
زور سے چلیگی کہ اُسکے صدمے سے پہاڑ ہلنے لگیں گے۔ زمین تھرائیگی۔ مکانات گر جائینگے۔ دنیا
برباد ہو جائیگی۔ مخلوق اِس وحشت ناک خبر سُننے سے بے حد پریشان ہوئی۔ انوری نے بھی اِس
پیشین گوئی کے صحیح ہونے کا دعویٰ کیا تھا۔ وہ دن جو طوفانِ باد آنے کا مقرر کیا گیا تھا" گزر گیا۔
لیکن نہ اُس دن کوئی طوفان آیا۔ نہ اُسکے بعد ایک مدت تک کسی قسم کے طوفانی آثار ظاہر
ہوئے۔ تو ظہیر نے یہ قطعہ نظم کیا اور اُس پیشین گوئی کی بابت انوری کا مذاق اُڑایا ؎

می گفت انوری کہ شود بادہا چنانکہ — کوہِ گراں ز پاے درآید چہ سنگری
سالے گذشت و برگ نہ جنبید از درخت — یا مرسل الریاح تو دانی و انوری

اُسوقت ظہیر فاریابی کا تعلق غالباً قزل ارسلان کے دربار سے تھا۔ اُسکے دربار میں بھی کسی
نجومی نے یہ پیشین گوئی کی۔ ظہیر فاریابی نے اُسکی تردید میں ایک رسالہ لکھا۔ اور اُس
نجومی کے حساب کو غلط بتایا اور اُسکی پیشین گوئی کو باطل ٹھہرایا۔ اُس رسالے کو دربار میں پیش کیا
اور اُسکے ساتھ ہی ایک قطعہ نظم کرکے پیش کیا۔ اِس قطعہ میں ظاہر کیا کہ میں نے
چند سال علم و ادب کے حصول میں نیشاپور میں بسر کیے ہیں۔ اور ہر ہنر میں یکتائی کا مرتبہ
حاصل کیا ہے۔ جو شخص میرے قول کا منکر ہے وہ آپ کی مجلس میں آئے اور دیکھے۔ میں نے جو کچھ
دلیل و برہان بیان کیا ہے اُسکو سُنے ؎

کسے کہ منکر این ماجراست گو بنشین — بمجلست شنود تا دلیل و برہانے
رسالتے کہ ز انشاے خود فرستادم — بمجلست در ابطال حکم طوفانے

باوجودیکہ ظہیر نے نجومی کی پیشین گوئی کی پوری پوری تردید کردی تھی۔ اور اُس مقررہ دن میں
طوفانِ باد بھی نہیں آیا تھا۔ لیکن دربار شاہی سے اُس نجومی کو خلعت و انعام دیا گیا۔ اور

ظہیر مورد عتابِ شاہی ہوا۔ ظہیر کو جو کچھ ملتا تھا وہ بند کر دیا گیا۔ جسکی وجہ سے وہ بھوکوں
مرنے لگا۔ چنانچہ ظہیر نے اِن اشعار میں اُس واقعے کی طرف اشارہ کیا ہے ؎

آں کس کہ حکم کردہ بہ طوفانِ باد وگفت ۔۔۔ کآسیبِ آں عمارتِ گیتی کند خراب
تشریف یافت از تو و اقبال دید و جاہ ۔۔۔ در بندِ آں نشد کہ خطا گفت یا صواب
من بندہ چوں خطائے و ابطال کردہ ام ۔۔۔ با من چرا بوجہِ دگر مے رود خطاب
بر من وبال شد ہنرِ من کہ صد بلا ۔۔۔ ہر ساعتے کہ من بہ ہنر کردم اکتساب
گو نیست شو زمانہ و گو نیست شو فلک ۔۔۔ بر من بہ نیم جو کہ فگندم دریں عذاب
طوفانِ من گزشت کہ نُہ ماہ ساختم ۔۔۔ از آبِ دیدہ شربت و از خونِ دل شراب
سہل است آں سہ ماہ دگر نیز ہمچنیں ۔۔۔ تن در دہیم بداں کہ نہ نانم بود نہ آب
لیکن بہ پست فاقہ بترسم کہ عاقبت ۔۔۔ من ہم ز جاں برآیم و ہم خسرو از عذاب

نہ دوست فاقہ کشیدم ہزار شربت صبر ۔۔۔ کہ کس مرا ز عرق تر نہ دید پیشانی
ازاں سبب بجناب تو التجا کردم ۔۔۔ مگر کہ دادِ من از روزگار بستانی
چہ مایہ خدمتِ شاہاں کہ پیش پائے دوم ۔۔۔ بداں امید کہ بر من سرے بجنبانی
مرا ز بہرِ جوازے کہ خواستم صد بار ۔۔۔ روا مدار کہ چندیں مرا برنجانی
اگر دراں سخنم شبہتے ست می خواہی ۔۔۔ کہ از جریدۂ ایام نسخہ برخوانی
مرا چناں کہ بود ہم معیشتے باید ۔۔۔ کہ بے غذا نتواں داشت روحِ حیوانی

اُن سلاطین کے حالات جنکی ظہیر فاریابی نے ملازمت کی ہے تمام اربابِ تذکرہ کا اتفاق ہے کہ ظہیر کا طغان شاہ موید حاکمِ نیشاپور
جہاں پہلوان اتابک محمد۔ قزل ارسلان۔ اور نصرۃ الدین ابو بکر

کے درباروں سے تعلق تھا۔ اور اسپر بھی سب متفق ہیں کہ وہ فاریاب سے نکل کر اوّل نیشاپور
پہونچا۔ لیکن ظہیر کے کلام سے پایا جاتا ہے کہ وہ نیشاپور پہونچنے سے پہلے جہاں پہلوان اتابک محمد
کے دربار میں باریاب ہو چکا تھا۔ ظہیر نے عید کی تہنیت میں یہ قصیدہ عضد الدین طغان شاہ موید
کے دربار میں پیش کیا تھا ع چو ماہ عید شب تہنیت چہرہ در نظرم ٭ سپہر و بخت در آمد بتہنیت ز درم
اُسمیں کہتا ہے ع نہ بہر تہنیت عید خود ہمیں قصد است ٭ کہ پیام از بر جہاں پہلوان تحفہ برم
علاوہ ازیں اور بھی کئی ایسے اشعار ہیں جن سے اس بات کی پوری تصدیق ہوتی ہے
کہ ظہیر نیشاپور جانے سے پہلے اتابک محمد کے درباروں میں شامل ہو چکا تھا۔

۱- سنہ ۵۶۸ھ میں شمس الدین ایلدگز کا انتقال ہوا ہے جو اتابک محمد کا باپ تھا اور اُسی
سال اتابک محمد اپنے باپ کے منصب پر متمکن ہوا ہے۔ اور طغان شاہ سنہ ۵۸۱ھ میں حاکم نیشاپور رہا ہے۔
۲- ظہیر فاریابی نے ابوبکر نصرۃ الدین کی مدح میں قصیدے اُس وقت سے لکھنا شروع
کیے ہیں جب کہ وہ شاہزادہ تھا۔ اور اُسکا باپ اتابک محمد نائب السلطنت تھا۔ اور اُسکا
چچا قزل ارسلان اتابک محمد کا نائب تھا۔ چنانچہ نصرۃ الدین ابوبکر کے ایک مدحیہ قصیدے کے
مطلع میں کہتا ہے ع اے نشستہ دولت منشور ملک جاوداں ٭ برپیچم سلطانی دمیچیں پر سلطاں نشاں
ایک اور قصیدے کے گریز میں کہتا ہے ع

آں شاہ شاہزادہ کہ اقبال گویدش ٭ از فخر پائے بر سر اختر نہادہ
بوبکر بن محمد کاندر دیار کفر ٭ آتش ہزار بار چو حیدر نہادہ

ایک قصیدے کا یہ مطلع ہے ع

ارچہ فرّ جاہ و قدر ست اے ہمایوں بارگاہ ٭ در حریم حضرت تیغ آمد از اقبال شاہ

ظہیر کو دربار شاہ میں جو واقعات پیش آئے

ظہیر کے قطعات سے پایا جاتا ہے کہ عضد الدین طغان شاہ نے اپنے دربار میں فضلا کی کمی کو محسوس کیا۔ اور ظہیر کی طلب میں فرمان بھیجا۔ ظہیر نیشاپور سے پہونچا۔ دربار شاہی میں حاضر ہوا۔ لیکن طغان شاہ کے درباریوں میں سے کچھ لوگ ظہیر کے مخالف ہوگئے۔ انھوں نے طغان شاہ سے عرض کیا کہ ظہیر تو ایک معمولی شاعر ہے۔ طغان شاہ نے نظر التفات کم کر دی۔ ظہیر دربار میں حاضر ہونے سے روک دیا گیا۔ چنانچہ اُس نے اس قطعہ میں انہی واقعات کی طرف اشارہ کیا ہے ؎

ز لفظ من که رساند به سمع خسرو شرق ؎ — که ای گزیده خطابت شهنشه غازی

تویی که پای تو چون در رکاب عزم آید — چو آفتاب ز قدرت بر آسمان تازی

عنان چرخ بپیچی چو تیز در نگری — عنان وهم بگیری چو تند بر تازی

چو زیر پایهٔ عمر آورد اهل دانش را — زمانه از پی رحمت و چاره سازی

شمال شاه جهان خواست بنده تا بیند — کند به قوت آن بر جهان سرافرازی

از آن سعادت محروم شد هم آخر کار — ز بس زمانه کند بگرد و دغا بازی

مگر چه هیچ بیان نبوده اندر من — که دیگرانم از این شاعری یک اندازی

چو شعر من به زبان فصیح می گوید — که از به فضل زمانه عمر مستازی

کمال دانش من کور دیده و کر بشنید — به نظم و نثر چه در پارسی چه در تازی

به علم و حکمت و انواع آن که در هر فن — مرا رسد که کنم با فلک هم آوازی

؎ طغان شاہ مؤید سلجوقی کا بیٹا تھا جو اپنے باپ کے مرنے کے بعد تخت سلطنت پر بیٹھا۔ ۲۰ سال سلطنت کرکے محرم ۵۸۱ھ میں انتقال کیا ۱۲ ؎ خسرو شرق سے مراد عضد الدین طغان شاہ ہے۔ خود ظہیر کہتا ہے ؎ ملک الملک طغان شاہ مؤید که به طبع / ز آسمان پرورش از جنبش جمشید خدم است ۱۲

مرا چہ نسبت با دیگراں نہال شل است — کہ مرد زی راہبر گرچہ کار باز است

ظہیر نے یہ قصیدہ عید کی تہنیت میں لکھا ہے ؎

چو ماہ یک شبہ بنہفت چہرہ از نظرم — مہ دو ہفتہ درآمد بہ تہنیت از درم

اس قصیدے میں اظہار مدعا کے وقت کہتا ہے "اس سے پہلے مجھے تو یہ گمان نہ تھا کہ باقی عمر مجھے آپ کی درگاہ کی خاک سے سفر کرنا پڑیگا۔ میں نے آپکی خدمت ہمیشہ آرزو سے طلب کی۔ آپ یہ جائز نہ کیجیے کہ میری اس آرزو کو نقصان پہونچے۔ آپ اہل غرض کی چکنی چپڑی باتوں سے میری بیخ کنی نہ کیجیے کیونکہ میں باغ فصاحت کا ایک بار آور درخت ہوں۔ مجھے آپ لطف و کرم کی نہر سے سیراب کیجیے۔ اور دیکھیے کہ اس سے آپ کو کیسے کیسے ثمرے حاصل ہوتے ہیں۔ مجھ سے دنیا کے بادشاہ اپنا نیک نام زندہ کرتے ہیں۔ آپ مردہ دلوں کے کہنے سے میری کمر پر کلہاڑی نہ ماریے۔ جیسا آپ نے مجھے با ہمہ عیب خریدا ہے تو اب مجھے فروخت نہ کیجیے کیونکہ جب آپ حقیقت دریافت کرینگے تو آپ کو معلوم ہو جائیگا کہ میں ہمہ تن ہنر ہوں۔ اگر میرے لیے کسی اور طرح کی سرفرازی اور عزت زیبا نہیں ہے تو مجھے اتنا ہی کافی ہے کہ میں آپ کے آستانے پر پڑا ہوں۔ میں آپ کے دربار میں روٹی کے واسطے نہیں آیا ہوں کیونکہ اتنا تو مجھے اور جگہ بھی میسر آ سکتا تھا۔ آپ عقل کے زیور میری آبرو ریزی نہ کیجیے۔ اگر میں اب روٹی کا حرف زبان پر لاؤں تو کتے سے بدتر ہوں"

اسی قصیدے میں ایک موقعہ پر یہ بھی ظاہر کر دیا ہے کہ اب تو میرا یہ ارادہ ہے کہ میں اپنا دیوان جہاں پہلوان کی مجلس میں تحفے کے طور پر لیجاؤں۔

جب ظہیر طغان شاہ کے عدم التفات سے نہایت مجبور ہوا۔ اور بلا اجازت طغان شاہ کے نیشاپور سے کہیں نہیں جا سکتا تھا۔ اجازت حاصل کرنے کا کوئی توقع نہ تھا۔ کیونکہ خود وہ رہائی کی

باریابی سے محروم تھا - درباری مخالف تھے - اُن کو کیا غرض تھی جو بادشاہ سے عرض کرتے اور ظہیر کے لیے نیشاپور سے جانے کی اجازت حاصل کرتے - تو اُسنے یہ قصیدہ پیش کیا - اور مطلع میں اپنے دلی مقصد کو نہایت خوبی سے ادا کر دیا ؎

کراست زہرہ کہ با ایں دلِ ز صبر تہی   در افگند سخنے از وداعِ نیشاپور

مطلب ظاہر کرنے کے موقع پر کہتا ہے ؎

اگرچہ قاصرم از کُنہِ مدحت خواہم   کہ روزگار کنم بر ثنائے تو مقصور
ولیک دستِ حوادث چناں گلوگیر است   کہ ہست دم زدنم جملہ نفثۃ المصدور

ایک قطعہ میں کہتا ہے ؎

چو آدمی و پری جملہ متفق شدہ اند   کہ در زمانہ طغاں شاہ راست فرِ شاہی
من از جنابِ تو جائے دگر روم بچہ عذر   مباد کس کہ ازیں حال یابد آگاہی
کہم قبول کند یا کہ بشنود سخنم   چو دادِ من ندہد دولتِ طغانشاہی
وگر ضرورتم از شہر مے بباید رفت   چناں کہ نے حشمے باشم و نہ درگاہی
بجستن مثال مرا مرکبے دگر باید   کہ بر نشینم و سہل است ایں اگر خواہی

ایک اور قطعہ میں کہتا ہے ؎

شاہا! توئی کہ غرقۂ دریائے فتنہ را   دائم بہ حبلِ عصمتِ تو رہنموں کنند
از درگہت چرا نشوم من باختیار   گرچہ ز فاقہ رایتِ عزمم نگوں کنند
چوں ملجاء افاضلِ عالم جنابِ تست   از حضرتِ تو قصدِ دگر جانبے چوں کنند
تو ہم ز جود و خود نہ پسندی کہ ہیچ و بخت   دوستِ نیستی چو منے را زبوں کنند
کارِ مناسبِ من بطریقِ کرم بساز   ورنہ مثال دہ کہ ز شہرم بروں کنند

ایک قصیدے میں کہتا ہے ؎

حدیثے شد کہ بر اُمید قبول	دیدہ در انتظار بر آں نظر است
شہریارا تو منکر آں کامروز	شعر من در زمانہ مشہور است
ایں نگہ کن کہ نزد دانش من	شعر عیب است گرچہ آں ہنر است

دولت شاہ نے لکھا ہے کہ ظہیر نیشاپور سے سیاحت کے طور پر اصفہان گیا۔ اس وقت اصفہان کے قاضی القضاۃ صدر الدین بن عبد اللطیف خجندی نہایت ذی علم اور صاحب ثروت مرجع افاضل و اکابر تھے۔ ظہیر بھی ایک دن سلام کرنے کے لیے انکے ہاں آ گیا۔ دیکھا کہ خواجہ کی مجلس میں علما و فضلا صدر پر بیٹھے ہوئے ہیں۔ یہ بھی سلام کرکے غریبوں کی طرح ایک جگہ پر بیٹھ گیا۔ مگر جیسا یہ چاہتا تھا خواجہ نے اُسکی طرف ویسا التفات نہیں کیا۔ اس لیے نہایت ناخوش ہوا اور یہ قطعہ لکھکر خواجہ کے ہاتھ میں دیا ؎

بزرگوارا دنیا ندارد آں عظمت	کہ ہیچ کس را زیبد بداں سرافرازی
ز چیست کاہل ہنر را کنی تو تحقیر	تو نیز ہم بہ ہنر در زمانہ ممتازی
شرف بہ فضل و ہنر باشد و ترا ہمہ ہست	بدیں نعیم مزخرف چرا ہمی نازی
بدیں نگاہ تو بازی مکن ازاں کہ بعقل	دلم بہ گیسوئے حوراں ہمی کند بازی
اگرچہ نیست خوش است ایں سخن ز من بشنو	چناں کہ آں را دستور حال خود سازی
تو ایں سپہر کہ زد نیا کشیدہ در زر و سے	بروز عرض مظالم چناں نہ پردازی
کہ از جواب سلامے کہ خلق را بایست	بہیچ مظلمۂ دیگرے نپردازی

خواجہ نے ہر چند ظہیر کے ساتھ رعایت اور مروت کی لیکن اُسنے اصفہان میں قیام نہیں کیا۔ وہ آذربائیجان چلا گیا۔ لیکن ظہیر کے منظومات سے پایا جاتا ہے کہ اُسنے اصفہان میں دو سال

تک قیام کیا۔ اور اُس نے ملک صدرالدین کی تعریف میں چند قصیدے لکھے لیکن جو لوگ ملک صدرالدین کے مقرب تھے۔ ظہیر اُن سے کشیدہ رہتا تھا۔ اور اُن سے التجا کرنا نہیں چاہتا تھا چنانچہ وہ خود کہتا ہے ؎

بزرگوارا بعد از ہزار قرعہ و فال — مرا زمانہ بہ صدر تو کردہ راہنمون
دو سال شد کہ بریں فرخ آستانہ مرا — شدہ است دست تفکر بزیر پایۂ ستون
چناں مکن کہ مرا با ہزار گنج ہنر — بہ روزگار تو حاجت بود بہ مشتے دون
ہمہ بدعوی عصمت برآمدہ چو ملک — ولیک بودہ چو ابلیس در ازل ملعون
بہ فعل چوں حشرات زمانہ نامضبوط — بہ طبع چوں حرکات سپہر ناموزون
کشیدہ سر بسوے گردوں ز کبر چوں نمرود — گراں شدہ بہ زمیں سر بخل چوں قارون
اگر متابعت ایشاں بود فلک چہ عجب — کہ ہست متابعت گاؤ سگے کند گردوں
منم کہ بارہمیں روز ہم دریں مجلس — ہمیں تظلم و فریاد کردہ ام کہ کنوں
ولیک ازیں ہمہ فریاد ہیچ فائدہ نیست — چو پیش می نشد کام روزگار حروں

غالباً اسی وجہ سے ملک صدرالدین ظہیر کی جانب ملتفت نہیں ہوتا تھا۔ ملک صدرالدین نے ظہیر کو خلعت عنایت کیا۔ ظہیر نے اُسکے شکریے میں ایک قطعہ کہا۔ اُسکے چند اشعار یہ ہیں ؎

بحضرت تو کہ پیوستہ نیک باد ترا — نمودہ ام دو سہ کرّت کہ حال من چہ بد است
ز عیش تیرہ ہمی کردم ایں ہمہ فریاد — نہ زاں کہ کسوت من اطلس است یا نمد است
اگرچہ تو تشریف خاص فرمودی — ہنوز موجب فریاد برقرار خود است

بالآخر ظہیر نے یہ قطعہ کہا اور اصفہان سے روانہ ہوگیا ؎

صدرا مرا آں نداشتم کامسال — جز در گہ تو مرا وطن باشد

ایّام رہا نہ کرد کاں دولت | روزے دو سرِ دوافیِ حزن باشد
از کارے و خدمتے کہ در حضرت | ہر چہ آں بَرَدو بدستِ من باشد

ظہیر اصفہان سے مازندران آیا۔ اُسوقت مازندران کا حکمران حسام الدولہ اردشیر بن حسن تھا۔ جو ۵۶۸ھ میں تخت پر بیٹھا۔ اور ۶۰۲ھ میں مرگیا۔ اور اُس نے تقریباً ۳۴ سال فرمانروائی کی۔ ظہیر کا یہ ایک مشہور قصیدہ ہے ؎

مرا ز دستِ ہنرہاے خویشتن فریاد | کہ دارد م بہ دگر گونہ ہر یکے ناشاد

اُس قصیدے کے حسبِ ذیل اشعار سے پایا جاتا ہے کہ جب ظہیر کے فضل و ہنر اور شعر و شاعری کی عراق میں کچھ قدر و منزلت نہ ہوئی۔ تو وہ عراق سے روانہ ہوا۔ مازندران پہونچا اور اردشیر سے اہلِ عراق کی عدم توجہی کی فریاد کی ؎

بزرگتر ز ہنر در عراق عیبے نیست | ز من مپرس کہ ایں نام بر تو چوں افتاد
ہنر نہفتہ چو عنقا بماند زاں کہ نماند | کسے کہ باز شناسد ہما ز را از خاد
کمینہ پایۂ من شاعریست خود بنگر | کہ چند گونہ کشیدم ز دستِ او بیداد
ولیکن ہیچ ازیں در عراق ثابت نیست | تو خواہ در ہمداں گیر و خواہ در بغداد
تنے کہ من ز فضل در جہاں ندیدم | ہمیں جفا ہے پدر بود و سیلی استاد
چو پیش ہر کہ از و یاد مے کنم حرفے | نمی کند بس ازاں تا تواند از من یاد
ز خیل پیشتر و فضل ہیچ بیتے آں کم نیست | بضاعتے کہ تواں ساختن ازاں بنیاد

ضمیمہ خوند میر نے آرد... سالِ وفات ... درج کیا ہے ... عراق میں آل بویہ ... [illegible] ... سلاطین ... [illegible] ... حیثیت سے حکمراں تھے۔ خود سلاطین سلاجقہ ہمدان میں رہتے تھے اور اُن کا ... [illegible] ... سے بھی کچھ تعلق تھا۔

ہزار دامنِ گوہر نثارِ شاں کردم — کہ ہیچ کس شبہی در کنارِ من ننہاد
ہزار بیت بگفتم کہ آب ازو نہ چکید — کہ جز ز دیدہ و گر آیم از کسے نکشاد
دریں زمانہ کہ فریاد رس نمی یابم — مرا رسد کہ رسانم بہ آسماں فریاد
اگر عنایتِ شاہم چو چنگ ننوازد — چو نائے حاصلِ فریادِ من بود ہمہ باد

اردشیر نے بھی ظہیر کی استمالت اور دلجوئی کی۔ انعام و اکرام سے مالا مال کیا۔ بلکہ داد و دہش کا سلسلہ اُس وقت تک بھی جاری رکھا۔ جب کہ ظہیر قزل ارسلاں کے دربار میں آگیا اور اُسکی مدح گستری کرنے لگا۔ چنانچہ وہ خود کہتا ہے ؎

شاید کہ بعد خدمتِ دہ سالہ در عراق — نانم ہنوز خسروِ مازندراں دہد

ظہیر نہایت خوشی سے اعتراف کرتا ہے کہ مجھکو اردشیر کی خدمت سے اپنے مطالبِ مقاصد میں کامیابی حاصل ہوئی ہے۔ چنانچہ وہ ایک مدحیہ قصیدے میں اردشیر سے خطاب کرکے کہتا ہے ؎

منم کہ یافتہ ام چیرگی و فیروزی — ز بندگی تو بر جملہ مطلب و مراد
بخدمتِ تو اماں یافتہ ز صرفِ زماں — چناں کہ از اثرِ سعی مرتضیٰ مقداد
با برِ رحمت و آفتابِ عاطفت — رسید خوشۂ امیدِ من بوقتِ حصاد
میانِ زمرۂ اقرانم از عنایتِ محض — تو کردی اوحد ازاں پس کہ بودم از آحاد
ز تربیت چو کنی بیشتر شتابم کم — بہ نظم و نثر حریری و صاحب عبّاد

شاہا اگرچہ مایۂ فضلِ مرا رواج — سرباری بضاعتِ اشعار نشکند
جز بہرِ مشغلہ نہم زیورِ مدحِ تو ہر نفس — نظمے بسم در چہ ز نشراۂ اسرار نشکند

ایک قصیدے میں عرض کرتا ہے ؎

نہادپیش تو بندہ چو آب سر بر خاک — مدد فرست زباران لطف بخشش خویش

چناں کہ ہر یک ازاں قطرہ گوہرے گردد — کہ ہیچ فرق نباشد ز گوہر عدنش

ازاں سپس کہ ز خاکش چو آب برگیری — اگر بہ گنج رسید ست بر زمیں فگنش

ظہیر کا خاندانِ اتابکیہ کے دربار سے بہت عرصے تک تعلق رہا ہے۔ اور اتابکانِ فارس و آذربائیجان سلاطینِ سلاجقہ کے ملازم تھے۔ لہذا سلاطینِ سلاجقہ اور اتابکانِ فارس کا مختصر حال درج کیا جاتا ہے۔

سلاطینِ سلاجقہ اور اتابکانِ فارس کے حالات

۱۔ سلطان مسعود بن محمد بن ملک شاہ سلجوقی۔ ہمدان کا بادشاہ بہت بڑا کریم اور سخی تھا۔ طغرل بن ملک شاہ کے مرنے کے بعد تختِ سلطنت پر بیٹھا۔ اسنے ۱۸ برس چند ماہ سلطنت کی۔ رجب ۵۴۷ھ میں ۴۵ سال کی عمر میں اس کا انتقال ہوا۔

۲۔ سلطان محمود بن محمد بن ملک شاہ سلجوقی۔ ۱۴ برس کی عمر میں ۳۔ ذی الحجہ ۵۱۱ھ مطابق ۲۷۔ مارچ ۱۱۱۸ء کو تخت نشین ہوا۔ رجب ۵۲۵ھ مطابق ۲۔ اکتوبر ۱۱۳۱ء بمقام ہمدان اسکا انتقال ہوا۔

۳۔ اتابک شمس الدین ایلدکز سلطان مسعود کا غلام تھا۔ یہ بڑا منتظم۔ مدبر اور ہوشیار تھا۔ یہ سلطان مسعود کی جانب سے اران اور آذربائیجان کا حکمراں تھا۔ یہی اتابکانِ آذربائیجان کے خاندان کا بانی مبانی تھا۔ سلطان مسعود کے مرنے پر ایلدکز نے طغرل بن مسعود کو تختِ سلطنت پہ بٹھایا۔ طغرل نے صرف زر وٹی پر قناعت کی۔ اور ملک کا نظم و نسق ایلدکز کے حوالے کر دیا۔

۴-سلیمان شاہ بن ملک شاہ ۵۵۵ھ میں دارالملک ہمدان میں تخت نشین ہوا۔ چونکہ اُسوقت آتابک ایلدگز سلطنت کے کاروبار میں بہت کچھ دخیل تھا لہذا اُسکی استمالت کے لیے سلیمان شاہ نے ارسلان بن طغرل کو اپنا ولی عہد بنایا اور اُسکا نام بھی خطبہ میں اپنے نام کے ساتھ شامل کیا۔ سلیمان شاہ نے صرف آٹھ ماہ سلطنت کی، پھر اُسکا انتقال ہو گیا۔

۵-ارسلان بن طغرل کو سلیمان شاہ کے بعد ایلدگز نے بادشاہ بنایا اور ارسلان کی ماں سے خود نکاح کر لیا۔ ارسلان کی ماں سے ایلدگز کے دو لڑکے ہوئے۔ ایک جہان پہلوان آتابک محمد دوسرا قزل ارسلان۔ ملک ارسلان برائے نام بادشاہ تھا سلطنت کے سیاہ و سپید کا مالک ایلدگز تھا۔ اور وہ شاہانہ شان و شوکت سے زندگی بسر کرتا تھا۔ ۵۶۸ھ میں ایلدگز کا اور ۵۷۱ھ میں ملک ارسلان کا انتقال ہوا۔

۶-جہان پہلوان آتابک محمد- ملک ارسلان کے مرنے کے بعد عراق کا بادشاہ ہوا۔ اسنے اپنے بھائی قزل ارسلان کو آذربایجان کا حاکم بنا کر بھیجا۔ آتابک محمد نے سلطان طغرل بن ملک ارسلان کو جو سات برس کا تھا ۵۷۳ھ یا ۵۷۱ھ میں تخت سلطنت پر بٹھایا اور خود انتظام سلطنت میں مصروف ہوا۔ اور اُسکو نہایت مستحکم کیا۔ آتابک محمد ۵۸۲ھ میں فوت ہوا۔ آتابک محمد کے چار لڑکے تھے۔ قتلق اینانج اور امیر میران قتیبہ خاتون امیر اینانج کی لڑکی سے۔ ابوبکر اور آذربیک پہلوان ایک کنیز سے۔ آتابک محمد کے مرنے کے بعد قتیبہ خاتون چاہتی تھی کہ وہ سلطان طغرل سے نکاح کر لے تاکہ اُسکا لڑکا قتلق اینانج امیر الامراء بنجائے۔ اسی اثنا میں یکایک قزل ارسلان تبریز سے ہمدان میں آگیا اور اُسنے قتیبہ خاتون سے نکاح کر لیا۔ قزل ارسلان قتیبہ خاتون کی رائے کے موافق سلطنت کا کام کرتا تھا اور آتابک محمد کے لڑکوں پر جبر و تشدد کرتا تھا اور اُنکو غلام اور خدمتگار سمجھتا تھا۔ بالآخر قزل ارسلان نے سلطان طغرل کو مع اُسکے لڑکے ملک شاہ کے

آذربائیجان کے قلعہ کہران میں قید کردیا اور سنجر ابن سلیمان شاہ کو تخت پر بٹھانا چاہا۔ لیکن خلیفہ بغداد کے اشارے سے یہ تجویز ہوئی کہ قزل ارسلان کو بادشاہ بنایا جائے اور تخت نشینی کی رسم ادا کرنے کے لیے ایک نیک روز مقرر کیا گیا۔ اتفاق سے قزل ارسلان اُسی دن کی صبح کو کشتہ پایا گیا۔

قزل ارسلان ۵۸۱ھ سے ۵۸۶ھ تک صرف پانچ سال فرمانروا رہا۔

ابوبکر نصرۃ الدین ۵۸۷ھ میں تبریز میں مسند آرا ہوا اور ۶۰۷ھ میں اُس نے وفات پائی۔ ابوبکر اور قتلق اینانج میں کئی بار جنگ ہوئی بالآخر قتلق اینانج تکش خان کے ایک امیر کے ہاتھ سے مارا گیا۔

ظہیر نے دو قصیدے قزل ارسلان کی مدح میں کہے تھے۔ اگرچہ اُسکو قزل ارسلان کے دربار میں رہتے ایک سال سے زائد عرصہ گذرا لیکن اُن قصیدوں کے پیش کرنے کی نوبت نہیں آئی۔ بالآخر اُس نے یہ قطعہ پیش کیا ؎

خدایگانا سالی زیاده گشت که من — بپای حرص بگرد عراق می‌گردم

بچشم جز اثر عدل تو نمی‌بینم — ز گوش جز صفت جود تو نمی‌شنوم

قصیده دو سه گونه نظم کرده‌ام حالی — اگر بد است وگر نیک هم بدو گروم

نشسته منتظر آن که فرصتی باشد — که آن به سمع مبارک رسانم و بروم

ظہیر نے قزل ارسلان کے دربار میں دس سال بسر کیے اور کئی قصیدے بھی لکھے لیکن قزل ارسلان نے ظہیر کی طرف چنداں التفات نہ کیا۔ چنانچہ وہ خود کہتا ہے ؎

شاها خلایق از زر و نقد تو انگرند — در دولتت همه‌ که بدست هوا دهد

پوشیده زهره جامهٔ زربفت و مشتری — محتاج خرقه است که در طیلسان نهد

پہنتا تھا۔ فضلا مجیر کی اس رعونت کو پسند نہیں کرتے تھے۔ ظہیر نے بھی مجیر کے بارہ میں کہا ہے ؎

گر بہ دیبا ہاے فاخر آدمی گردد کسے　　پس در اطلس جلیست اگر کہ زیبائے شود حمار

قزل ارسلان کے زمانے میں سات ستارے برج میزان میں جمع ہوئے تھے جس کا سابق میں ذکر ہو چکا ہے۔ ظہیر نے قزل ارسلان کے مدحیہ قطعہ میں کہا ہے ؎

نہ فلک بر خوانِ احسانت بہ پنج انگشت از　　قرب دہ نوبت شکمہا چار پہلو کردہ اند

اجتماع اختران اثنی کہ در میزان اجراست　　جز و نکو دانی کزاں صنعت چہ نیکو کردہ اند

از برائے ذرۂ خاک کف پائے ترا　　نقد ہفت اقلیم گردوں در ترازو کردہ اند

ظہیر نے قزل ارسلان کے شکریہ میں یہ مثنوی لکھی ہے ؎

در جہاں شکرہائے بسیار است　　کہ قزل ارسلان جہاندار است

دوست آں بادشاہ کز سر تیغ　　خون فشاند چناں کہ برق ز میغ

رامش اربا فلک یکیں آید　　پایۂ خورشید بر زمیں آید

عالم از جود او توانگر شد　　بوستان در لباس ششتر شد

نرگس از زر نہادہ بر سر تاج　　لالہ از لعل برفگندہ دواج

شاخ سوسن کشیدہ خنجر سیم　　آب بر آب ریخت زر ابریشم

سوسن مسکین و مستمند شدند　　ہمچناں بر سر ابر اول روند

[illegible] شدن　　[illegible]

[illegible] گشتہ ہم [illegible] از آں　　[illegible] شکلے لا [illegible] ازاں آمد

عاملی بر فرازِ منبر گفت — کہ چو پیدا شود سرای نہفت
ریشہای سپید را ز گناہ — بخشد ایزد بہ ریشہای سیاہ
باز ریشِ سیاہ روزِ امید — باشد اندر پناہِ ریشِ سپید
مردکی سرخ ریش حاضر بود — دست بر ریش زد چو این بشنود
گفت ما خود ازین شمار نہ ایم — در دو گیتی بہ ہیچ کار نہ ایم
بندہ آں سرخ ریشِ مظلوم است — کز انعامِ شاہ محروم است
ملکِ او تا بہ حشر باقی باد — مہر و ماہش ندیم و ساقی باد

اتابک نصرة الدین کے دربار سے ظہیر کا بہت عرصے تک تعلق رہا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ظہیر کے سب سے زیادہ قصیدے اتابک نصرة الدین کی تعریف میں ہیں۔ اس میں شک نہیں کہ اتابک نصرة الدین بہ نسبت قزل ارسلان کے کہیں زیادہ علم دوست ہنر پرور اور شاعر نواز تھا۔ ظہیر بھی اتابک نصرة الدین کے الطاف و احسانات کا بڑے فخر سے ظاہر کرتا ہے ؎

سایہ چوں طوبیٰ فگندی بر ظہیر ای شہریار — تشنگاں در زیرِ طوبیٰ آبِ کوثر یافتند
گر سخن معجز آمد اقبالِ تو آوردست آنکہ — عزتِ عیسیٰ ست کاں اندر سمِ خر یافتند
آبِ من این است کہ گر جمشید و گر کیخسرو است — با ہنرش در خواجہ تاشی خاکِ این در یافتند

خدایگانا دانی کہ خدمتِ تو مرا — مقدم است بر اغراضِ مالی و جاہی
زمانہ سرزنشم کرد و گفت تیر جبرا — فتادہ از درِ شاہِ جہاں بہ گمراہی
اگر فتادہ ام از خدمتش [illegible] — گزیدہ ام بدعا خدمتِ سحرگاہی

مرا چو شاہ گزیدہ است شاہ را ز دل	نہ من ز بندگی افتم نہ شاہ از شاہی

اتابک نصرۃ الدین ابوبکر نے اپنی شاہزادگی کے زمانے میں ظہیر کی کچھ تنخواہ مقرر کر رکھی تھی اور وہ کسی صوبے کے عامل کی وساطت سے ملا کرتی تھی۔ ایک بار ظہیر اجازت لیکر عامل کے پاس گیا۔ عامل نے اسکو گانوں والوں کے نام خط لکھدیا۔ اسکا نوکر عامل کا خط لے کر گانوں میں گیا۔ پچاس دن گزر گئے۔ نہ نوکر آیا نہ روپیہ۔ ظہیر نے یہ حال ایک قصیدے میں نظم کیا۔ اور شاہزادے سے عرض کیا ؎

شرح این معنی فرستادم سوی درگاہ شاہ	تا خبر یابد شہ گیتی ز حال من مگر
من نہ دہقانم نہ بازرگاں کہ باشد مر مرا	غلہ ہا پر گندم و جو کیسہ ہا پر نقد و زر
من یکے مداحم و خدمتگر شاہ جہاں	زو بود نعمت مرا ہم در سفر ہم در حضر
در حضر با نعمت او کارم آید با نظام	شد میسر کار من با ہمت او در سفر
این شکایت نے مرا تنہاست خلقے با من اند	نام من منشور در یک دست و خط اندر دگر
بندگان را نیست این جا حرمتے و حشمتے	قوتے یابد بسے از شہریار دادگر

قزل ارسلان کے قتل کیے جانے کے بعد ظہیر کو جو پریشانی اور تکلیف اٹھانی پڑی اسکو اس نے اتابک نصرۃ الدین کے ایک مدحیہ قطعہ میں اس طرح پر ظاہر کی ہے ؎

ز روزگار بروزے نشستہ ام نہ چناں	کہ در دو شب بہ یکے جایگہ توانم خفت
زمین ز خون قزل رسلان ہنوز گل است	مرا ز حادثہ صد گل بتازگی بشگفت
برین کہ بر سر من رفت ہر کجا باشم	چہ شکرہا کہ من از روزگار خواہم گفت

ایک قصیدے میں کہتا ہے ؎

خدایگانا در عہد پادشاہ شہید	کہ عمر بر تو بجل کرد و ملک بر تو حلال

من آں قبولِ کرامت بیافتم کہ دگر — ورائے پایۂ من دہم ز نیروئے مقال
کنوں دو سال تمام است تا ہمی نخشم — ز دستِ غصّہ قدح ہائے زہر مالامال
من از رہِ وانِ قبولِ رسالت خجل گردم — اگر بہ تقصیرِ تو پردازم ایں شکایتِ حال

اتابک نصرۃ الدین سے ایک قصیدے میں درخواست کرتا ہے کہ آپ بالاستقلال میری معونت فرمائیے ؎

تو بادشاہِ جہانی چہ باشد ار نظرے — ز روئے لطف بر احوالِ بندہ بگماری
درونِ پردۂ فکرت مرا عروس انند — کہ زہرہ شاں بتفاخر کند پرستاری
بکن معونتِ احوالِ من بالاستقلال — کہ ننگ باشد اگر خواہم از فلک یاری
بضاعتِ سخنِ من از اں نفیس تر است — کہ جز ترا رسد اندر جہاں خریداری

ظہیر فاریابی ایک عرصے تک اتابک اعظم ابوبکر بن محمد کے دربار سے غائب رہا۔ اتابک نے آدمی بھیجا اور ظہیر کو بلوایا چنانچہ خود کہتا ہے ؎

مرا بشیرِ اقبال بامداد پگاہ — نویدِ عاطفت آورد ز آستانۂ شاہ
چہ گفت گفت چو دریت بکعبہ کرم است — نیاز عرض کن و حاجتے کہ ہست بخواہ
زمیں بوس وزیرِ جاودانی ذخیرۂ عمر — کہ کیمیائے حیات است خاکِ آں درگاہ
اگرچہ مدتِ غیبت دراز گشت فلک — زبانِ عذر بیکبارگی نشد کوتاہ
بیا کہ حکمِ شہنشہ ثبات آں دارد — کہ منہزم نشود از سپاہِ ہزار گناہ
از آستانۂ او برمگیر ازیں پس رُخ — کہ نیست دولت و دیں را ازیں جایگاہ
رضائے او را ز کائنات گیر غرض — جنابِ او را ز حادثات ساز پناہ

ظہیر ایک بار بیمار ہو گیا۔ عرصے تک دربار سے غیر حاضر رہا۔ بیماری کی اطلاع کی غرض سے

زحضرت سبب غیبتم ہمیں بوداست | کہ بودہ ام بدل آزردہ و بہ تن بیمار
بروز درس ثنا ئے تو مے کنم تعلیم | بہ شب وظیفۂ مدح تو مے کنم تکرار

ابتدا میں ظہیر کو اتابک نصرۃ الدین کے دربار میں ڈیڑھ سال گزر گیا تھا لیکن دربار شاہی سے اسکی کسی قسم کی امداد نہیں کی گئی تھی برخلاف اسکے قزل ارسلان کے دربار میں مجیر بیلقانی کے انعام و اکرام سے روزانہ عزت افزائی کیجاتی تھی اسی واقعے کی طرف ظہیر نے ان اشعار میں اشارہ کیا ہے ؎

آں کہ خود را نظیر من دانست | گرچہ او سنگ بود و من گوہر
ایں زماں در تعجب است کہ چرخ | مے نیارد برو گماشت نظر
در پیش نالہ مے کند بربط | در رخش خندہ مے زند ساغر
من چو بربط زبوں ز زخمہ زدن | من چو ساغر غریق خون جگر
راست یک سال و نیم شد کہ مرا | در عراق است حکم آبشخور

ان اشعار میں اپنے گھوڑے کی حالت بیان کرتا ہے ؎

اسپکے دارم از متاع جہاں | ہمچو کلک رواں و لے لاغر
در سفر بار من کشیدہ و لیک | زیر پالاں مرا کشد بہ حضر
تا کہ از بہر شیم تو بردہ تخم | باشد اندر جوال ہستی خر

آگے چل کر اپنی فاقہ کشی کی سرگزشت عرض کرتا ہے ؎

تنم از فاقہ خشک شد کہ نشد | لبم از آب ایں کریاں تر
تو کہ در حل و عقد ممتازی | چوں روا داریم چنیں مضطر

عزم آں کردہ ام کہ بہر تمام   شو سبک باز براں عنانِ سفر
جوہری نیست در عراق و درواست   گر ندانست قیمتِ گوہر
برمن ایں رنج بگذرد چو گذشت   ملکِ محمود و نوبتِ سنجر

ایک قطعہ میں عرض کرتا ہے کہ دس برس ہو گئے کہ زمانہ مجھکو نشیب و فراز میں دوڑا رہا ہے میرا یہ ارادہ تھا کہ میں آپ کی درگاہ کو قبلۂ دعا و نماز بناؤں لیکن کیا سبب ہے کہ میں خدمت سے محروم ہوں۔ نہ آپ بخیل ہیں نہ میں جاہل نہ راہ دراز ہے ؎

خدایگانا زاں پس کہ روزگار مرا   بتاخت مدتِ دہ سال در نشیب فراز
عزیمتم ہمہ ایں بود پس کہ یک چندے   کنم جنابِ ترا قبلۂ دعا و نماز
چہ موجب است کہ از خدمتِ تو محرومم   نہ تو بخیل و نہ من جاہل و نہ راہ دراز

حسنِ طلب ؎

وجوہِ روزیٔ خلق از عطا و بخشش تست   کنوں بقدر نگہدار قسمتِ روزی
کنایتے ست درینجا و من بگفتم رفت   تو دانی ار دری آں پردہ وا گر دوزی

اظہارِ مفلسی ؎

کنوں منم کہ چو بازیگرانِ چابک دست   نشستہ ام زجہاں ست پاک کیسہ تہی

نظرِ التفات کی التجا ؎

شاہا منم کہ خامۂ اقبال روز و شب   مدحِ تو بر صحیفۂ جانم نگاشت است
مگزار ضائعم کہ مرا دستِ روزگار   بر اعتمادِ جودِ تو ضائع گذاشت است

ایک بار ظہیر کا اونٹ گم ہو گیا۔ بادشاہ کی خدمت میں ایک قطعہ پیش کیا کہ مجھے اونٹ مرحمت فرمایا جائے۔ اسکے چند اشعار یہ ہیں ؎

نالد بحضرت تو شها بلبلی چو من — دارم قبول گستر و از لطف دانه ساز

یا بازپس فرست ازین جا بخانه ام — یا در جوار بارگه این جا تو خانه ساز

اس قطعہ میں ممدوح سے کہتا ہے کہ مجھے آپ کی تعریف نظم کرتے ہوئے سال بھر سے زیادہ عرصہ ہو گیا لیکن میں نے نہ تو آپ سے ایسی کوئی چیز دیکھی ہے جس کو میں کسی سے کہوں نہ ایسی چیز پائی ہے جس کو پہنوں۔ آپ کی مجلس میں جب لوگ آپ کی بخشش سے سوال کرتے ہیں کہ کیا ملا۔ تو اس وقت مجھے کانوں میں روئی ٹھونسنے کی ضرورت معلوم ہوتی ہے۔ اگر میں آپ کی ہجو کہوں تو اسکو لوگ اشرفیوں میں خریدتے ہیں ؎

خدایگانا سالی زیادت است که من — بجان بنظم ثنای مدیح تو همی کوشم

ندیده ام ز تو چیزی چنان که برگویم — نیافتم ز تو چیزی چنان که در پوشم

بمجلس تو ز جود تو مر ترا سوال کنند — نهاده باید تا پنبه در دو گوشم

مباش غره اگر چه من از شمایل خوب — بحکم سیرت و نیکو نهاد خاموشم

بگاه نظم چو من بر سخن سوار شوم — کشند غاشیه اقران ز فخر بر دوشم

بمدح و هجو همه کس بی شکایت و شکر — چو آفتاب بتابم چو بحر بخروشم

من ار ز هجو تو بیتی دو بر کسی خوانم — نهند تخت زر و دیبا همی در آغوشم

بزر بسر نخ چو از من هجای تو بخرند — روا بود که به نرخ تمام بفروشم

اس قطعہ میں بادشاہ سے عرض کرتا ہے کہ میں آپ کی بخشش کی آرزو میں جاں بلب ہو رہا ہوں ؎

من بنده را ز بسکه کنم با فلک نبرد — در سینه از سنان حوادث شکسته نوک

دهرم هزار گونه ریاضت نمود و من — هر لحظه ممتلی ترم از غصه خدوک

گردون چو باد ریسه کند ار زمانه تا — در گردنم فگنده ز محنت شدم چو دوک

جانم ز آرزوی نوالت بلب رسید — چندان تحمّل شکر و استغنا ریک

من جامہ بہر وفات کردم قرض کردہ ام — جز فیض جودِ کیست تو فرا آرد ہم زیبک

اس قطعہ میں بادشاہ سے درخواست کی ہے کہ میں نے کچھ قرض کر لیا ہے میرا قرضہ ادا کر دیا جائے ۔

حالِ من بندہ ہست معلومت — کہ ز کم ہمت گرفتہ ام تعلیم

قدرے وام کردہ ام لیکن — وجہ یک جو ندارم از زر و سیم

بہ درِ من غریم کردہ مقام — ہمچو اقبال بر درِ تو مقیم

از برائے دوامِ آں اقبال — باز کن از سرم بلائے غریم

اس قطعہ میں ممدوح سے شکایت کی ہے کہ آپ مجھے بھول گئے ۔

آرے شنیدہ ام کہ چو مخدوم و محترم — تو بر شکستہ و قدحے نوش کردہ

یک قطرہ حریف لطیف و نظر لطیف را — از لطفِ خویش خازن و خرگوش کردہ

یاد اند کہتراں ہمہ بر خاطرت و لے — من بندہ را بتعظیم فراموش کردہ

ممدوح سے عدمِ التفات کی شکایت ۔

بزرگوارا دانم کہ بر خلافِ قدر — حقیقت کہ بجز کردگار قادر نیست

بحکمِ آں کہ بد و نیک ہر چہ پیش آید — مقرر است بہر حال اگرچہ ظاہر نیست

ہمی نمی شود ہیچ گونہ روزی بیش — ز روئے حکم جری گرچہ مرد صابر نیست

و لے عنایتِ خالق ز در صلاحِ خلق — بیک دقیقہ بانواعِ لطف قاصر نیست

بہ سوئے جملہ نظرے کشی ز رحمے کرم — ترا بجانبِ من ہیچ گونہ ناظر نیست

لبوسا امید دل اندر تو بستہ ام اکنوں — زبان جہاں ابا م ہیچ شاکر نیست

خداوندا درین مدت کہ من بر درگہت بودم — نکردم ہیچ تقصیرے ز خدمت تا توانستم
چہ سود اینک چنانستم کہ تا حالم بدانی تو — کنون اینست ہیچ من کہ بیگوئی و ندانستم

وعدے کے عدم ایفا کی شکایت سے

اے ترا در وجود شمع ولگن — نقد ہر کیسہ کاسبان بردوخت
چشم گردوں ندید روشے وجود — تا قضا شمع دولتت بفروخت
بیں کہ پروانہائے وعدہ تو — جملہ در تن ز انتظارت سوخت

بادشاہ سے روٹی یا اجازت کی درخواست سے

خسروا در طلب عنایت تو — کردہ پاے آبلہ از بس دوری
تو بہ تدبیر جہاں مشغولی — گر بہ کارم نہ رسی معذوری
از تو من بندہ سواے دارم — کز تو ناں خواہم یا کہ دستوری

شاہی خدمت سے اظہار ملال سے

من بداں عزتے کہ نفس تراست — گشتم از خدمت ملوک ملول
سخن فضل سے نیارم گفت — زاں کہ آں شیوہ بود ز فضول
حاصل الامر تلے ست کہ نیست — بر در کس مرا خروج و دخول
از چہ ماندم بر آستانہ تو — متردد میان رد و قبول

شرف شاہ کے مرثیہ قصیدے میں کہتا ہے

قصۂ ما قضاے من بجہاں — چوں ثناے تو اندر افواہ است
بر تو پوشیدہ نیست اینکہ مرا — رایت از سر غیب آگاہ است
یوسف نادیدۂ حسن ترویم — از جفاے زمانہ در چاہ است

اعتمادم پس از خدائے تست   زاں کہ آیام نیک بدخواہ ست

ظہیر موصل گیا۔ وہاں چند روز رہا۔ میر مسعود کی تعریف میں دو قصیدے لکھے۔ ایک قصیدے کی تمہید میں اپنے سفر کے واقعات نظم کیے۔ اظہار مدعا کے موقعہ پر کہتا ہے ؎

خداوندا من ایں جا آمدستم   بہ امید خود و ہمپائے داجل
گرم سر زد رق گردانی بجدست   چناں گفتم کہ گفتہ بود واغل
وگر از خدمتت محروم ماندم   بسوزم کلک و نشتکا قم انامل

بادشاہ نے فتح کی خوشی کا دربار کیا۔ ظہیر اس میں حاضر نہ ہو سکا۔ سیف احمد وزیر تھا۔ ظہیر نے اسکی تعریف میں قصیدہ لکھا۔ اور اپنے حاضر نہ ہونے پر افسوس ظاہر کیا ؎

رائے مقدس تو کہ بر غیب مشرف است   از ماجرائے قصۂ من بے خبر چرا ست
آں محنتم مپرس کہ قرب چہار سال   دوران چرخ مے عوض از عمر من بکاست
ویں حسرتم نگر کہ دریں وقت روئے من   از خاک آستانۂ شاہ جہاں جداست
ہنگام آں کہ جلوۂ فتح و ظفر کنم   کارم شکایت فلک و شرح ابتلاست
گیتی بجائے من ز جفا کرد انچہ کرد   گر لطف تو تدارک کارم کند رواست

ملک ضیاء الدین کے مدحیہ قصیدے میں کہتا ہے ؎

دست سخا کجیب کرم برپائے من   کامسال بس تہی ست مرا ہیچ یار دست

ممدوح سے آسمان کی شکایت اور اس بات کی درخواست کہ مجھے اپنے پاس سے جدا نہ کیجیے ؎

ایام کژ و بساختن عشتم   رخسار وجود مے خراشم
چوں مشک چرا کند نہانم   کز طیب نفس چو مشک فاشم
آں مشعلہ منم کہ در صفا کے   ارواح فلک سزد فراشم

آمدم سوئے تو ربیت تاکنم از صدق نثار | آں گہرہا کہ ضمیرم ز مدیحت سفتست
پردہ دار از لبِ درگفت کہ مستست بجواب | زیں قبیل طبع ازاں لحظہ ہنوز آشفتست
تو کہ بیداری چوں دولت و ہشیار چو بخت | خفتہ و مست ندانم زچہ معنی گفتست
تو نئی مست کہ عقلِ من شیداست کہ مست | تو نئی خفتہ کہ بختِ من مسکیں خفتست

رکن الدین والدنیا شاہ سلیمان کے مدحیہ قصیدے میں کہتا ہے ؎

تا درِ جاہِ تو شاہا کرد عزیمت اختیار | تا دریں حضرت بمدح تو ثنا خوانی کند
خاطرے دارد کہ چوں در امتحاں نقش فکنی | شاعرے گر ساحری گیرد بآسانی کند
گر زد و بر لفظ ہموئے گر کرد مکتب قبول | گاہ نظم و نثر حسانی و سحبانی کند

صفی الدین اکابرِ اردبیل میں سے تھے۔ ظہیر اُن کی ملاقات کے لیے اردبیل گیا۔ اور ایک قطعہ نظم کیا جسکے چند شعر یہ ہیں ؎

بزرگوارا واثقہ ہمگناں کہ شود | بہ اردبیل مرادِ عدوی قلیل کثیر
بدل زخدمت تو مقصدے ندانستم | چرا نہ گذرد یادِ من ترا بہ ضمیر
زخطۂ بتو افتادہ ام کہ روزِ وداع | صدورِ سینۂ من ناکردہ اند تقصیر
بصد ہنر زجہاں بر سر آمدم چوں مست | کہ ماندہ ام بجہاں پیشِ ہمت تو فقیر
فضیلتے کہ بر ابنائے روزگار مراست | علی العموم شناسند ناقدانِ بصیر
اگرچہ نسبتِ آں مکرمت طمع دارم | زمانہ نیز سرافگندہ ماند از تشویر
زروزگار مرا قصۂ بسیست کہ نیست | مجال آں کہ کنم شمۂ ازاں تقریر
نہ تنگی کرمت کردم ایں عتاب کہ او | مشیر و محرمِ من بود اندریں تدبیر
اگرچہ رسمِ بزرگی تو بہ شناسی لیک | بگو بیت سخنے آں زمن بخردہ مگیر

کسے کہ بر سرِ احرار سروری جوید ـ روا ندارد در حق چو من ستمے تقصیر

صفی الدین نے ظہیر سے وعدہ کیا کہ میں کچھ دونگا لیکن دو ماہ گذر گئے وہ وعدہ پورا نہ ہوا ظہیر نے یہ قطعہ پیش کیا ؎

صفی دین بسا زین نعمہاے شفقت ـ ز دستِ چرخ ہنوزم ہمی رسد نالہ
بجز شماتت دیا سم نداده وعدۂ تو ـ وزاں سپس کہ دو ماہش گذشت از آنہا
جواہرے کہ بمدح تو بندہ گفت چو در ـ سخات در دلِ من سرد کرد چون ژالہ
چہ سود از یدِ بیضا چو تو نے دانی ـ بیانِ معجزت موسے زبانگِ گوسالہ
یکے ازیں حرکتہا بود کہ ناگاہے ـ فرو برد بہ زمین نام و ننگِ صد سالہ

بالآخر ظہیر نے اردبیل سے روانہ ہونے کا ارادہ کیا۔ رخصت ہونے کے لیے صفی الدین کے یہاں گیا تو معلوم ہوا کہ رات کو انھوں نے شراب پی تھی۔ سو رہے ہیں۔ ظہیر نے یہ قطعہ نظم کیا۔ اور اردبیل سے روانہ ہوگیا ؎

بزرگوارا بے سعی تو درین مدت ـ دلم ز غصہ و جانم ز غم بیاسودست
ازاں زماں کہ من اینجا نشستہ ام صد بار ـ ہمہ بسیطِ زمین صیتِ من بپیمودست
ز چرخِ سفلہ جفاہا کشیدہ ام گرچہ ـ ہنوز نالۂ من ہیچ گوش نشنودست
کنوں بکامِ دلِ ناکام مے روم کہ مرا ـ جہاں عنانِ ارادت بدست بر بودست
بخدمت آمدہ بودم بگاہ تا گفتند ـ کہ دوش خواجہ نشاطِ شراب فرمودست
ز خرمی ہمہ شب بود تا دمیدنِ صبح ـ چو بختِ خویش بخفتہ است ہیچ نغنودست
کنوں ز مستی و بے خوابیِ شبانہ ہنوز ـ چو خلق در کنفِ اہتمامش آسودست
ز روزگارِ دو رنگم شکایت است عظیم ـ کہ ایں سعادتم امروز رو نہ بنمودست

بحضرتت چو مرا فرصت وداع نبود — کنون امید ملاقاتم از تو بیهوده است

تو شو و کن بجهان نام نیک اگرچه مرا — مدار عمر به امید تو زیان بوده است

ملک نور الدین کے مدحیہ قصیدے میں کہتا ہے ؎

من که بر خلق بصد گونه هنر دارم فخر — سخرهٔ بیخردان گشته نباشد عارے

آبروی از پے نان بیهوده دادم بر باد — تا نشستم با دو چار خاک نخوردم بارے

بعد ازین چون بجناب تو تولا کردم — چشم دارم که ز خلقم نرسد آزارے

بخت هر حادثه را شد اکنون عذرے — آسمان هر گنہے را کند استغفارے

جلال الدین سے درخواست ہے کہ آپ میرا حال بادشاہ سے عرض کر دیجیے ؎

بپیش شاہ جہان کشف حال بنده بکن — بیا که مردی دائم که دسترس باشد

که گرچه عیش من از حد برون کشیدن نیست — ولیک یک نظر از رحمت تو بس باشد

بہاء الدین سے آرزوے خدمت کا اظہار ؎

گر حال من بپرسی و در خاطر آوری — تا در چه محنتم بود از صواب دور

در آرزوے خدمت خاک جناب تو — مانم تشنه که بماند ز آب دور

تا دورم از جناب تو دورم ز عافیت — خود عافیت چگونه بود زان جناب دور

ظہیر نے مفتی محی الدین کی تعریف میں دو ۲ بار قصیدے کہے۔ لیکن مفتی نے اسکو کچھ انعام نہ دیا۔ مفتی منبر پر بیٹھا ہوا تھا ایک شخص نے کھڑے ہو کر اپنے معاصی سے توبہ کی۔ مفتی نے اس شخص کے لیے حاضرین سے چندہ جمع کیا اور اسکو دیا۔ ظہیر نے اسپر یہ قطعہ نظم کیا ؎

امام عالم و مفتی خلق محی الدین — توئی به اسپ و رخ از کل کائنات فره

بمدحت تو دو ۲ قصیده ها گفتم — نکرده سعی تو از کار من کشاده گره

کسے کہ بر سر احرار سروری جوید ۔۔۔ روا ندارد در حق چوں منے تقصیر

صفی الدین نے ظہیر سے وعدہ کیا کہ میں کچھ دونگا لیکن دو ماہ گذر گئے۔ وہ وعدہ پورا نہوا ظہیر نے یہ قطعہ پیش کیا ؎

صفی دین بس ازین نخواہے بے شفقت ۔۔۔ ز دست چرخ ہنوزم نمی رسد نالہ

بجز شماتت دیا سم نداده وعدۂ تو ۔۔۔ ازاں سپس کہ دو ماہش گذشت اندر حالہ

جواہرے کہ بمدح تو بندہ گفت چو در ۔۔۔ سخات در دل من سرد گرد چوں ژالہ

چہ شود از ید بیضا چو تو نے دانی ۔۔۔ بیان معجزت موسیٰ ز بانگ گوسالہ

یکے ازیں حرکتہا بود کہ ناگاہے ۔۔۔ فرو برد بہ زمین نام و ننگ صد سالہ

بالآخر ظہیر نے اردبیل سے روانہ ہونے کا ارادہ کیا۔ رخصت ہونے کے لیے صفی الدین کے یہاں گیا تو معلوم ہوا کہ رات کو انھوں نے شراب پی تھی۔ سو رہے ہیں۔ ظہیر نے یہ قطعہ نظم کیا۔ اور اردبیل سے روانہ ہو گیا ؎

بزرگوارا بے سعی تو درین ہفتہ ۔۔۔ دلم ز غصۂ و جانم ز غم بیاسودست

ازاں زماں کہ من اینجا نشستہ ام صد بار ۔۔۔ ہمہ لب بیازین صفت من پیمودست

ز چرخ سفلہ جفا ہا کشیدہ ام گرچہ ۔۔۔ ہنوز نالۂ من ہیچ گوش نشنودست

کنوں بکام و بنا کام مے روم کہ مرا ۔۔۔ جہاں عنان ارادت ز دست بربودست

بخدمت آمدہ بودم پگاہ و گفتند ۔۔۔ کہ دوش خواجہ نشاط شرابے فرمودست

ز خرمی ہمہ شب بود تا دمیدن صبح ۔۔۔ چو بخت خویش بخفتست و ہیچ نغنودست

کنوں ز مستی و بے خوابی شبانہ ہنوز ۔۔۔ چو خلق در کنف اہتمامش آسودست

ز روزگار دو رنگم شکایت است عظیم ۔۔۔ کہ ایں سعادتم امروز روئے ننمودست

بحضرتت چو مرا فرصت وداع نبود — کنون امید ملاقاتم از تو بیهوده است
تو شو و کن بجهان نام نیک اگرچه مرا — مدار عمر به امید تو زیان بوده است

ملک نور الدین کے مدحیہ قصیدے میں کہتا ہے

من که بر خلق بصد گونه هنر دارم فخر — سخرهٔ بیخردان گشته نباشد عارے
آبرو از پے نان بیهوده دادم برباد — تا بشم باد چرا خاک بخوردم بارے
بعد ازین چون بجناب تو تولا کردم — چشم دارم که ز خلقم نرسد آزارے
بخت بر حادثه را شد اکنون غدرے — آسمان هر کینه اکند استغفارے

جلال الدین سے درخواست ہے کہ آپ میرا حال بادشاہ سے عرض کر دیجیے

به پیش شاه جهان کشف حال بنده بکن — بیا مردی دانم که دسترس باشد
که گرچه عیش من از حد برون تنگ است — ولیک یک نظر از رحمت تو بس باشد

بہاء الدین سے آرزوے خدمت کا اظہار

گر حال من بپرسی و در خاطر آوری — تا در چه محنتم بود از صواب دور
در آرزوی خدمت خاک جناب تو — مانم تشنه که بماند ز آب دور
تا دورم از جناب تو دورم ز عافیت — خود عافیت چگونه بود زان جناب دور

ظہیر نے مفتی محی الدین کی تعریف میں دو بار قصیدے کہے لیکن مفتی نے اسکو کچھ انعام نہ دیا۔ مفتی منبر پر بیٹھا ہوا تھا۔ ایک شخص نے کھڑے ہو کر اپنے معاصی سے توبہ کی۔ مفتی نے اس شخص کے لیے حاضرین سے چندہ جمع کیا اور اسکو دیا۔ ظہیر نے اسپر قطعہ نظم کیا ہے

امام عالم و مفتی خلق محی الدین — توئی به اسپ و رخ از کل کائنات فره
بمدحت تو دو نوبت قصیده ها گفتم — نکرده سعی تو از کار من گشاد گره

ز پیش ہنر تست امروز مردے بر جہانست — کہ تو بہ می کنم از ہنرہا تو گفتی نہ
ز مرد دانش در و سیم خواستی و ہمہ — بہ طوع طبع بداد و نہ بے لجاج و ستہ
ز بہر شعر چو چیزے نہ دادیم بارے — بہ پاے تو بہ کہ دادی بہ شاعریم بدہ

بادشاہ سے عرض کرتا ہے ؎

گر ز گشتم بخدمت مخصوص — کار طالع کند ہنر نکند
بیش ازینم مدار بے پر و بال — تا کس این قصہ را سمر نکند

رضی الدین اکابر فضلا سے تھے۔ انھوں نے ایک سال ظہیر کا کوئی مطلب پورا کیا تھا۔ دوسرے سال جب اسکا وقت آیا تو اسکے پورا کرنے میں کچھ توقف ہوا۔ ظہیر نے اس بارے میں ایک قطعہ نظم کرکے پیش کیا ہے اسکے چند شعر یہ ہیں ؎

مرا ازاں گرہ بستہ یاد مے آید — کہ چند کار فرو بستہ مرا بکشاد
ز وقتے کہ دراں باب می روا ساخت — اگر ز وقت بکن گر نہ زیست مباد
چنیں کہ من بہ تقاضا نیز فرو شدہ ام — حدیث غلہ عجیب گر بماندم بر باد

سا میں ایک بہت بڑے فاضل اور ظہیر کے مربی اور دوست تھے۔ ظہیر نے اُن سے شکوہ کیا ہے کہ میں کب تک آپ کے دیدار سے محروم رہوں ؎

من کہ در آستان خدمت تو — روز و شب من نہ ام بشیوۂ بوم
تا کے از آفتاب طلعت خویش — ہمچو خفاش داریم محروم

جب ظہیر نیشاپور روانہ ہوا ہے۔ تو شمس الدین مرو گئے تھے۔ اور وہاں جا کر کسی معزز خدمت پر مامور ہو گئے تھے۔ وہ مرو سے برسم رسالت نیشاپور آئے۔ ظہیر اُن سے ملنے کے لیے گیا۔ لیکن اُن سے ملاقات نہ ہوئی۔ ظہیر نے یہ قطعہ نظم کرکے اُن کے پاس بھیج دیا ؎

مربیِ فضلاے زمانہ شمس الدین — تو ئی کہ قفلِ عمل را سخاے تست کلید

ازان سپس کہ میانِ من و تو عہد دراز — زمانہ حبلِ متین را بو اصلت ببرید

ترا بہ مرو بہ بیرد و بخت می نشاند — مرا بسوے نیشاپور سرنگون بکشید

چو تو بہ رسمِ رسالت بیامدی ناگاہ — دلم ز شوقِ ملاقاتِ تو ز بر بپرید

شبے بقاعدۂ پردہ دار بنشستی — چنانکہ پردۂ صبرم ز بیم آن بدرید

مرا بخدمتِ تو محض دوستی آورد — نہ علتِ زر و سیم و نہ حرصِ نقل و نبید

درمیانہ دو بیت صلاح مرا محقق شد — کہ دستِ مفلسی غالبست و جیب درید

رسول را چو بدنیا نمی توان دیدن — خدائے را بقیامت چگونہ بتوان دید

ظہیر خاقانِ کبیر جلال الدین اخستان شاہ کی حکومت کے زمانے میں شروان گیا
خاقانِ کبیر شعر و سخن کا بڑا دلدادہ تھا۔ اسکے دربار میں ابو العلا فلکی۔ اور خاقانی وغیرہ
بڑے بڑے نامی شعرا جمع تھے ظہیر نے بھی کوشش کی کہ دربار میں رسوخ حاصل کرے
لیکن ناکام رہا۔ اور عراق واپس چلا آیا۔ اسنے خاقان کی تعریف میں جو قصیدہ کہا
ہے اسکے چند اشعار یہ ہیں ؎

نیک دانی کہ من دریں مدت — کہ جدا ماندہ ام ز خویش و تبار

پیش ازیں آرزو نداشتہ ام — کہ رسیدم بر آستانِ تو بار

گرچہ حیثیت نہ کردہ کس تعریف — کہ مرا چیست مایہ و مقدار

سخنم خود معرفِ ہنر است — چون نسیمے کہ آید از گلزار

گر ز ہیبت یک سخنم از رہِ صورت — دارم از عسکر لشکر جرار

من بے گوہرم فتادہ بخاک — از رہِ تربیت مرا بردار

گرچہ باشد بہ نزدِ ہمتِ تو — گوہر از خاک برگرفتن عار

ظہیر فاریابی کی گوشہ نشینی

سب کا اتفاق ہے کہ ظہیر نے آخر عمر میں سلاطین و وزرا کی خدمات ترک کر کے گوشہ نشینی اختیار کر لی تھی۔ ظہیر نے سلاطین و امرا، وزرا و فضلا کی مدح گستری و دربارداری میں ۳۰ سال بسر کیے تھے۔ جب ظہیر نے گوشہ نشینی کا ارادہ کیا ہے تو اس نے ایک قطعہ اپنے مربی شمس الدین کی خدمت میں پیش کیا۔ اسکے چند اشعار یہ ہیں ؎

ازاں زماں کہ جدا ماندہ ام ز درگہ تو — کہ خاک اوست چو باد بہشت روح فزای
دویدم از سر حسرت بسے نشیب و فراز — مرا ندیدہ رہ بین نہ عقل راہ نمای
گہے چو گل شدہ رسوائے طبع رنگ آمیز — گہے چو بلبل نعرہ زنان و ہرزہ درای
کنوں بہ صبر و قناعت فشردہ ام دندان — اگر فرو شود ایں غصہ ہائے جاں فرسای
بس است آں کہ لگد کوب حادثات شدم — ز تنگ دستی و خست خسیس طبع گدای
گزشت نیمی عمر از کار دان عمر و منا — زباں بگرد دہن در فگندہ ام چو درای
درآفتابہ چو ادش بسوزم اولی تر — کہ بہر سایہ نہد بر سرم ہمائے ہمای
ازیں پس است مرا کنج و کلبۂ تاریک — کہ سر و شاید کم در ہوائے باغ و سرای

مخلص الدین سید اسحق کے مدحیہ قصیدے کی تمہید میں اپنی گوشہ نشینی کے ارادے کو اس طرح پر ظاہر کیا ہے ؎

زروزگار بریں روز گشتہ ام خرسند — وداع کردہ بہ کلی دیار و ماوی را
براں عزیمتم اکنوں کہ اختیار کنم — ہم از طریق ضرورت صلاح و تقوی را

آگے چل کر اپنی پرورش کے لیے اس طرح استدعا کرتا ہے ؎

مرا بہ پرور و در کسب نام نیکو کوش — کہ آں ذخیرہ نماند ست مرد دانا را

جزائے حسن عمل بین کہ روزگار ہنوز — خراب می نکند بارگاہ کسرے را

ظہیر کی تاریخ وفات میں اختلاف ہے۔ بعض نے لکھا ہے کہ ظہیر نے ۵۹۸ھ[1] میں وفات پائی۔ لیکن اکثر کا اس پر اتفاق ہے کہ ظہیر کا ماہ ربیع الاوّل ۵۹۸ھ[2] میں انتقال ہوا۔ آخر عمر تبریز میں ایک قبر ہے اسکے قبرستان میں خاقانی کی قبر کے پاس ظہیر کو دفن کیا گیا۔ چونکہ اس قبرستان میں فلکی، شمس الدین سجاسی، شاپور وغیرہ اور کئی شاعر دفن کیے گئے ہیں اس لیے اسکا نام مقبرۃ الشعرا رکھدیا گیا ہے۔

ظہیر فاریابی کی شاعری

بلحاظ مضامین کے صرف مدح تک محدود ہے۔ صرف تین قصیدوں کی تمہید میں مواعظ ونصائح کو بیان کیا ہے جنکا آگے ذکر کیا جائیگا۔ قطعات بھی بیشتر مدح اور عرض حال پر مشتمل ہیں۔ رباعیات بھی اکثر مدحیہ اور عاشقانہ ہیں۔

بلحاظ اقسام نظم کے زیادہ تر قصائد، اس سے کم قطعے۔ اس سے کم رباعیاں اور چند چھوٹی چھوٹی مثنویاں ہیں۔ قطعہ

فرسودۂ منقش تمر اک وار گردد — عنبر فشاں زرا و تریاک وار گردد

آں دم کہ ہوش تیراں در ناؤ دان گیرد — چوں جامہ خواب سازد مشکتتار گردد

روزے کہ در بدخشاں ریخ بر چیار بندد — پالودہ دستش خلخال پا مار گردد

---

[1] ۵۹۸ھ یہ قول ابن رازی مصنف ہفت اقلیم اور صاحب نتائج الافکار کا ہے۔۱۲

[2] ۵۹۸ھ یہ قول حمد اللہ مستوفی مصنف تاریخ گزیدہ۔ تاریخ مجمل فصیحی۔ تذکرہ دولت شاہ۔ حبیب السیر۔ تذکرۂ عامرہ بیضا۔ ریاض الشعرا اور صحف ابراہیم وغیرہ کا ہے۔۱۲

در کوچہ ہاے شیریں خسرو خبر ندارد | امثال فاریابی لعل عشدار گردد
چوں شاخ گاو کوہی برکوہسار گردد | شلوار آب طوسی چوں پائے بار گردد

قصائد ظہیر فاریابی پر نقد و تبصرہ

۱۔ قصائد ظہیر فاریابی کا مجموعہ — ظہیر کے قصائد اور قطعات کا مجموعہ ۱۳۴۵ھ میں کلکتے میں طبع ہوا۔ اسکی نقل منشی نول کشور نے ۱۲۹۳ھ میں لکھنؤ سے شایع کی اس مجموعہ میں تقریباً

۲۔ ۰۰ ۳ فارسی کے قصیدے اور ایک عربی کا قصیدہ ہے۔ ممکن ہے کہ ان کے علاوہ اور بھی قصیدے ہوں اور اب وہ کم یاب ہوں۔ کیونکہ ظہیر نے مفتی محی الدین کے ایک مدحیہ قطعہ میں لکھا ہے ؎

بہ مدحِ تو دو نوبت قصیدہ ہا گفتم | نکردہ سعی تو از کارِ من کشاد گرہ

لیکن وہ قصیدے اس مجموعہ میں نہیں ہیں۔ اسی طرح ارباب تذکرہ لکھتے ہیں کہ ظہیر کا اتابک کے دربار سے بھی تعلق تھا اور اسنے اسکی مدح بھی کی ہے لیکن اس مجموعہ کے اندر اسکی مدح میں کوئی قصیدہ نہیں ہے۔ البتہ عضد الدین طغانشاہ بن مؤید کے مدحیہ قصیدے میں صرف یہ شعر ہے ؎

ز بہر تہنیت عید خود نہیں قصد است | کہ جاں بہ بزم جہاں پہلواں بہ تحفہ برم

۳۔ ظہیر کے قصائد کی تعداد ابیات — ظہیر فاریابی کے قصیدے خاقانی اور انوری کی طرح طویل الذیل نہیں ہیں اکثر قصیدوں کی تعداد ابیات ۱۲-۵۰ اسے کم اور ۵۰ سے زیادہ نہیں ہے صرف اس قصیدے میں ۲۳ بیت ہیں ؎

سپیدہ دم چو ز تو ابر خیمہ در گلزار | گل از سراچۂ خلوت رود بہ صفۂ بار

۳۔ چھٹی صدی میں قصیدہ گوئی کی ترقی اور اسکے اسباب | اصناف نظم میں قصیدہ سب سے زیادہ اہم ہے۔ اگلے زمانے میں کمال شاعری کا دارو مدار قصیدہ گوئی پر تھا۔ جو شاعر اس صنف کے کہنے پر جس قدر زیادہ قدرت رکھتا تھا اُسی قدر اُسکی شاعری کا پایہ بلند سمجھا جاتا تھا۔ چھٹی صدی ہجری قصیدہ گوئی کی انتہائی ترقی کا عہد ہے۔ اسوقت قصیدہ جس انتہائی معراج کمال کو پہونچ چکا تھا وہ اس صدی گزرنے کے بعد نہ رہا۔ اور قصیدے کا انحطاط شروع ہوگیا۔ اُسوقت ایران میں کئی خاندان بر سر حکومت تھے۔

۱۔ سلاجقہ ۲۔ خوارزم شاہی ۳۔ شاہان شروان ۴۔ اتابکان آذربایجان و فارس ۵۔ خواقین سمرقند وغیرہ۔

ان خاندانوں کے سلاطین و اُمرا سلطنت و جاہ و ثروت کے ساتھ علم و فضل میں بھی کمال رکھتے تھے۔ اُن میں سے اکثر شعر بھی کہتے تھے با ایں ہمہ شعر دوست۔ شاعر نواز ہنر پرور اور قدر دان بھی تھے۔ ان کے درباروں میں بلا علم و فضل کے بار پانا نہایت دشوار کام تھا بلکہ بڑے بڑے حکما اور فضلا کو برسوں امیدواری کے بعد بڑی زحمتوں سے باریابی کا موقع ملتا تھا۔ اُن لوگوں کی ہنر پروری اور قدردانی ہی کا نتیجہ تھا کہ اُس صدی میں ایسے نامور باکمال اساتذہ پیدا ہوئے اور وہ بھی اس کثرت سے کہ اُسکی نظیر آج تک نہیں مل سکتی اور نہ آیندہ اسکی اُمید ہو سکتی ہے۔

چھٹی صدی کے نامور شعرا | ۱۔ مسعود سعد سلمان جرجانی (وفات ۵۱۵ھ) ۲۔ ابو الفرج رونی ۳۔ حکیم ناصر خسرو (وفات ۴۸۱ھ) ۴۔ حکیم سنائی (وفات ۵۴۵ھ) ۵۔ حکیم ازرقی (وفات ۵۲۶ھ) ۶۔ امیر معزی (وفات ۵۴۲ھ) ۷۔ امامی جرجانی ۸۔ مختاری غزنوی (وفات ۵۴۴ھ)

عہ خاقانی امیر معزی کا معتقد اور رشید کا منکر تھا مجمع النفائس ۱۱

۹-ادیب صابر ترمذی (وفات ۵۴۶ھ) ۱۰-عبدالواسع جبلی (وفات ۵۵۵ھ) ۱۱-انوری خاوری (وفات ۵۸۷ھ) ۱۲-نظامی گنجوی (وفات سنہ) ۱۳-اثیرالدین اخسیکتی (وفات ۵۷۷ھ) ۱۴-رشید وطواط (وفات ۵۷۸ھ) ۱۵-خاقانی (وفات ۵۸۲ھ) ۱۶-ظہیر فاریابی (وفات ۵۹۸ھ)

ظہیر فاریابی کے ہم عصر شعرا | امیر معزی - ادیب صابر - عبدالواسع جبلی - اثیرالدین اخسیکتی - نظامی گنجوی - خاقانی - مجیرالدین بیلقانی - رشید وطواط - انوری -

چھٹی صدی کی قصیدہ گوئی کی خصوصیات اور اس میں نئے تبدیلی کی | اس زمانے میں عام طور پر قصیدہ گوئی کی حسب ذیل خصوصیات تھیں - ۱-تکلف - اور آورد اور مبالغہ نہ تھا - ۲-صنائع لفظی کا زیادہ استعمال کرتے تھے جسکی کئی صورتیں تھیں -

۱-پہلے مصرعہ میں جو الفاظ لاتے تھے دوسرے مصرعہ میں اکثر انھی کے مرادف الفاظ لاتے تھے اور وہ مرادف الفاظ ہم وزن بلکہ اکثر ہم قافیہ لاتے تھے - اس صنعت کو ترصیع کہتے ہیں کبھی اسکے ساتھ تجنیس بھی شامل کر دیتے تھے - رشید وطواط ؎

اے منور بتو نجوم جمال ... وے مقرر بتو رسوم کمال

بوستانیست صدرِ تو ز نعیم ... آسمانیست قدرِ تو ز جلال

---

۹ عبدالواسع جبلی - رشید وطواط کی حکیم انوری اور عونی نے ادیب صابر ترمذی کو عذوبت بیان اور طلاقت لسان میں استاد مانا ہے لیکن ادیب صابر اور رشید وطواط میں اختلاف ہے انوری صابر کو رشید پر ترجیح دیتا تھا اور خاقانی رشید کو صابر سے افضل سمجھتا تھا - بقول صاحب مجمع الفصحا انوری کا کہنا برحق ہے - بقول دولتشاہ خاقانی صابر کا معتقد اور وطواط کے خلاف ہے ۱۲ ۹ بقول صاحب مجمع الفصحا اثیر اخسیکتی کو شاعری میں ارباب فضل مسلم جانتے ہیں بلکہ بعض اسکے کلام کو انوری اور خاقانی سے بہتر سمجھتے ہیں - اور بعض اس دعوے کو نہیں مانتے - سچ یہ ہے کہ ان تینوں میں سے ہر ایک کا طرز جدا جدا ہے ۱۲

و نثر بیت کا قصیدہ ہے۔ رشید کا دعوے ہے کہ آج تک کسی نے ایسا مرصع قصیدہ نہ فارسی میں لکھا نہ عربی میں۔

۲۔ صنعت التزام کو خاص خاص طور پر طرح طرح سے استعمال کرتے تھے۔

۱۔ پہلے مصرعہ میں پانچ یا چھ لفظ ہیں تو دوسرے مصرعہ میں بھی اتنے ہی لفظ لاتے تھے۔

۲۔ اکثر ایک نوع۔ ایک ترکیب اور ایک انداز کے لفظ لاتے تھے اور انکا انبار لگا دیتے تھے۔

۳۔ پورے پورے قصیدے ہیں جنمیں تمام الفاظ ایک دوسرے کے متضاد ہیں۔

۴۔ قصیدے کے ہر مصرعہ میں کسی خاص لفظ کو لاتے تھے۔

۵۔ قصیدے کے ہر مصرعہ میں کسی خاص حرف کو نہیں لاتے تھے۔

۶۔ قصیدے کے ہر شعر میں کسی ایک صنعت یا دو صنعت کو لاتے تھے مثلاً لف و نشر کے ساتھ سیاقۃ الاعداد کو جمع کر دیتے تھے۔

۳۔ مضامین کی جدت کی طرف چنداں توجہ نہیں کیجاتی تھی۔

باوجود ان قیود کے یہ قصیدے نہایت برجستہ اور رواں ہوتے تھے بعض موقعوں پر جب تک بتایا نہ جائے کہ اس شعر میں فلاں صنعت کا التزام ہے اُس صنعت کی طرف خیال بھی نہیں جا سکتا۔ رشید وطواط اور عبدالواسع جبلی وغیرہ کا کلام اسی رنگ میں ڈوبا ہوا ہے۔ علاوہ ایہام صنعت ذو قافیتین اور صنعت ذو المطالع کا بھی کثرت سے استعمال ہوتا تھا۔ غرضکہ کوئی ایسا شاعر نہ تھا جسکا کلام لفظی صنائع کی بھرمار سے خالی ہو جسکی تصنیف اٹھا کر دیکھیے ایک ہی آواز آتی ہے۔ اسی عہد میں کچھ لوگ ایسے بھی پیدا ہوئے جنہوں نے ان بدعتوں کے مٹانے کی طرف خاص توجہ کی اور قصیدہ گوئی میں خاص خاص تبدیلیاں کیں۔ چنانچہ انوری اور ظہیر نے ایسا ہی کیا۔ جنھوں نے اس عام رنگ میں کچھ ایسی خوبیاں بڑھائیں جن سے اُس رنگ کی بدعتیں

بدعت حسنہ سے بدل گئی جیسا کہ خاقانی نے کیا ہے۔ آنوری نے الفاظ کی خاص ناپ تول کا کام کم کیا۔ سادہ اور صاف اشعار لکھنے شروع کیے جن میں لفظی صنائع وغیرہ کی خصوصیات کی رعایت نہ تھی۔ ظہیر نے بھی یہی طرز اختیار کیا۔ آنوری نے مبالغے کا وہ زور شور باندھا کہ ممدوح کو خدا تک جا ملایا۔

آنوری نے مضمون آفرینی پر خاص توجہ کی جس سے الفاظ کی بندش کی قدر کم ہوئی اور خیال دوسری طرف متوجہ ہو گئے۔ خاقانی اور ظہیر فاریابی بھی اس شاہراہ پر بڑی تیزگامی سے جا رہے ہیں۔ دقت اور پیچیدگی تینوں کے کلام میں پائی جاتی ہے۔ لیکن بلحاظ نوعیت کے تینوں میں اختلاف ہے۔ ظہیر فاریابی نے دقت آفرینی میں بھی ایک گونہ صفائی کا لحاظ رکھا ہے جس کی وجہ سے انوری اور خاقانی کی طرح قصائد ظہیر فاریابی کو شرح نگاری کا مرہون منت ہونا پڑا۔ خاقانی نے باوجود دقت اور پیچیدگی کے طمطراق الفاظ کے ساتھ ابداع سخن اور اختراع معانی سے قصیدے کو چمکایا۔ نئے نئے استعارے اور کنایے ایجاد کیے۔ جوش بیان اور زور کلام سے اپنی قادر الکلامی کا وہ سکہ جمایا کہ کسی کی ہمت نہ ہوئی جو اس شاہراہ کی طرف قدم بڑھاتا۔ نشست الفاظ میں کہیں سحر سے کام لیا ہے کہیں اعجاز دکھایا ہے۔ ثقیل، غریب اور نامانوس الفاظ کو اس ترکیب سے استعمال کرتا ہے کہ کلام کی روانی اور برجستگی میں ذرا فرق نہیں آنے پاتا۔ کہیں کہیں شعروں میں کوئی ایسا لفظ لے آتا ہے کہ اس کے کئی معنی ہوتے ہیں اور ہر معنی اس موقعے پر چسپاں ہوتے ہیں۔ خاقانی اس بارے میں اپنے تمام معاصرین سے بڑھا ہوا ہے۔ ظہیر فاریابی اور آنوری نے تو شعر و شاعری کی مذمت میں ایک سیر حاصل قصیدہ لکھا ہے لیکن ظہیر شعر و شاعری سے متنفر (؟) نہیں اپنے منظومات میں شعر و شاعری سے تنفر ظاہر کرتا رہتا ہے۔ چنانچہ بہاء الدین ابوبکر کے مدحیہ قطعہ میں کہتا ہے ؎

نفرتے داشت خاطرم از شعر — زاں کہ آں نقص منصب فضلاست
غرضم مدحت تو بود ار نہ — شاعری از کجا و بندہ کجاست
چوں تفاخر کنم بہ شعر ارچہ — نام من در جریدۂ شعراست
شعر در نفس خویش ہم نیست — نالۂ من ز خستِ شعر کاست

زبیدہ خاتون کے مدحیہ قصیدے میں کہتا ہے ؎

اگر بہ شعر مسکرم کہ مرا — در دل از علم ہاست گنج دفیں

مخلص الدین سید الحق کے مدحیہ قصیدے کی تمہید میں کہتا ہے ؎

چرا بہ شعر کنم و مفاخرت بکنم — ز شاعری چہ برآید جز ریو اشنے را
نہ در حسابِ زن آید نہ در طویلۂ مرد — اگرچہ ہر دو صفت حاصل است خنثے را

سلطان شاہ کے مدحیہ قصیدے میں کہتا ہے ؎

شہریارا تو مسنگر آں کامروز — شعر من در زمانہ مشہور است
ایں نگہ کن کہ نزدِ دانش من — شعر عیب است گرچہ آں ہنر است

عرب کا تتبع اور عربی فقرات و امثال کا استعمال — ظہیر کے مجموعہ میں عربی کا ایک قصیدہ اور چند قطعے ہیں لیکن ظہیر فاریابی قصیدوں میں بہ نسبت انوری کے عربی فقرات و امثال کم لاتا ہے اسنے صرف چند اشعار میں عربی فقرات اور امثال کو استعمال کیا ہے ؎

نفس کل از برائے راتبِ رزق — بہ لباس خلقتہ بیدی
چنگ در دامنِ قضا زدہ بود — کرست گفت الثمان علی
داغ حسرت نہادہ ام بر دل — گفتہ اند آخر الدواء الکی

پیرك به پیش پیرزنش بر گشت؛
این چیست؟ در پیشش دربار شاهی،
آنجا پیرزن خود را می بیند
سرسفرهٔ شاهی نشسته،
اعیان و اشراف خدمت میکنند،
شراب ناب میریزند بجامش،
مزه‌اش کلیچه‌های مهردار،
فوج مهیبی پاسبان در دورش
تبرزینها برسر دوششان.
پیر اینرا که دید به وحشت افتاد،
تا زمین تعظیم کرد پیش پیرزن.
به او گفت: «سلام، سهمگین ملکه!
انشالا حالا دلکت راضی است؟»

اندیشہ کہ گم شود از لطف در ضمیر — گردوں براز بالکرت درمیاں نہاد

متاخرین نے کمر کی تعریف میں نہایت دقت آفرینیاں کی ہیں یہاں تک کہ کمر کو ایک لطیف خیال۔ ایک باریک مضمون اور ایک موہوم تخیل کہتے ہیں۔ ان سب خیالات کی اصل یہی ظہیر کا شعر ہے۔

شعر کا مطلب۔ معشوق کی کمر ایک لطیف خیال ہے جسکو آسمان نے معشوق کے کمربند سے کہہ دیا ہے۔ افسوس ہے کہ راز درمیاں نہادن کا صحیح ترجمہ اردو میں نہیں ہوسکتا۔ اس لیے فارسی میں جو لطافت ہے وہ ترجمے میں جاتی رہی۔

۲۔ در تنگنائے بیضہ ز تاثیر عدل او — نقاش صنع پیکر مرغاں ستاں نہاد

ستاں نہادن کے معنی چیت لٹانے کے ہیں۔ نقاش صنع (قدرت) مطلب۔ بادشاہ کے عدل کا یہ اثر ہے کہ قدرت نے ذرا سے انڈے میں پرندوں کو چیت لٹا کر آرام سے شوخی (صنعتِ حسن التعلیل)

۳۔ ترکیب اور بندش میں چستی۔ بلندی اور زور پیدا کیا۔ اس وصف میں کمال اسمٰعیل اور سلمان ساوجی بھی اس سے آگے نہ بڑھ سکے۔ ذیل کے اشعار کے دروبست اور چستی بندش کو دیکھو ــ

نہ کرسی فلک نہد اندیشہ زیر پائے — تا بوسہ بر رکاب قزل ارسلاں دہد

مطلب۔ خیال جب آسمان کی نو کرسیاں پاؤں کے نیچے رکھ لیتا ہے تب قزل ارسلان کی رکاب کو چوم سکتا ہے ــ

سر سبز گوز زخم تیر ترکہ یافت — بر آسمان شاہ مظفر نہاد

شاہنشہِ زمانہ کہ از روئے تربیت　　　مسند فرازِ گنبدِ اخضر نہادہ

شرحِ غمِ تو لذتِ شادی بجاں دہد　　　ذکرِ لبِ تو طعمِ شکر در دہاں دہد
جز زلف و عارضِ تو ندیدم کہ ہیچ کس　　　خورشید را ز ظلمتِ شب سائباں دہد
اے خسروے کہ خشتِ تو از روئے اہتمام　　　گوگرد را ز صولتِ آتش اماں دہد

۴۳- زبان میں زیادہ صفائی اور گھلاوٹ پیدا کی۔ چنانچہ اُسکے قصائد نے انوری اور خاقانی کی طرح کبھی شرح لکھنے کا احسان نہیں اُٹھایا۔

۴۴- اکثر نازک اور لطیف تشبیہیں ایجاد کیں۔ باوجودیکہ تشبیہ میں ظہیر کے معاصرین نے بہت زور صرف کیا اور سیکڑوں نئی نئی تشبیہیں پیدا کیں۔ لیکن ظہیر کی نزاکت کو نہ پہونچ سکے۔ ایک قصیدے کی تمہید اس طرح شروع کی ہے۔

کہ جب شام ہوئی تو میں نے دیکھا کہ لاجوردی تختے پر کسی نے خطِ شفق میں نون لکھا ہے۔ یا دریا میں کشتی بہتی جاتی ہے۔

اس طرح متعدد تشبیہیں بیان کرکے کہتا ہے کہ مرد و عورت بحث و نزاع کر رہے تھے کہ کیا چیز ہے؟ چنانچہ عقل کے پاس گیا اور کہا کہ یہ کون سا معشوق ہے جسکے کان کا آویزہ آسمان نے اُڑا لیا ہے۔ یا کسی کے قبا کی بیل تراش لی ہے۔ یا کسی معشوق کے ہاتھ کا کنگن اتار لیا ہے —

آں شاہد از کجاست کہ ایں چرخ شوخ چشم　　　از گوش او بروں کند ایں نقرہ گوشوار
گردوں ز جامہ کہ بریدہ است ایں طراز　　　گیتی ز ساعد کہ ربودہ است ایں سوار

بہار کی تعریف میں —

۲- شہے کہ ملک تفاخر کند بگوہرِ او — بریدِ عالمِ غیب است رائے انورِ او
خدایگانِ ملوک اتابکِ نصرتِ دین — کہ بوسہ جائے سپہر است دستِ خنجرِ او

۳- اس قصیدے میں عید کی تہنیت کے ساتھ ہی مدح شروع کر دی ہے ۔

ہو العید یبقی بکاس مدام — ہنیئاً لمن فاق کل الانام
شہنشاہِ اعظم قزل ارسلاں — کہ از عدلِ او یافت گیتی نظام

۴- آنکہ بحق داورِ زمان و زمین است — خسروِ پیروز بخت نصرۃ الدین است

۵- سر برافراخت بر سپہرِ برین — مہدِ میمونِ پادشاہِ زمین
زبدۂ مکرمت زبیدۂ وقت — مریمِ روزگار عصمتِ دین

۶- برد گوئے دولت از شاہانِ گیتی سر بسر — شاہ بوبکر آنکہ ملکش ہست میراثِ پدر

۷- شاہے کہ تیغ پیشِ حسامش چو ذرہ سست — فرماندہِ جہاں عضد الدین طغاں شہ است

۸- آں کو بہ تختِ مکرمت شاہ است — شرفِ دینِ حق شرف شاہ است

۹- اس قصیدے میں ماہِ مبارک کی تہنیت کے ساتھ ممدوح کی تعریف بیان کی ہے

قدومِ ماہِ مبارک مبارک است بفال — کہ باد بر فلکِ تخت دہر مبارک سال
سریر بخشِ سلاطین اتابکِ اعظم — کہ ہست طلعتِ او ملک را مبارک فال

۱۰- کسے کہ بار دہِ شاہ بر سریر سرور — کہ باد تا بہ قیامت بعہدِ او مسرور

اس قصیدے میں کہتا ہے کہ جب بادشاہ تخت پر بیٹھتا ہے تو کس طرح مجلس آراستہ ہوتی ہے لشکر کیسی صفیں باندھتے ہیں اور لشکروں سے لوگ کس درجہ خائف ہوتے ہیں۔ آخر دعا پر قصیدہ ختم کر دیتا ہے ۔

۱۱- گیتی ز فرِ دولتِ فرماں دہِ جہاں — مانندِ صحنِ ارم و روضۂ جناں

۱۲- سر بر سلطنت اکنون کند سرافرازی ۔ کہ سایہ بر سرش افگند خسرو غازی

۳- خطابیہ - وہ قصیدے جنکے مطلع سے ممدوح کو مخاطب کرکے اسکی تعریف بیان کی ہے - وہ حسب ذیل ہیں"

۱- ایزد چو کارگاہ فلک را نگار کرد ۔ از کائنات ذات ترا اختیار کرد

۲- اے جہان را بہ تیغ دادہ قرار ۔ کردہ شاہان بہ بندگیت اقرار

شاہ آفاق اختسان توئی آنکہ ۔ خواہد از خنجرت اجل زنہار

۳- اے ز سعی تو برفراختہ سر ۔ دین یزدان و شرع پیغمبر

مقتدائے زمانہ صدر الدین ۔ اے کفت کرامت را مصدر

۴- شاہا اساس ملک تو مستوار باد ۔ عمر تو ہمچو دور فلک پائدار باد

۵- ز ہے مسخر حکمت ز ماہ تا ماہی ۔ شہنشہ ماہ سپاہ و سپہر درگاہی

۶- اے نشستہ دولتت بر کشور طالب جاوداں ۔ ہمچو جم سلطانی و ہمچون پدر سلطان نشان

معتصم تو زد ز ملک خرم و شاہ جہاں ۔ فرصتے باشد طرب را زین نکوتر در جہاں

تخت بنشین و ز تیغ تاج گذار از مہر ۔ در پناہ دولت فرمانروائے انس و جان

خسرو عالم اتابک نصرۃ الدین کز علو ۔ حضرتش را طارم افلاک زیبد آستان

۷- اے مہر و مہ نتیجہ رائے منیر تو ۔ حل کردہ عقدہ ہائے فلک را ضمیر تو

تحریر ملک نصرۃ دین بیشگی توئی ۔ کایزد برائے نصرت تو شد نصیر تو

۸- اے ظفر رکاب ترا پیشہ ۔ دو جہان پیش ہمت لاشے

۹- شاہا در تو قبلۂ شاہان عالم است ۔ گردون ترا مسخر و گیتی مسلم است

۱۰- اے بر زدہ بہ تقویت ملک آستین ۔ سلطان بحقیقتی و شاہ براستین

ازاں زماں کہ روش از شکل ندم بہ سپہر — سپہر یکسرہ گردن ز فخر مالیدہ

بخفتہ در کنفِ او بہ امن و آسائش — جہاں کہ از ستمِ روزگار رسیدہ

ز غیرت و حسدِ سقفت از نقش صد بار — سپہر ازرق بہ خویشتن بجوشیدہ

ان دو شعروں پر محلِ شاہی کی تعریف کو ختم کر دیا ہے۔

ظہیر قصۂ قصرے بدیں درازی چیست — نباشد ایں نمط از عاقلاں پسندیدہ

حدیث کوتہ و شیریں بگو کہ ایں خاکیست — عنایتِ ملکش بر فلک رسانیدہ

۱۴- اے قصر چرخ راز معالیت کنگرہ — حزمِ تو کردہ مرکز آفاق دائرہ

۱۵- از چہرِ جاہ و قدریست اے ہمایوں بارگاہ — در حریمِ حضرتت فتح آمد از اقبالِ شاہ

۱۶- نوبتِ ملکت شہا ہر ہفت گہ دولت زنند — ملکِ عالم را بہ تو فالِ فریدوں می زنند

۳- تمہید:- وہ قصیدے جنکے ابتدا میں تمہید لکھی ہے ظہیر کے قصائد کی تمہیدوں کا ایک خاص انداز ہے - وہ بخلاف اپنے معاصرین کے تمہید میں بہت کم شعر لکھتا ہے بعض تمہیدوں میں تو اسنے صرف دو دو تین تین شعروں ہی پر اکتفا کیا ہے - اور گریز کے موقع اپنا کمالِ شاعری دکھایا ہے کہ تمہید اور گریز کے ارتباط میں ذرا فرق نہیں پڑتا - اس قصیدے کے تمہید کے تین شعروں میں عید کی آمد کی کیفیت بیان کی ہے چوتھے شعر میں مدح ممدوح کی طرف گریز کیا ہے۔

صبح دگر از مشرقِ اقبال بر آید — در گلشنِ ایام نسیمِ سحر آمد

چوں کوکبۂ عید بآفاق رسیدہ — در باغِ سعادت گلِ شادی ببر آمد

آں وعدہ کہ آمد بہ ہمہ داد وفا شد — واں کار کہ ایام ہمی خواست بر آمد

آسودہ جہاں از لطفِ خورشید جوانش — چوں در کنفِ عدلِ شہنشاہ دگر آمد

اقبال غلامانہ میاں بستہ بجدمت   در بارگہ خسرو جمشید فسر آمد

وہ تمہیدیں کئی قسم کی ہیں۔

ا۔ مواعظ و حکم صرف دو قصیدوں کی تمہیدیں بیان کیے ہیں۔ اسکا طرز حکیم سنائی کے طرز سے ملتا جلتا ہے۔

ا۔ سپیدہ دم چو شدم محرم سرائے سرور   شنیدم آیت توبوا الی اللہ از لب حور

جب میں سرائے سرور کا محرم ہوا (یعنی سرور و شادمانی کے گھر میں داخل ہوا تو) میں نے حور کے ہونٹوں سے سنا کہ وہ کہہ رہی تھی کہ تم خدا سے توبہ کرو۔ سرور و شادمانی سے اس درجہ غافل نہ ہو کہ خدا کو بالکل بھول جاؤ۔

آگے کہتا ہے کہ حضرت قدس سے میرے کان میں آواز آئی کہ اے خلاصۂ تقدیر اور نتیجۂ مقدور! دنیا والے کے گذرگاہ میں ایک اُجڑی سرائے ہے تو یہ گمان نہ کر کہ وہ ایک مٹھی بھر مٹی سے آباد ہو جائیگی۔ تو اس دارفانی (دنیا) میں دل نہ لگا۔ کیونکہ دوسری جگہ (بہشت) میں تیرے سیر کرنے کے لیے بڑے بڑے محل بلند کر رکھے ہیں شاید تجھے خبر نہیں ہے کہ یہاں تیرے کیسے کیسے حاسد دشمن اور غیر ہمدرد دوست ہیں۔ تو تو اس میں کوشش کر سلامتی کے ساتھ کسی امن کی جگہ میں پہونچ جائے کیونکہ راستہ بڑا خوفناک اور منزل بہت دور ہے۔ تجھے تو یہ دیکھنا چاہیے کہ مرنے سے اور قیامت تک کتنے نشیب و فراز راستے میں پڑتے ہیں۔ تیرے راستے میں بڑی دور و دراز مسافت پڑی ہے۔ تو اس دور دراز دنیا پر کیوں اتنا پھولا ہوا ہے؟ تو ایک گروہ کے اندر غریب اور مہمان ہے۔ تجھے انکے ساتھ ایسا برتاؤ کرنا چاہیے کہ وہ سب تجھ سے نفرت کرنے لگیں۔ دیکھ تو تیری تن پروری اور تنعم پرستی کے لیے کتنے جانوروں کو کیسی کیسی تکلیفیں اٹھانی پڑتی ہیں۔ جنگل میں جانور گھر اکا

کھا رہا ہے اُسے کیا خبر کہ تو اسکی حلق کے لیے چھری تیز کر رہا ہے۔ ریشم کا کیڑا چند گز زنار اپنے
خونِ دل سے بنتا ہے تو اُن کو جمع کر کے کہتا ہے کہ یہ اطلس ہے یہ سقلاطون ہے۔ تو مُردہ کیڑے کا
کفن چھین کر خود پہنتا ہے۔ تجھے اس بات سے کون روکنے والا ہے؟ تو اس انتظار
میں بیٹھا ہوا ہے کہ کب شہد کی مکھی قے کرے اور تو اُس سے اپنا منہ میٹھا کرے۔ تجھے
صبح کے وقت روزِ روشن کی طرح معلوم ہوگا کہ اندھیری رات میں تو نے کیسکے ساتھ
عشقبازی کی تھی۔ کیونکہ حرص و ہوا کو بغیر مغلوب کیے تو آدمی کی خدا تک رسائی نہیں
ہو سکتی۔ تو شراب سے ہرگز لب آلودہ نہ کرنا کیونکہ یہ تو وہی خون ہے جو انگور کے دل سے
ایک ایک بوند کر کے ٹپکا ہے۔ جب میرے دل میں جذبۂ عشق پیدا ہوا تو میری ہمت
نے دنیا کو ترک کر دیا اور میں شراب اور معشوق، بربط اور طنبور کی آواز بھول گیا۔ پھر کیسی
خوبی سے مدح ممدوح کی طرف گریز کیا ہے ؎

زہر چہ گفتم و کردم کنوں پشیمانم — بجز دعا و ثنائے خدایگان صدور
وزیر مشرق و مغرب نصیر دولت و دیں — کہ باد رایت عالیش تا ابد منصور

۲- گیتی کہ اولش عدم و آخرش فناست — در حق او گمان ثبات و بقا خطاست

اس شعر کے بعد چند نصیحت آمیز شعر لکھکر انسان کی طرف خطاب کر کے کہتا ہے کہ صرف
تو ہی یہاں مصیبت اور آفت میں مبتلا نہیں بلکہ مخلوقات میں سے کوئی بھی ایسا نہیں
ہے جو کسی تکلیف میں مبتلا نہ ہو اور آخر میں اُسکو فنا نہ ہو۔ گریز کے موقع پر کہتا ہے ؎

ملک خدا است ثابت و باقیست بعد ازو — آثارِ خیر صفدر ایران دگر ہباست
فرماندہ اکابر آفاق سیف دیں — کانفاس عدل او مدد نکہت صباست

شکایت زمانہ: ان دو قصیدوں کی تمہید میں زمانے کی شکایت بیان کی ہے۔

هنوز سروِ سهی در پیاده است برقص | چرا بدست زدنِ رقص برآمده دست چنار
عروسِ باغ مگر جلوه مے کند امروز | که با دو غالیه سا لیست و ابر لؤلؤ بار
کلیم وار بشاخِ درخت بلبل را | فروغِ آتشِ گل کرد عاشقِ دیدار
هنوز نا شده سوسن بچشمِ مهر آزاد | دراز کرده زبان چون بتیغِ دو گفتار
چمن هنوز لب از شیر نا شسته | چو شاهدان خطِ سبزش دمیده گرد عذار
نهاده نرگسِ رعنا بخوابِ مستی سر | هنوز نا شده از چشمِ او نشانِ خمار

گریز
جهان بدین صفت از خرمیِ مجلسِ شاه | درو چنان که در ایامِ سال فصلِ بهار

رات کے آنے کی کیفیت
دوش در وقتِ آن که قلبِ زمین | کرد پر کوکبِ شعاع کمین
راست گفتی مظلّه ایست سیاه | سر برافراشته ز چرخِ برین
دیدم اطرافِ ربعِ مسکون را | از سیاهی چو کلبهٔ مسکین
آسمان چون زمینِ مجلسِ شاه | جلوه گاهِ جمالِ حور العین
قدحِ مے در و چو ساغرِ ماه | طبقِ نقل خوشهٔ پروین
تا بکردارِ رقعهٔ شطرنج | [illegible]
راست چون شاه پیشِ رخ بعری | پیشِ سپهر شهاب [illegible]
نسرِ واقع لعبتی گفتی | دو پیاده است بند یکسو فرزین

آفتاب کا طلوع ہونا
چون برافراخت خسرِ سیارگان علم | در خاک پست پست سرِ تیرهٔ ظلم
صبحِ دوم گرفت جهان کو چرا ازان | کاندر هوای شاه بزد خورشید دم
یک یک بزیرِ خنجرِ خورشید اختران | همچون مخالفانِ شهنشه شده عدم
بر زد بچهٔ آسمان از تیرگی نماند | الّا ز گردِ موکبِ فرماندهِ عجم

گمان من ہمہ این بود پیش ازین کہ آخر	چنین کہ دور سپہر از دو ارز دوبش تمام دوید
دلم ز گیتی چندان حساب گرد داشت	کہ راہ یافت از و صد ہزار گونہ امید
گرز پردہ برد دل او فتادہ نالۂ من	کہ می دہد فلک گوشمال چوں طنبور
یکے ز بو العجبہائے روزگار این است	کہ روز روشن من گرد چوں شب تیرہ
عجب تر آنکہ درین غم ہنوز دل شادم	بدان امید کہ سیم کند فلک مشکور

گریز میں کتنی بڑی خوبی کے ساتھ اپنے دلی ارادے کی طرف اشارہ کیا ہے ؎

گرتیم کہ یادگار بماند نشان چہرۂ من	بر آستانۂ شاہ مظفر منصور
طغانشاہ این مؤید کہ شاہ انجم چرخ	نہاد رایت او بر سپہر ستارہ نور
۳- نماز خفتن بیگاہ مست و لااُبالی	در آمد از در حمّام او سوے من گستاخ

اس قصیدے کی تشبیب میں ظاہر کیا ہے کہ معشوق مست اور مدہوش عشا کی نماز کے وقت آتا ہے اُس سے گفتگو ہوتی ہے میں اُسکو شراب پینے کے لیے کہتا ہوں وہ ہنس کر اپنی جگہ سے چپ چاپ چلنے کو تیار ہو جاتا ہے ۔ آگے چل کر کہتا ہے ؎

(گریز) وداع کردمش القصہ و گرفتم پیش	رہے چو روز قیامت کشیدہ و حائل
ز بند عشق کشادہ دل و کمر بستہ	بعزم بندگی شاہ عالم عادل
سپہر جاہ و جلالت ستودہ نصرالدین	کہ ہست دست و لیش ہست بحر و کان خجل

بہاریہ] ۱- اس قصیدے میں بہار کا منظر دکھایا ہے درمیان میں دو شعر تشبیب کے بھی اگر دو بیتے تشبیب کے ہیں۔ گریز میں دلکش پیرایہ اختیار کیا ہے ؎

سپیدہ دم چو صبا مژدۂ بہار دہد	دم ہوا مدد نافۂ تتار دہد
گریز ز بہر گوش شہنشہ کہ مدح شاہ شنید	زعقد پروین ناہید گوشوارہ دہد

سراے پردۂ قوس قزح فراز افق | نشان طارم ایوان شہریار دہد
حسام دولت و دیں آنکہ در مقام نبرد | قرار ملک بہ شمشیر بے قرار دہد
خدیو مشرق و مغرب اتابک خاک درش | سپہر سر زدہ را تاج افتخار دہد

۲- نوروز فرخ آمد و نو شد بہار دہر | بوئے بہار فردہ ز لفین یار داد
بارے گزید وظیفۂ نوروز خواستم | گفت از لبت طبیب بہم از غمزہ خار داد
ترکے چہ ترک باشد سے دو ہفتہ نگار | کو مہر بوسہ ام دو ہزار انتظار داد
با من بہ فن نشست و بجام تلخ شکل | او آب تا بخورد و مرا تاب سینہ بار داد
چوں مار مہرہ خواستم از حقۂ لبش | در پیچ رفت زلفش و از مہرہ مار داد
آمد کمش ولایت جاں راستہ بزد | در دل نشست و قلعۂ جاں را حصار داد
گریز گفتم بجان شہ کہ دو جانم بدار دست | چوں نام شہ شنید بجاں زینہار داد
شاہ جہاں اتابک اعظم کہ دو لشق | بازوئے ملک را بقدم استوار داد
دارائے عصر نصرۃ دیں اختیار ملک | کایزد بہ اختیار خودش اختیار داد

باقی قصیدوں میں زیادہ تر معشوق کو خطاب کرکے تشبیب لکھی ہے بعض میں معشوق کے حسن و جمال و خط و خال وغیرہ کی تعریف کو ضمیر غائب سے بیان کیا ہے۔ البتہ گریز کے موقع پر نئے نئے پیرائے اختیار کیے ہیں اور ہر موقع پر اپنا کمال شاعری دکھایا ہے۔

مطلع

ز خواب خوش چو برانگیخت عزم میدانش | مہ دو ہفتہ پدید آمد از گریبانش
گریز رسید نالۂ من در فراق چہرۂ او | بر آسمان و شنید ندا و کیوانش
اگر بحضرت خسرو نمی رسد زاں دست | کہ از سپہر بریں برتر است ایوانش
حسام دولت و دیں شاہ دادگستر حسن | کہ ہست رونق عالم ز عدل و احسانش

(تشبیب) هر کجا تازه بخندد لب گل رخسارے — بدرد خم بشگفد از خون جگر گلزارے

عشقبازی بجهان کار چو من بیکارے ست — که جز این کار ندارم من مشکل کارے

اندرین واقعه تنها نه منم در عالم — هر کسے را بجهان همچنین بود تیمارے

همه آفاق درین حادثه یارند مرا — وین عجب تر که در آفاق ندارم یارے

چشم من چون گلوی کشته شد از خون بسرشک — تا فتادم به کف خیره کشے خونخوارے

شهر برهم زده از غمزه دو الی امروز — هیچ کس نے که کند منع چنین عیارے

تا به یاد از غمش دست بصحرا ببرم — داستانیست از من بر سر بازارے

قطرهٔ اوزد و چشم بجیحون خواهم برد — دل نومید چه دارم به چنین طرارے

(گریز) بارها در دلم آید که من این مظلمه را — به در صفدر آفاق برم یکبارے

قبله و قدوهٔ شاهان جهان نور الدین — که ندارد دو جهان پیش کفش مقدارے

(سادگی طرز ادا) نهی زلفین عنبر بار بر گوش — حدیث ما نیاری هیچ در گوش

خروشش ما ز خواری ناشنوده — چرا خیره نهی زلفین بر گوش

چو من با تو سخن خواهم که گویم — نداری اے عجب گوئی مگر گوش

رسد از تو بگوشم مژدهٔ وصل — اگر ممکن بود جائے بجز گوش

تو فارغ پنبه اندر گوش کن خوش — خروش ما فلک را آب در گوش

(مضمون آفرینی) مگر چشم تو با گوشت بجنگ است — که دارد چشم تو تیر و سپر گوش

زره پوشند زلفت زان که باشد — ز تیر غمزهٔ تو چه حسد بر گوش

(گریز) رسید آوازهٔ عشق من و تو — چو مدح خسرو غازی بهر گوش

قصیدے کے حسب ذیل اجزا ہوتے ہیں۔ ۱۔ تمہید (یا تشبیب) ۲۔ گریز ۳۔ تخلص۔ مدح

۴۴۔ عرضِ مدعا (یا اظہارِ حال) اور دعا۔

تشبیب (یا تشبیب) اور گریز (مخلص) کا حال لکھا جا چکا۔ عرضِ مدعا (یا اظہارِ حال) کی صورتیں ظہیر کے حالات میں درج کر دی گئی ہیں۔ وہ ایسے موقعوں پر اپنے مطلب کو نئے نئے دلکش پیرایوں میں ادا کرتا ہے۔ کہیں ظرافت اور شوخی سے حسنِ طلب کی خوبی بڑھاتا ہے جیسے ؎

منم امروز حاصلے کہ بپرس — گر نگوییم نہ داریم باور

خفتہ در گردِ من کشادہ کمین — فاقہ در روئے من کشیدہ حذر

گفتم چوں وظیفہ ہائے کرام — ہیچ مے نگسلد زیک دیگر

آخر اے نورِ دیدۂ اسلام — نیک در روئے حالِ من منگر

تیغ مہتاب از سیہ گلیمیِ من — کز سیاہی دہد ہمہ بصر

مے نخواہی کہ من زنانک سعی — باشمت در جہاں ثنا گستر

آسماں ہمچناں بجائے خود است — ہم بر آں قطب ہم بر آں محور

از کجا خاستہ ایں روائی جہل — از چہ افتادہ ایں کسادِ ہنر

مدحیہ قصائد میں عنصری کی مدح طرازی مسلّم ہے جن لوگوں نے اس طرز میں عنصری کی پیروی کی ہے ان سب میں جس کا طرز عنصری سے زیادہ ملتا جلتا ہے وہ مسعود سعد سلمان ہے۔ عنصری اور مسعود سعد سلمان کی مدح میں اکثر واقعات۔ سادگی۔ سلاست اور متانت ہوتی ہے۔ ظہیر فاریابی مدح میں اکثر مضمون آفرینی، خیال بندی۔ نازک خیالی۔ مبالغہ اور رنگینی کو کام میں لاتا ہے۔

دعا کم و بیش اکثر مشروط یا مشروطہ ہوتی ہے۔ ظہیر نے شرط میں بھی بعض موقعوں پر جدت پیدا کر دی ہے۔

یہ شعر دعائیہ بلا کسی شرط کے ہے ؎

تو دستگیرِ خلقِ خدائی دریں جہاں ۔ یا رب خدائے در دو جہاں دستگیر تو

تشبیہات کے ظہیر اکثر مفرد لطیف اور نازک تشبیہیں بیان کرتا ہے ؎

شاہا توئی کہ حملۂ باس تو بر عدو ۔ چوں نہ نخیل سایۂ سائل بود گراں
چوں مولدِ مسیح قدومت مبارک است ۔ چوں سجدہ گاہ خضر جنابت مکرم است
چو آفتاب شدہ تیغ دار از منبر ۔ ستارہ وار رواں گشت در لباس ظلام
چشمم من چوں گلوئے کشتہ شد از خون اشک ۔ افتادم بکف خیرہ کشے خونخوارے
ز جامِ ہمتِ او آں را رسد ہر دم ۔ ہماں خلل کہ خرد را ز بادۂ ناب است
گہے چو عہد لئیماں نطاقِ صبرم سست ۔ گہے چو عذر بخیلاں براقِ عزم لنگ
زہے چو عقل علم گشتہ در نکوکاری ۔ مسلم است ترا منصب جہانداری

تشبیہ مرکب کے ؎

رخ تو از عرقِ نازکی بداں ماند ۔ کہ ابر قطرۂ باراں بہ یاسمیں بر زد
چو تیغ زد شبِ تو زلف حجابِ تیرہ کشید ۔ امیر رنگ تو گوئی بشاہ چیں بر زد

تخییل کے ؎

محتاج نیست طلعت زیبائے تو بتاج ۔ شمشیر صبح را نبود حاجت فساں
زینگونہ گہر کہ آز او دم نمیشد ازو ۔ کسے نیفگند از دست رائگاں گوہر

استعارات کے ظہیر فاریابی اکثر استعارۂ قریبہ استعمال کرتا ہے ؎

دل ہمی خواہد ازاں پستہ کہ شکر گیرد ۔ جاں ہمی خواہد ازاں لعل کہ گوہر گیرد
چشمم من از سیہ طرہ شکر بستہ ہر لولو ۔ اسے لبا گوہر استہ کہ در زنجیرد

۳۔ تنسیق الصفات ؎

خسرو جمشید فر کیخسرو گیتی ستاں ۔ شاہ کیواں قدر گردوں منصب انجم سپاہ

۴۔ حسن تعلیل ۔ اس صنعت کو ظہیر فاریابی نے نئے نئے پیرایوں میں بڑی خوبی سے اپنے اشعار میں کثرت سے استعمال کیا ہے۔ صرف چند مثالیں درج کی جاتی ہیں ؎

ازاں چو دائرہ ہم درمیاں گرفت مرا ۔ کہ راہ نیست خرد را بہ نقطۂ دہنش

ز گرم طبعی من باشد اندریں سرہ وقت ۔ معاشراں را اگر درد سر خمار دہد

بچشم فتنہ بصورت نہ رفت بخواب دید ۔ سرچوں عدوت بر سر زانو ازاں نہاد

تو بے قرینی از ہمہ اقراں بدیں سبب ۔ نامت زمانہ خسرو صاحبقراں نہاد

در تنگنائے بیضہ ز تاثیر عدل او ۔ نقاش صنع پیکر مرغاں ستاں نہاد

ز باد سرد اندیشہ تست پنداری ۔ کہ سال و ماہ فلک در لباس سنجاب است

در گنجد سخن او ز لطافت بحساب ۔ زیں سبب حکم کری لازم جذر اصم است

اس شعر میں صنعت حسن تعلیل کو مضمون آفرینی اور بلند پروازی کے ساتھ کام میں لایا ہے۔ ساتھ ہی ایہام تناسب کی بھی رعایت کی ہے۔ جذر اصم مادر زاد بہرا۔ وہ عدد جس کا جذر عدد صحیح نہ ہو۔ ممدوح کا کلام نہایت ہی لطیف ہے اس وجہ سے اس کے حساب میں سمائی نہیں ہو سکتی ہے۔ لہٰذا یہ ضروری ہوا کہ جذر اصم پر حکم لگایا جائے کہ وہ بہرا ہے سنتا نہیں ہے۔

عالم بہ تست زندہ کہ تو جان عالمی ۔ زیں غصہ جان خصم تو موقوف یکدم است

مقصود آفرینش عالم توئی ازانکہ ۔ ذات مطہرت سبب نظم عالم است

۵۔ صنعت جمع و تقسیم ؎

خدایگانا اگرزاں کہ پیش ازیں یک چند — تو صفا بقدرت کردار خویش شد مغرور

فتور و فتنہ و تشویش متفق بودند — کنوں بعہد تو از یکدگر شدند نفور

بدام زلف بتاں بلے بستہ شد تشویش — بسوئے چشم خوش شاہداں گریخت فتور

۶۔ صنعت سیاقۃ الاعداد سے

تا ہفت چرخ بر سر ایں چار عنصر است — حفظت ہمیشہ بر سر ایں ہفت و چار باد

خلاصہ از چہار ارکاں تو گشتی — چناں کز پنج حس شد معتبر گوش

۷۔ صنعت رد العجز علی الصدر سے

روئیم زتاب عشق تو زرد است و ہمیں بود — بر وفق آں حدیث کہ گفتم گواہ روئے

روئے تو از لطافت محض آفریدہ حق — زاں خوبتر کہ داری جاناں بجاہ روئے

صنعت ارسال المثل سے

بندہ را با تو محال ست بعید گفتہ ولیکن — جامہ باید کہ بہ اندازۂ بالا دارد

۹۔ لف و نشر مرتب سے

رخسارۂ و زلف تست عجب کارے — جاں فرشتہ و تن تو اہرمن

۱۰۔ صنعت اشتقاق سے

دوست از بہر طواف در تو بست احرام — کہ جناب تو زحرمت حریم محترم است

ہمیشہ تا کہ جہاں را اعتبارے نبود — مگر بشعر و نکوکاری و کرم آزادی

نصیر تست قضا و تو ولی بداں منصور — اقضا ہمیشہ بنصرت بود نصیر ترا

خصیم تو گرچہ مسلم بود بملک جہاں — بسلامت نہد تا کند جہاں تسلیم

۱۱۔ تسجیع سے

۳- ابتذال سے

پختہ شد نانِ جہانداری تو   طبعِ خصم سست از سرِ خام است

۴- رکیک اور کریہہ مضمون سے

اگر بہ غیبتِ تو خصم فرصتے طلبد   حدیثِ سگ بود و دشتگاہِ برازی

۵- ۱- تقدیم و تاخیرِ مصرعہ سے

قضا بیوسد و گردوں بدیدہ درآرد   ہراں مثال کہ صادر شود ز دیوانش

دست سپرِ مخالفِ دیں را بباد داد   زاں بادہا کہ در سرِ گرزِ گراں نہاد

۲- تقدیم و تاخیرِ الفاظ سے

اے خسروے کہ تیغِ فنا را قضا برید   بر دشمنانِ دولتِ تو کرد امتحاں

(اے خسروے کہ برید تیغِ فنا را بر دشمنانِ دولتِ تو امتحاں کردہ است)

شد بے گناہ چشمِ تو در خونِ جانِ من   تا چند ازیں ستیزہ چہ کیں است باش

(چشمِ تو بے گناہ در پے خونِ جانِ من شد الخ)

ز عکسِ چہرۂ او تازہ نقشبند بہار   طراوتے بہ گلستان و لالہ زار دہد

(طراوتے تازہ)

جاوداں فتنہ سر از خوابِ فنا بر نارد   تا در آفاق چو خرم تو بود بیدارے

(چو تو خرم)

تلمیحات

ظہیر نے اپنے اشعار میں مشہور قصّوں یا علمی مسائل وغیرہ کی طرف واضح طور سے اشارہ کیا ہے وہ خاقانی کی طرح غیر مشہور قصّوں یا علمی مسائل وغیرہ کی طرف مبہم طور سے اشارہ

کہتا ہے کہ قزل ارسلان کی رکاب اِس درجہ بلند ہے کہ اندیشہ (یعنی خیال) جو ہر بلند سے بلند جگہ تک پہونچ سکتا ہے اگر وہ چاہے کہ قزل ارسلان کی رکاب کو بوسہ دے تو اُسکو اِس بات کی ضرورت پیش آتی ہے کہ آسمان کی نُو کرسی پاؤں کے نیچے رکھے تب قزل ارسلان کی رکاب تک پہونچ سکے۔ شیخ سعدی نے اِس شعر پر اعتراض کیا ہے ؎

چہ حاجت کہ نُہ کُرسیِ آسماں　　　نہی زیرِ پائے قزل ارسلاں

۲- وہم راوست بفتراکِ جلالت نرسد　　　گرچہ نُہ کرسیِ گردونش بزیرِ قدم است

اِس شعر میں خیال بندی کے ساتھ مبالغہ ظاہر کرنے کے لیے نازک خیالی کو بھی کام میں لایا ہے۔ ممدوح کے جلال کے لیے فتراک فرض کرنا نازک خیالی ہے۔ ممدوح کے فتراکِ جلال کو اِس درجہ بلند قرار دیا ہے کہ جہاں وہم تک کی بھی رسائی نہیں ہوتی حالانکہ وہم کے پاؤں کے نیچے آسمان کی نُو کرسی رکھی ہوئی ہیں۔

۳- صدمۂ باشِ گرانِ سُمِّ جہاں صدمیل است　　　در دو چشمِ آفرینش کرد کحلِ انتباہ

ممدوح کے پاس (ہیبت) کے صدمے کا جہان کے سو میل اُس طرف جانا اور خلایق کی آنکھوں میں خبرداری کا سُرمہ لگانا محض نازک خیالی اور خیال بندی ہے ؎

۴- بر نردبانِ رفعتِ تو وہم کے رسد　　　تا صد ہزار پایۂ سپہرا نشکند

۱- زرفعت ہمے بازنتواں شناخت　　　کہ قدرش کدام است و گردوں کدام

ممدوح کا رتبہ اتنا بلند ہے کہ اُس میں اور بلند آسمان میں بلندی کی وجہ سے تمیز نہیں کر سکتی۔

۲- لیسے نماند کہ از عدل و امن برخیزد　　　بعہدِ دولت او نامِ شبروی ز خیال

ممدوح کے عہدِ دولت میں انصاف اور امن کے باعث قریب ہے کہ شبروی کا نام خیال تک

سے ہٹ جائے۔ جو لطافت لیے ہے نمایاں نہیں ہے وہ اسکے اردو ترجمے سے ظاہر نہیں ہو سکتی

تو جاوید بادی کہ ہرگز نہ کرد | چو تو شاہ برکارِ عالم قیام
چہ مے گویم ایں لفظ از من خطاست | کہ خود کُلِّ عالم توئی والسّلام

ظہیر کے ان اشعار کے مقابلے میں انوری کے اشعارِ ذیل ملاحظہ کیجئے۔

نہ خدائی و دہد دستِ تو رزقِ مقدور | نہ رسولی و بود نطقِ تو وحیِ منزل
ہر چہ در وصفِ تو گویم ہمہ دانی کہ رواست | چیست کاں بر تو روا نیست مگر عزّوجل

ظہیر گر ملوکِ ہفت کشور پرورت حاضر شوند | از سگانِ پیشگاہِ حشمتت ملک زندہ جاہ
بعلم اگرچہ قیاست ز انبیا گیرند | توئی بعقل فزوں از ہزار افلاطون
بہ پیشِ بارگہِ کبریائے شاہِ جہاں | چو صف کشند بخدمت عساکرِ منصور
بلرزد از نفسِ چاؤشانِ درگہِ بار | چہار حدِّ وجود از صدائے نفخۂ صور
چناں کہ جائے نباشد کہ از صوامعِ خاک | مجاوراں سرِ خود را نہند سوئے نشور
دراں زماں کہ جہاں سر درآورد افغاں | دراں میاں کہ فلک معترف شود بقصور
ز ترس بفشرد اندر عروقِ حادثہ خون | ز سہمِ تیغ فرو اندر دماغِ فتنہ غرور

ان شعروں میں اظہارِ مبالغہ کے لیے مضموں آفرینی اور نازک خیالی کو کام میں لایا ہے۔

عدول (یا تصرفاتِ شاعری)

۱۔ تحریک ساکن کو متحرک کرنا۔ ۱۔ شرم کی ساکن ر کو متحرک کیا ہے۔

کامگارا چو ظہیر از شرمِ نظمِ لطیف ٭ بگہ در حسبِ تو ختامہ و دفتر گیرد

۲۔ نطق کی ساکن ط کو متحرک کیا ہے۔

مدبرانِ فلک آں دم کہ نطق بربندند ٭ کہ از ضمیرِ تو صدرہ کنند استنطاق

۲۔ اسکان۔ متحرک کو ساکن کرنا جیسے آتشی مفتوح ت کو ساکن کر لیا ہے ؎

از اثرِ جذبِ خنجر سجادہ رنگ اوست ٭ در آخرِ بہترہ اگر پارہ کہ است

طپیدنش میں ن مفتوح کو ساکن کر لیا ہے ؎

دل یار نازنیں کہ بسر انگشت می گرد ٭ در مجنے ستم [رنطپیدنش] از کجاست

۳۔ تخفیف۔ مشدد کو مخفف کرنا۔ جیسے معظم کے ظا مشدد کو مخفف کر لیا ہے ؎

خصمت برائے ملک سبہ جہد کرد لیک ٭ توفیق اصل معتبر و وقت معظم است

۴۔ تشدید۔ مخفف کو مشدد کرنا جیسے کف کی ف کو مشدد کر لیا ہے ؎

زکفّ کین تو دشمن بیاد زد خواہد ٭ اگر جہاں بہ گریزد چو سے بروں شود ز نفّش

۵۔ حذف۔ لفظ سے کوئی حرف گرانا۔ جیسے نشست سے شست ؎

بر تخت ملک شست سلیماں کنوں چہ باک ٭ گر صد ہزار دیو طلبگار خاتم است

آستانہ سے ستانہ ؎ ستانۂ تو جہاں صفتِ چرخ ستد اکنوں ٭ چو چرخ کوئی و رشک وفتد کہ کدام

کن شاعروں نے ظہیر فاریابی کے قصیدہ کے جواب میں قصیدے لکھے

سیف الدین اسفرنگی۔ کمال اسمٰعیل۔ سلمان ساوجی اور عرفی وغیرہ نے ظہیر کے قصیدوں کے جواب میں قصیدے لکھے ہیں۔

ظہیر فاریابی ؎ شبِ غمِ تو لذتِ شادی بجاں دہد ٭ بادِ سحرگہی بہ ہوائے تو جاں دہد

سیف الدین اسفرنگی ؎ آں را کہ غمزۂ تو بہ کشتن اماں دہد ٭ ایں است خوں بہا کہ بیاد تو جاں دہد

سلمان ساوجی ؎ ذکرِ لبِ تو طعمِ شکر در دہاں دہد ٭ آبِ حیات را لبِ لعلت روانی دہد

۲۔ ظہیر فاریابی ؎ تا غمزۂ تو تیرِ جفا در کماں نہاد ٭ چشمِ تو رسمِ خیرہ کشی در جہاں نہاد

سلمان ساوجی ؎ در گنجِ عشق لیست نقدِ جاں نہاد ٭ جنسے عزیز یافت بجائے نہاں نہاد

۳۔ ظہیر ؎ مرا ز دستِ ہنرہائے خویشتن فریاد ٭ کہ وا رہم بہ دگر گوشہ ہر یکے استاد

عرفی ؎ زہر نگے کہ ہوا سے دلم نقاب کشاد ✿ ز فلاک گلشن حسرت نوشت داد بباد

ظہیر ؎ سپیدہ دم چو شدم محرم سرا پئے سرور ✿ شنیدم آیۂ توبوا الی اللہ از لب حور

سلمان ؎ بدل رسید سحرگاہ در مقام حضور ✿ ندائے آیت استغفروا از رب غفور

عرفی ؎ سپیدہ دم چو زدم آستین تا شمع شعور ✿ شنیدم آیت استغفروا ز عالم نور

اس نقد و تبصرہ کو ظہیر فاریابی کے اس قطعہ پر ختم کیا جاتا ہے ؎

تا تو باشی ہر کجا باشی زباں خاموش دار ✿ ذرہ سخن کت سود نبود آں سخن کم گوش آر

ہر چہ گوئی کوش تا دیوار خانہ نشنود ✿ زاں کہ بس دیوار ہا را گوش باشد ہوشدار

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سپیده دم چو شدم محرم سرای سرور | شنیدم آیت توبوا الی اللہ از لب حور
بگوش ہوش من آمد ندا ز حضرت قدس | کہ اے خلاصۂ تقدیر و زبدۂ مقدور
جہان رباط خرابست بر گذرگہ سیل | گمان مبر کہ بہ یک مشت گل شود معمور
بر آستان فنا دل منہ کہ جای دگر | برای نزہت تو برکشیدہ اند قصور
اگر تو بے خبری کاندریں مقام ترا | چہ دشمنان حسودند و دوستان غیور
بکوش تا بسلامت بمامنے برسی | کہ راہ سخت مخوفست و منزلت بس دور

---

۱ سپیدہ دم ہنگام سحر۔ ۲ محرم رازداں ۳ سرای سرور خانۂ شادمانی۔ ۴ توبوا الی اللہ توبہ کنید سوی یزداں ۵ علی الصباح چوں من محرم سرائے سرور شدم از لب حور شنیدم کہ توبہ کنید بسوئے یزداں ۶ بگوش ہوش و طرب غذا را فراموش نکنید۔ ۷ حضرت قدس کنایہ از غیب۔ ۸ خلاصہ برگزیدہ۔ ۹ زبدہ چیدہ و مراد از خلاصۂ تقدیر و زبدۂ مقدور انسان ست کہ اشرف مخلوقات است از شعر اولیں تا شعر [illegible] ہمہ اشعار قطعہ بند و [illegible] شدہ ۱۰ رباط خراب کاروانسرائے ویراں۔ ۱۱ سیل سیلاب۔ ۱۲ معمور آباد۔ ۱۳ آستان فنا کنایہ از دنیائے فانی ۱۴ جائے دگر کنایہ از بہشت۔ چناں کہ در کلام مجید آمدہ واللہ یدعوا الی دار السلام [illegible] سوئے بہشت ہمی خواند ۱۵ نزہت بالضم خوشحالی سیر و تماشا ۱۶ برکشیدہ اند برافراشتہ اند۔ ۱۷ قصور جمع قصر ایوان، کاخ ۱۸ حسود کینہ توز ۱۹ مامن جائے امن۔ ۲۰ مخوف جائے خوفناک۔ ۲۱ منزل فرودگاہ۔ منازل جمع آں۔

ببین که چند نشیب و فراز در راه است — ترا ز ستان عدم تا به پیشگاه نشور[1]

ترا مسافت[فاصله ۱۲] دور و دراز در راه است — بدین دو روزه اقامت[قیام کردن ۱۲] چرا شوی مغرور

تو در میان گروهی غریب[مسافر ۱۲] و مهمانی — چنان مکن که به یکبارگی شوند نفور[2]

ببین که با شکم سیر و تن بپوشیده است — چه مایه[3] جانور از تو خسته[4] و رنجور

چه پاره هاست ز تو بر تن سوام[5] و هوام[6] — چه داغهاست ز تو در دل وحوش[7] و طیور[8]

بهشت جانورے خار می خورد غافل — تو تیز میکنی از بهر حلق او ساطور[9]

کناغ[10] چند ضعیفے بخون دل بتنند — تو جمع آوری کین اطلس[11] است و آن سقفور[12]

ز کرم مرده کفن برکشی و در پوشی — میان اهل مروت که داردت معذور

بدان طمع که دهن خوش کنی ز غایت حرص — نشسته منتظری تا که قی کند زنبور[13]

بوقت صبح شود همچو روز معلومت — که با که باخته عشق در شب دیجور[14]

که مرد در تتق کبریا[15] نیابد راه — مگر که لشکر حرص و هوا کند مقهور[16]

به باده دست میالای کان همه خونست — که قطره قطره چکیدست از دل انگور

---

۱ نشور روز قیامت۔ ۲ نفور نفرت کننده ۳ چه مایه چندان۔ ۴ خسته زخم کرده رنجور دردمند ۵ سوام جمع سائمه چرندگان۔ ۶ هوام بفتح و او مشدد بمعنی حشرات الارض مثل مار و کژدم و امثال آن ۷ وحوش جمع وحش جانوران صحرائی۔ ۸ طیور جمع طایر پرندگان۔ ۹ ساطور کارد۔ ۱۰ کناغ کرم ابریشم یعنی صفت تار که مخروط است۔ ۱۱ اطلس جامه ابریشمی که اکثر ساده از نقش باشد۔ ۱۲ سقفور بفتح اول نوعی از دیبای لطیف ابریشمی ۱۳ زنبور مگس انگبین۔ ۱۴ شب دیجور شب تاریک ۱۵ تتق کبریا پرده بزرگی که مراد از معرفت الهی۔ ۱۶ مقهور مغلوب۔

دل مرا چو گریبان گرفت جذبهٔ عشق — فشاند دامن همت[1] ز خاکدان غرور

بشد ز خاطرم اندیشهٔ می و معشوق — برفت از سرم آواز بربط[2] و طنبور

ز هر چه گفتم و کردم کنون پشیمانم — بجز دعا و ثنای خدایگان[3] صدور[4]

وزیر مشرق و مغرب نصیر دولت و دین — که باد رایت[5] عالیش تا ابد منصور

نه در حدیقهٔ[6] فکرش وزید باد غلط — نه بر صحیفهٔ عرضش نشسته گرد فتور

ز طول و عرض جهات[7] کمال او صدره — مهندسان فلک معترف شده به قصور

نشسته در دل و چشم ملوک هیبت او — چنانکه صولت[8] می در طبیعت مخمور

نهی دقائق[9] لطف خفی چو جرم سها — ولیک گشته چو خورشید در جهان مشهور

صریر[10] کلک تو در کشف مشکلات جهان — چنانکه نغمهٔ داود در ادای زبور

---

(۱) همت بجائے قصد دل - خاکدان غرور کنایه از دنیا چون جذبهٔ عشق دل مرا گرفت دلم دامن همت را از دنیا افشاند یعنی ترک دنیا کرد۔ (۲) بربط و طنبور هر دو سازے مشهور اند۔ (۳) خدایگان - مالک کنایه از ممدوح (۴) صدور جمع صدر - سردار ۱۲ (۵) رایت درفش۔ (۶) زمانے که [illegible] ۱۲ (۷) حدیقه باغ والحدائق جمع آں، صحیفه کتاب صحائف جمع آں - فتور سستی - نه در فکرش خطائے شود نه در آهنگش سستی واقع شود۔

(۸) جهات جمع جهت - طرف - صدره صد بار - مهندس آنکه علم هندسه داند - معترف اقرار کننده - قصور کوتاهی مهندسان فلک صد بار اقرار کرده اند که ما نتوانیم که طول و عرض جهات کمال ممدوح را دریابیم زیرا که کمالش پایانی ندارد۔ (۹) صولت غلبه - مخمور آنکه خمر خورده باشد۔ (۱۰) دقائق جمع دقیقه باریکی - سها ستارهٔ کوچک - مانند مهربانی تو هیچ جرم سها پوشیده باشند یعنی اگرچه جود و کرم با جهانیان پوشیده مهربانی می‌کنی آن هم چو آفتاب در جهان مشهور گشته است۔ (۱۱) صریر آواز قلم از کلک قلم - کشف حل کردن - نغمهٔ داؤدی حضرت داؤد علیه السلام بغایت خوش الحان بوده اند، زبور کتاب آسمانی که بر داؤد نازل شده۔

به یک شبات که هنگام کار بنمودی	به تیغ لطف در آمد جهان جافی و عاق
گرفت عرصهٔ ملک تو بسطتی که دگر	به رو محیط نگردد دو دائرهٔ آفاق
اگر نه پاس در آید زمانه را [illegible]ست	تو شاد زی که درستست دولت اتساق
به بازوی تو ندارد خطر گرفتن ملک	بر آسمان شدن آسان بود به پای براق
نهیب رمح تو در سینه ها گزید وطن	خیال دید تو در دیدها گرفت وثاق
بخورد خصم ز دست تو شربتی چنانکه	به طعم تلخی آتش برون شود ز مذاق
و دیده در دل و جسم عدو مهابت تو	چنان که آتش سوزنده در دل حراق
به نوک نیزه رگ جان دشمنان بکشاد	که از حرارت این غصه شان گرفت خناق
گر آفتاب که یک چشم وار دارد از مشرق	نگه کند سوی ملک تو جز به چشم وفاق
ببا و حیله ز گوشتش بر آوری [illegible]	به نوک نیزه ز چشمش برون بری شرناق

یعنی پادشاہی و فراخی ۱۲

[illegible] بکسر یا تشدید یا نکوئی اسحاق ظالم عاق سرکش یا در ویہ [illegible] گرفت حاصل کرد بسطت وسعت [illegible] محیط احاطہ کنندہ - دو دائرہ آفاق جمع افق - کنارہ ہائے زمین و آسمان [illegible] اتساق (بیدلی) [illegible] براق - جانورے کہ سید المرسلین صلعم در شب معراج بر وے سوار شدند [illegible] نہیب بیم - رمح نیزہ ارماح جمع وطن رامواطن جمع وثاق بکسر واو خانہ و بہ فتح واو رشتہ [illegible] ضمیر با قبل الذکر [illegible] آں مذاق است - مذاق محل ذوق و اللہ (یعنی کام و زبان) [illegible] مہابت خوف حراق بضم و تشدید را سوختہ کہ از سنگ و چقماق برآں آتش گیرند - و پنبہ نیک سوزندہ [illegible] تشریح بکشاد بضم - مرضے ست مہلک کہ اندرون حلق زخمے پیدا می شود و از آں [illegible] ۔ قذا از حلق بیرون نتواں فرو برد - و بکشودن رگ از جان خلاصی بدست آید [illegible] وفاق موافقت - سازگاری [illegible] شرناق باکسر [illegible] گوشت سرخی که در کنارہ چشم پیدا شود [illegible] چونکہ بازوئے تو است گرفتن ملک را خطر نیست آسمان است چنانچہ چوں براق است رفتن بہ فلک آسان است ۱۲

هلال حلقه شود روز عید در میدان / به پیش رخش فلک‌سای و ملک‌پیکر او

سپهر فرازی ازان پایه برگذشت که نیز / همای سایه تواند فگند بر سر او

جهان چو خطبه بنامش کند کواکب سعد / کنند درج سعادت نثار منبر او

ز شرم او چو شفق سرخ شود شام جهان / فلک عرق کند از شرم پوشش چو مهر او

همیشه نصرت و تایید پیش رو آید / بهر طرف که رود رایت مظفر او

بماند دشمن دجال صورتش در گل / چو خر ز صاعقهٔ گرزگاو پیکر او

همیشه پردهٔ ایام هیچ راز نماند / که هیچ روز نشد بر دل منور او

بدور عالم ازین آب و خاک ترکیبی / نکرده اند به از طینت مطهر او

کسی که در خور ملک ست اوست در عالم / کنون بگوی که ملکی کجاست در خور او

خدایگانا دانی که کیست در خور ملک / کسی که نعم و غنیمت یکی بود بر او

---

۱ هلال ماه نو (ابله خمیده) [illegible] ۱۲ ۲ خطبه تقریری [illegible] بر منبر [illegible] کواکب ستاره سعد [illegible] ۳ [illegible] دجال [illegible] صاعقه [illegible] گرزگاو پیکر [illegible] ۴ [illegible] طینت [illegible] غنیمت [illegible] سرفرازی ازان پایه بلند گشته که همای بر سر او تواند سایه افگند [illegible] ۵ [illegible] ۶ [illegible]

بیادِ ملک چو آبِ حیات نوش کند | اگر ز خونِ عدو پُر کند ساغرِ او
فلک[۵۱] مشامِ کسے خوش کند ز بوئے مراد | کہ خاکِ معرکہ باشد عبیر و عنبرِ او
عروسِ[۵۲] ملک گرامی تر است زانکہ بود | بروں ز گوہرِ شمشیرِ شاہ زیورِ او
مدارِ[۵۳] دولت و دیں بر محیطِ آں فلک است | کہ ربعِ خطّی شاہیست خطِّ محورِ او

مرکز زمیں - جائے گردش ۱۲

ترا بیک حرکت کشورے در افزاید | چرا سپہ نکشی بر عدو و کشورِ او

جنبش ۱۲

اگرچہ خصمِ تو دعوےٰ سلطنت سازد | زمانہ گرد برآرد[۵۴] ز تخت و افسرِ او
تراست حجتِ[۵۵] قاطع بدست یعنی تیغ | چگونہ پیش رود دعوےٰ مزوّرِ او
عدوت اگرچہ نماید چو خار سرتیزی[۵۶] | شود چو غنچہ ببادے دریدہ مغفرِ او
کسے کہ خاکِ[۵۷] جنابِ تو نیستش بالش | بروں ز خاک نسازد زمانہ بسترِ او

---

۵۱ فلک از بوے مراد دماغ کسے خوش کند کہ خاک معرکہ رزم عبیر و عنبر او باشد یعنی کسے کہ خاک میدان جنگ را عبیر و عنبر داند آسماں و ماعشق را از بوئے مراد خوش سازد یعنی مرادش برآرد ۱۲ ۵۲ عروس (دلہن) عرائس جمع ۱۲ ۵۳ مدار جائے گردش کردن سیارگاں - محیط احاطہ کنندہ - خط مدوّر دائرہ - ربع خطی نیزہ کہ از خطا آوردہ شود ۱۲ خط محور باصطلاح ریاضی خطے است موہوم کہ یک سرآں بہ قطب شمالی و یک سرآں بہ قطب جنوبی پیوستہ ۱۲ ۵۴ گرد برآوردن پامال کردن و ہلاک کردن ۵۵ حجت قاطع دلیلے کہ خصم را خاموش گرداند و نتواند کہ از عہدۂ جوابش برآید ۱۲ مزوّر بکسر واو مکر و فریب کنندہ ۱۲ ۵۶ سر تیزی چیزے نوکدار مجازاً بمعنی سرکشی و [illegible] مغفر بکسر میم و فتح فا و تشدید یعنی مفتوح جائے عمیق جائے مغاک و سطح باطنی کرہ کہ مجوّف باشد - دریں جا یعنی را [illegible] ۵۷ کسے کہ بالش آں خاک درگاہ تو نیست زمانہ بستر آں را از خاک بیروں سازد یعنی آں را نیست گرداند ۵۸ عروس ملک ازاں گرامی تراست کہ جز گوہر شمشیر شاہ چیز دیگر زیور آں باشد یعنی موجب آرایش ملک جز جوہر شمشیر شاہ چیزے دیگر نتواں شد ۱۲

همیشه تا دُوَل اندر جهانِ کون و فساد | بود مسخّرِ دورانِ چرخ و اختر باد
بچون عصمتِ حق دولتت چنان بادا | که چرخ از بنِ دندان شود مسخّرِ او

در مدح نصرة الدین بن محمد

ترا شدست نفسی در سرایِ گله‌داری | که هر چه کلبهٔ احزانِ ما فرود آری
بدین قدر دلِ ما هم نگه نخواهی داشت | چه دلبری که ترا نیست شرطِ دلداری
بحسنِ خویش بدین مایه گشتهٔ غرّه | که سینهٔ تجلّی یاد سے بیازاری
مرا که پشتِ من از بارِ محنت است دوتا | فراقِ روی تو دردی بخورده بسرباری
بیا ببین که ز بهرِ نثارِ مقدمِ تو | دو چشمِ من به چه سان می‌کند گهرباری
بدان چه از رگِ من خون چکد دریغت نیست | که هر چه می‌کنی از جنسِ آن سزاواری

---

۱ دُوَل جمع دولت - جهان کون و فساد کنایه از دنیا مسخّر رام و مطیع - ۲ از بن دندان مسخّر او شود کنایه است از آن که بالطوع و برغبت مطیع و فرمان بردار او گردد ۱۲ ۳ گله داری - دار اسم تلج بودن - کلبهٔ احزان لقب خانهٔ یعقوب علیه السلام که همواره در فراق یوسف گریستند - کلبه خانهٔ کوچک و مختصر - فرود آوردن سر پیش افگندن - تو سے ترا از تاجداری خیالے نشود که بخانهٔ کوچک ما در آئی - ۴ نگاه داشتن نظر کردن - محافظت کردن ۱۲ ۵ غرّه شده خرسند قانع - خوش ۱۲ ۶ دوتا خمیده ۷ دردی خوردی زیبد سرباری بار اندک که بر سر بار نهند ۱۲ ۸ تجلّی مضارع واحد مخاطب از خلیدن ۹ مرا که پشت من از بار محنت و غم خمیده گشته است علاوه آن ها می زیبد که جدائی روی تو هم رنجے دهد ۱۲ ۱۰ ای معشوق تو بیا و ببین که دو چشم من برای نثار آمدن تو چگونه از اشک گهر ہے نشاند ۱۲ ۱۱ آنچه از ستم تو از رگ من خون چکد بران دریغ و افسوس کردن نشاید زیرا که تو هر چه از من جور و جفا ے کنی سزاوار آنی ۱۲

پناه ملت و دارای عصر نصرة دین | که کرد دولت و دین را به تیغ معماری (آباد کردن ۱۲)

ز چشم دولت او تا بخفت خواب عدم | دگر بخواب ندیدست فتنه بیداری

بدور او نه بس آثار عدل نتوان دید | مگر به زلف بتان نسبت ستمگاری

ایا رسیده بجایی که گر جهان نبود | ز بحر همت خود قطره‌ای کم انگاری (کم خیال کنی ۱۲)

کلاه گوشه قدر تو از طریق نفاذ | ربوده از سر گردون کلاه جباری

فتاده جرم زمین با همه ثبات قدم | بجنب حلم تو در تهمت سبکباری

در آمده ز ازل زیر سقف همت تو | چهار عنصر عالم به چار دیواری

ز حشمت تو چنان تنگ شد فضای جهان | که هست دم زدن دشمنت به دشواری (میدان [illegible] ۱۲)

تویی که تا ابد از رنگ و بوی دولت تو | چمن به رنگرزی شد صبا به عطاری

ملے۱ از چشم دولت بیدار او تا فتنه بخواب عدم رفته است دیگر فتنه بخواب بیداری ندیده ۱۲ ملے۲ چون بدور ممدوح آثار عدل بسیار شایع گشته از آن نسبت ستمگاری بجز زلف بتان جائے نتوان دید ۱۲ ملے۳ ایا رسیده الخ اے ممدوح تو بدان پایه بلند رسیده‌ای که اگر جهان نباشد آن را از بحر همت خود قطره کم خیال مے کنی ۱۲ ملے۴ کلاه گوشه قدر بلند تو بطور آن که فرمان را جاری کنند از سر آسمان کلاه جباری و سرداری را ربوده است یعنی تو چنان قدر بلند داری که اگر فرمان نافذ کنی که از آسمان جباری را بربایند مے توانی کرد ملے۵ فتاده الخ با آن که جرم زمین ثابت قدم واقع شده است اما پیش حلم تو بران تهمت نهند که زمین بسیار سبکسار است ۱۲ ملے۶ همت ممدوح را سقف و چهار عنصر عالم را چهار دیواری فرض کرده است یعنی همت ممدوح بالاتر از چهار عنصر عالم چه بلی از همه عالم است ۱۲ ملے۷ دم زدن نفس گرفتن، فضائے جهان از دست حشمت تو چنان تنگ شده است که دشمنت نتواند که دم بزند اما به دشواری ۱۲ ملے۸ تو آن صاحب دولتی هستی که چمن از رنگ دولت تو رنگریزی و صبا از بوی دولت تو عطاری تا ابد میکند ۱۲

طغان شہ ابن محمد کہ شاہِ انجم چرخ — ز ماہِ رایتِ او عاریت ستاند نور

کفش چناں کہ بوقتِ سخا فرو ریزد — بروے دشت بہانخانہا بسے کانِ دیجور

دلش چناں کہ بہنگامِ کینہ ثبت کند — بزیرِ پایہ بیاوردہ سنین و شہور

درآں مقام کہ بکشد حریمِ او دیدہ — خرد ضعیف بصیر باشد و فلک شب کور

دراں دیار کہ افتد ز عدلِ او سایہ — بقدرِ ذرّہ بود آفتاب وقتِ ظہور

خدایگانا برقِ رائے افلاطون ق — ترا خداے ز بہرِ مصالحِ جمہور

بیا فرید ز اقبال صورتے پس ازاں — حلول کرد درو جانِ بہمن و شاپور

چناں کہ بادہ بچشمِ پیالہ نقل کند — پس از مفارقتِ تاک در قالبِ انگور

بروزگارِ تو آں یافت انتظامِ جہاں — کہ از حمایتِ خوبی بپا ز شد کافور

عجب نباشد اگر گژدمِ فلک سردم — نہاں کند ز نہیبِ تو نیش چوں زنبور

سلہ برآوردہ بلند کردہ شدہ ۱۲ سلہ حلول باصطلاحِ حکمت اختصاصِ چیزے بچیزے ... باشد کہ اشارت بیکے عین اشارت بدیگرے باشد چنانچہ سواد بجسم حلول بود و گہ نباشد چنانکہ حلول سریانی بود کہ اجزائے در اجزائے محل درآید چناں کہ حلولِ حلاوت در عسل و دیگرے حلولِ طریانی و آں آں بود کہ جزئے حال در اجزائے محل در نیاید بلکہ مجموع در مجموع باشد چنانچہ حلول کند آں را حال گویند و آنچہ دراں حلول کند آں را محل نامند ۱۲ سلہ ممدوح ... رائے افلاطون خداوند تعالیٰ ... مصالحِ جمہور صورتے از اقبالِ تو آفرید ازاں پس درآں جانِ بہمن و شاپور حلول کرد چناں کہ بادہ ... قالبِ انگور را گذاشتہ در پیالہ نقل مے کند ۱۲ سلہ گژدمِ فلک برجِ عقرب ... سنین جمع سن شہور جمع شہر ۱۲ ... شب کور کسے کہ در شب نتواں دید ۱۲ ... جمہور گروہ ... مجیح ، سلہ بہمن پسرِ اسفندیار بن گشتاسپ شاہِ ایران و شاپور ہم شاہِ ایران بودہ۔

در ملک بزاد اول و در ملک شد بزرگ — وانگاه ملک باز بدو شد بزرگوار

ای خسروی که نوک سنانت بروز رزم — از هفت جوشن فلک آسان کند گذار

هنگام حمله باز سپر شد تهی ز خویش — در دست و پای مرکبت افتد نهان

چون بر عزیمت سفرت سایه افگنی — بر شکل آسمان بپرد از مرکبت غبار

چندانکه آتش غضبت یک شبانه زد — بر ماه نوک ذهما اطرافش از شرار

در ملک چون تو شاه ندارد کسی بیاد — ای ملک را ز جملهٔ شاهان تو یادگار

هر کو شنید قصهٔ جم گوید آسمان — در ملک طول و عرض و در حکم گیر و دار

تو سرور تاج و تخت فرو ناوری از آنکه — چون تاج سرفرازی و چون تخت پایدار

هر خصلت و هنر که پدید از جهان خرد — در طینت تو تعبیه کردست کردگار

معیب فلک ز کیسهٔ تو شد سکه ریز زر — آری چو هست دست تو دریا کم از بحار

چون تحجرت هنر را بازار گشت تیز — چون رایت تو دین را بالا گرفت کار

سلطان غزنیت آهنگ (عزم جنگ) موکب، لشکر (مواکب جمع) سله زبانه زد شعله برافروخت ۱۲ سله جم بادشاه بزرگ ایران که مورخین او را گویند که جم جهان کس است که تازیان آن را سلیمان پیغمبر دانسته بس او یا جائے کہ یا ذکر بادہ وغیرہ لفظ جم آید مراد اول جمشید بادشاہ ایران گیرند و جائے کہ یا ذکر تخت و خاتم وغیرہ آید مقصود ازاں سلیمان پیغمبر دارند و دریں محل ہر دو معنی چسپاں مے شوند ۱۲ سله طینت سرشت تعبیہ آراستن پنہاں کردن و پوشیدن چیزے بہ چیزے و ساختن چیزے کہ خوب مے نماید ۱۲ سله ہفت جوشن فلک کنایہ از ہفت طبقۂ آسمان ۱۲ سله ای تو تاج و تخت را قبول نکنی ۱۲ سله ہنر را بازار تیز گشت یعنی رواج و ترقی ہنر افزونی گرفت ۱۲ سله بالا گرفتن کار کنایہ از رونق یافتن ۱۲

چه ذائقه ایست که مرغان همه زنند نوا — چه بوی طیبست که گلها همی کنند نثار

هنوز سرو سهی در نیامده است برقص — چرا بدست زدن خوش بر آمدست چنار

عروس باغ مگر جلوه‌ای کند امروز — که باد غالیه سایست و ابر لؤلؤ بار

کلیم وار ز شاخ درخت بلبل را — فروغ آتش گل کرد عاشق دیدار

هنوز ناشده سوسن ز بند مهر آزاد — دراز کرده زبان چون مسیح در گفتار

چمن هنوز لب از شیر ابر ناشسته — چو شاهدان خط سبزش دمید گرد عذار

نهاده نرگس رعنا بخواب مستی سر — هنوز ناشده از چشم او نشان خمار

جهان بدین صفت از خرمی مجلس شاه — درو چنانکه در اثنای سال فصل بهار

سله نوا زدن سرائیدن نغمه ۱ همراه اول یعنی حساب و یعنی دوستی و صحبت ۱۲ سله رقص پا کوفتن چنار درختے است که برگش ... باشد هنوز سرو سهی برقص در نیامده است چنار چرا خوش بر آمده است و دست میزند ۱۲ سله جلوه خود را بنمودن کسی را ... غالیه خوشبوئیست مرکب از مشک و عنبر وغیره آنها گویند سله یعنی صبا ... عروسے ... کثیف غالیه است ... ابر زیان آورده این غالیه دگران بهاست) از ان روز این نام شهرت یافت ۱۲

سله کلیم لقب حضرت موسیٰ که بر کوه طور بخداوند تعالیٰ حرف میزدند حضرت موسیٰ در وادی ایمن بطلب آتش می رفتند تا آنکه بالاے کوه طور رسیدند ندائے شنیدند که این جلوه جمال الٰهی است آتش نیست پس از آنجا ... این واقعه حضرت موسیٰ است که باری الٰها رو بنما ... جواب شنیدند لن ترانی یعنی تو مرا هرگز نتوانی دید فروغ آتش گل از شاخ درخت بلبل را همچو موسیٰ کلیم الله عاشق دیدار کرده است ۱۲ سله سوسن را بزبان تشبیه می دهند ... ده زبان وجه زبان آوری کرده اند حضرت عیسیٰ ... حضرت عیسیٰ است حضرت عیسیٰ در مهد ... گویا حرف می زدند سوسن هنوز در مهد افتاده است که مثل حضرت عیسیٰ در گفتگو زبان دراز کرده است گویا گشته است) ۱۲ سله چمن تا اکنون از دایه ابر شیر می خورد یعنی الحال شیرخواری گرد رخسارش همچو شاهدان خط سبز دمیده است سله نرگس شوخ هنوز بیدار نشده آنکه از چشمش نشان خمار پیدا شده بخواب مستی سر نهاده یعنی از اثر باد بهار نرگس شوخ مست گشته است بیدار نه آنکه از ان نشان مستی آشکارا شود ۱۲

بدان کریم که گر حضرت نعمتش طلبی / شمار آن نتوان کرد تا بروز شمار
چو دولت حکمت وی کند تجلّی وجود / نه از دیار نشان ماند و نه از دیار
چو خطبهٔ لمن الملک بر جهان خواند / برون برد ز دماغ جهانیان پندار
بدان زلازل هیبت که در فناگه عمر / کند ز مستی غفلت نفوس را هشیار
بدان منادی عزت که در سحرگه حشر / کند ز خواب عدم کائنات را بیدار
بتحفهای کرامت که از دریچهٔ غیب / درافکنند همه شب بدامن اخیار
بنقدهای عنایت که در مقابل آن / بهیچ قدره نسنجد بضاعت ابرار
بگنج نامهٔ حکمت که سرّ با ویش / کسی نداند بیرون ز عالم الاسرار
بمهر درج نبوت که آن ودیعت را / نبود هیچ امینی چو احمد مختار
بصدر صبح رسالت که بود طلوع / که کرد عکس جبینش جهان پر از انوار
بدان سکینهٔ عصمت که کرد خرسندش / به پرده داری یک عنکبوت در غار

ط لمن الملک الیوم، امروز ملک کیانم هست روز قیامت خداوند تعالی گردد بر جهانیان کرده فرماید ۱۲
ه سکینه آرام و آسایش عصمت پاکدامنی چون رسول خدا صلعم خواستند که از مکه به مدینه هجرت کنند پیش از آنکه بیرون آمدند با ابوبکر صدیق رضی نخستین بغار ثور در رفته پنهان شدند تا کفار قریش در پی ایشان آمدند دران وقت عنکبوتی تنه پرده بر سر غار تنید تا قریش گمان کنند که درین جا کسی پنهان شده است. قریش درخیل چار سید صورت حال دیده باز پس گشتند ۱۲ ه روز قیامت ۱۲ ه دیار باشنده ۱۲ ه کائنات مخلوقات ۱۲ ه ابرار نیکوان ۱۲ ه بیرون ز عالم الاسرار یعنی خدا و از اشیا را ازل ۱۲ ه در حدیث آمده است اول ما خلق الله نوری والخلق من نوری یعنی نخستین چیزی که خدا آفرید نور من بود و خلق را از نور من آفریده ۱۲ ه عنکبوت عناکب جمع ۱۲

بدان همای سعادت که رحمت ازلی / فگنده سایهٔ او بر مهاجر و انصار

بحرمت قدم صدق آن جوانمردان / که کس نبرد بر ایشان سبق درین مضمار

بنور طلعت خسرو که آسمان گستاخ / نظر برو نتواند گماشتن ز وقار

بچار بالش قدرش که بهر او زده اند / دو سایبان سپید و سیاه لیل و نهار

بدان پلارک گوهرفشان که در کف شاه / بسان شعلهٔ نارست در میان بحار

بدان سمند زمان سرعت و زمین پیکر / بدان کمند سپهر افگن و ستاره شکار

بحق این همه سوگندها که از عظمت / بر آسمان و زمین حمل آن بود دشوار

که چشم من بجهان آن زمان شود روشن / که آستانهٔ شه بسترم بچهره غبار

خدایگانا گر کشف حال من بکنی / ز صدق هر چه بگویم یکی بود ز هزار

در ترا همه شرق و غرب نقد و شم / که خاک توده قابلی ندارد این مقدار

ز خدمت تو چه شاغل بود مرا بجهان / کدام خویش و تبار و کدام ملک و عقار

نصاب مایهٔ من دانش ست میدانی / که این متاع نیرزد بجوی درین بازار

ز حضرت سبب غیبتم همین بودست / که بوده ام بدل آزرده و بتن بیمار

چه داغها که ز تیر غمم نشست بر سینه / چه اشکها که ز چشمم دوید بر رخسار

سله مهاجر کسانی که با رسول خدا صلعم از مکه به مدینه هجرت کردند و انصار کسانی که چون رسول خدا صلعم به مدینه رسید ایشان نصرت رسول خدا صلعم کردند ۱۲ سله مضمار میدانی که در آن اسپان را دوانند ۱۲ سله نصاب مقدار مال که بر آن زکوة ادا کردن واجب باشد و در فارسی اکثر بمعنی مال و در سرمایه مستعمل می شود ۱۲ سله پلارک شمشیر جوهردار ۱۲

هنوز در شکم آن مانده ام که چون افتد | ز موج حادثه کشتی عمر من بکنار
اگر ز خوف و رجا در تحیرم نه عجب است | که پای بر سر گنج است و دست بر دم مار
مرا شکایت بسیار و شکر اندک هست | اگرچه می نزنم دم ز اندک و بسیار
میان عالم و جاهل تفاوت این قدر است | که این کشیده عنان باشد آن گسسته مهار
قدم ز دائره بیرون نمی نهم آخر | بسیر بگرد جهان گشته گیر چون پرگار
بروز درس ثنائے تو می کنم تعلیم | بشب وظیفهٔ مدح تو می کنم تکرار
ببوستان سدره[1] ز من مرغ طاعتی نپرد | که رقعهٔ نبرد از دعات در منقار
دراز می شود این ماجرا و می ترسم | که از ملالت خاطر کسے کند انکار
ز بهر ختم سخن این دعا نمی دانم | که باد تا ابد از جاه و عمر برخوردار

در مدح نصرة الدین ابوبکر بن محمد

ایزد چو کارگاه فلک را نگار کرد | از کائنات ذات ترا اختیار کرد
نے نے هنوز کاف کن[2] از نون خبر نداشت | کایزد رسوم دولت تو آشکار کرد
اول ترا یگانه و بے مثل آفرید | و آنگه سپهر هفت و عناصر چهار کرد
طبع زمان که حامل امر تو خواست شد | همچون عنان فرخ تو بیقرار کرد
جرم زمین که مرکب ملک تو خواست شد | همچون رکاب عالی تو پایدار کرد

[1] سدره نام درختے که بر آسمان هفتم است و آن نشیمن حضرت جبرئیل است ۱۲ [2] هنوز که کن با نون مخلوط نگشته یعنی امر کن واقع نشده بود یعنی پیش از روز ازل خداوند تعالی رسوم دولت ترا آشکار کرده است ۱۲

هر جا که در محیط فلک رخنه‌ای فتاد — آن را به عدل شامل تو استوار کرد

دست و زبان خصم تو هنگام قول و فعل — همچون زبان سوسن و دست چنار کرد

عالم به قدر دولت تو ابتهاج یافت — آدم به ذات نسبت تو افتخار کرد

مفتی عقل اگرچه دم اجتهاد زد — در ملک دین به فتوی رای تو کار کرد

قاضی چرخ را که لقب سعد اکبر است — نام تو بر نگین سعادت نگار کرد

دولت عنان ملک به دست تو باز داد — و اقبال بر براق مرادت سوار کرد

هر گوهر مراد[1] که در درج چرخ بود — در پای دولت تو سعادت نثار کرد

تیری که همت تو گشاد از کمان حکم — از پشت هفت جوشن گردون گذار کرد

تیغت که باغ ملک بر آتش نهاده‌اند — روی زمین ز خون عدو لاله‌زار کرد

بازو[2] بر بازوی تو معترف شد به افترا — آن کس که وصف رستم و اسفندیار کرد

بس پیل مست را که مهابت فرو شکست — بس شیر شرزه را که شکوهت شکار کرد

هر کس[3] که بر ضمیر تو گردی نشست از او — در حال گردش فلکش خاکسار کرد

وان[4] را که با تو وحشت کین در میان نهاد — دوران روزگار مرادش کنار کرد

خورشید زیر سایهٔ عدلت پناه جست — گردون به گرد مرکز حکمت مدار کرد

---

[1] سعادت مراد را که در آسمان بود به دولت تو نثار کرده است ۱۲ [2] اے مقابل زور بازوی تو هر کس که از صفت رستم و اسفندیار کرد شرمنده شد و اقرار به کذب بیانی خود کرد ۱۲ [3] هر آن کس که از وی بر ضمیر تو ملالے رسیده فوراً گردش فلک آن را خاکسار کرده است ۱۲ [4] دوران روزگار آن کس را که با تو وحشت و دشمنی داشته از مراد خویش جدا کرده است ۱۲

چشم فلک ندید و نبیند به عمر خویش — آن لطفها که در حق تو کردگار کرد

از بهر یک عدوی دین که بماندست دفع او — هم دولتت کند که چنین صد هزار کرد

[1] چون مصطفی به وعدهٔ نصرت وثوق داشت — عیبی نبود اگر دو سه روز انتظار کرد

این بشکست بسته را تو کشادی که عاقبت — آن کس که بود تعبیه استادوار کرد

[2] تا حیلت توان چه بود پیش از آنکه ملک — آن را دهد خدای که دین را حصار کرد

شمشیر بی قضیهٔ حیدر ز آسمان نبود — پشتی دین حق لقبش ذوالفقار کرد

آن دین عزیز کردهٔ تائید ایزدست — هرگز به مکر شعبده نتوانش خوار کرد

یا دست امان ز حادثهٔ روزگار از آنکه — عدل تو دفع حادثهٔ روزگار کرد

[3] در مدح نصرة الدین ابوبکر بن محمد و تهنیت عید

صبح دگر از مشرق اقبال برآمد — در گلشن ایام نسیم سحر آمد

[4] چون کوکبهٔ عید به آفاق رسیده — در باغ سعادت گل شادی به بر آمد

آن وعده که تقدیر همی داد وفا شد — وان کار که ایام همی خواست برآمد

آسوده جهان از تف خورشید حوادث — چون در کنف عدل شه دادگر آمد

---

[1] چنان که مصطفی صلعم بوعدهٔ نصرت ایزدی که پیش از فتح مکه بظهور آمده یقین داشته۔ اگر دولت تو دو سه روز انتظار کرد تا مدد به دین واقع شود عیبی نبود ۱۲ [2] پیش از آنکه تو دشمن دین را گذاشتی برای وی امان چگونه بود در پناه حمد الله تعالی ملک آن را دهد که دین را حصار خویش سازد ۱۲ [3] در کتاب مولوی بهادر علی صاحب این مطلع یافته شد و مطلعی که بکتاب مولوی صاحب ممدوح وجیه خدا نیست [4] چون کوکبهٔ عید با آفاق برآمد در باغ سعادت گل دولت ببر آمد [5] کار دشوار ۱۲

اقبال غلامانہ میان بستہ بخدمت | در بارگہ خسرو جمشید فر آمد
فرماندہ شاہان جہان اعظم اتابک | کز صدمت تحریش فلک از پاے در آمد
شاہنشہ ابی بکر محمد کہ جہان را | از حضرت او مژدۂ عدل عمر آمد
آں شاہ جوان بخت و جہانگیر کہ گردوں | در موکب او ہمچو زمیں پے سپر آمد
بنہاد بہ پیشش کلہ و کمر بست | ہر شہ کہ سزاوار کلاہ و کمر آمد
نام و لقب و کنیت عالیش خرد را | در کام بہ شیرینی شہد و شکر آمد
شاہا دو خشتہ ایام بقاے تو قباے | کوتاہ نہ ہمیں طاق فلک مختصر آمد
در طلعت تو نور الٰہی بہ سپاں دید | آں کس کہ ز انوار خرد بہرہ ور آمد
زاں سینہ تہی کرد کمانت کہ عدو را | ہر تیر کہ انداخت ہمہ بر جگر آمد
شمشیر تو در ظلمت شبہاے حوادث | چوں پرتو خورشید و طلوع سحر آمد
اقبال تو زیر و زبر چرخ بپیمود | در چشم جلال تو ہمہ مختصر آمد
جود تو ز خوشاب جہان جملہ بہم کرد | بر مائدہ ہمت تو ماحضر آمد
توقیع ہمایون تو بر صفحۂ منشور | خطے ست کہ در گرد عذار ظفر آمد

ے موکب لشکر (جمع مواکب) پے سپر پامال ۱۲ ے کلاہ پیش کسے نہادن کنایہ از اظہار عجز و فروتنی کردن۔ کمر بستن آمادہ و مہیا بر اشیے کارے شدن و خدمت کردن ۱۲ ے کمان تو ازاں سینۂ عدو را تہی کردہ است کہ ہر تیرے کہ آں انداخت ہمہ بر جگر عدو رسید ۱۲ ے جود بخشش بہم کردن آمیختن۔ مائدہ خوانے کہ پر از طعام باشد۔ ماحضر آنچہ از طعام وقت آمدن مہمان بخانۂ مہمان باشد۔ طعامے کہ بسہی (بے تکلف) مہیا شد ۱۲ ے توقیع نشان کردن بادشاہ بر نامہ۔ منشور فرمان شاہی پر از لطف و عنایت۔ عذار رخسارہ ۱۲ ے خط بمعنی دوم ز ایل و الصاقہ بمحرریت تمام دارد

سر بر خطِ حکمِ تو نهد هر که یکی روز — در دایرهٔ حکمِ قضا و قدر آمد

پرورگهِ تو تیرِ فلک چرخ زنان ست — زان روز که پروانهٔ ملکت بدر آمد

از بهرِ تماشایِ تو پرداخت زمانه — چندان که ز آفاق ترا در نظر آمد

در عرصهٔ میدانِ تو افزود سعادت — آن خطه که جولانگهِ شمس و قمر آمد

خصمت که پرستندهٔ سُمّ خرِ عیسی ست — اندر نظرِ عقل چو دنبالِ خر آمد

بر بوک و مگر عمر بسر برد حسودت — وز حادثه بر جانش مفاجا (ناگهانی ۱۲) خطر آمد

آن مایه بدانست که بر هیچ نیاید — هر کار که در معرض (جاے ۱۲) بوک و مگر آمد

شاها منم آن کس که به مدحِ تو زنم دم — چون صفحهٔ تیغِ تو سراسر گهر آمد

تو شاهِ هنرپرور و من بندهٔ هنرمند — این هر دو به یک بار چرا بی اثر آمد

دورانِ فلک سخرهٔ فرمانِ تو بادا — کز عدلِ تو دورانِ حوادث بسر آمد

بگذار چنین عهد هزاران که جهان را — هر لحظه ز اقبالِ تو عیدی دگر آمد

در مدح مظفر الدین قزل ارسلان

شرحِ غمِ تو لذتِ شادی بجهان دهد — ذکرِ لبِ تو طعمِ (مزه ۱۲) شکر در دهان دهد

ملے سر بر خط حکم نهادن اطاعت نمودن۔ هر که در دائرهٔ حکم قضا و قدر آمده (آفریده شده) یکے۔ وز اطاعت تو نماید ۱۲ ملے تیر فلک عطارد چرخ زناں گردش کناں از اں روز که پروانهٔ ملک تو بر آمده عطارد به درگهٔ تو گردش می کند۔ بجائے تیر اگر تیز باشد آں بهتر بود ۱۲ ملے چندانکه از آفاق در نظر تو آمده است زمانه آنرا برائے این آراسته کرده است که تو آنرا ببینی ۱۲ ملے گردش آسمانی مطیع فرمان تو باشد زیرا که از انصاف تو دوران مصائب به پایاں رسیده است ۱۲ ملے [illegible] جز که و مگر امید و بیم ۱۲ ملے خلاف [illegible] ۱۲

طاوس جان بجلوه درآید ز خرمی — چون طوطی لبت بحدیث شکر زبان دهد

شمعیست چهرهٔ تو که هر شب ز نور خویش — پیرایهٔ ضیا بهٔ آسمان دهد

خلقی ز پرتو تو چو پروانه شیفتند — کس نیست کز حقیقت ایشان نشان دهد

زلفت بجادوئی ببرد هر کجا دلیست — (ق) وانگه بچشم و ابروی نامهربان دهد

هندو ندیده‌ام که چو ترکان جنگجوی — هر چه آیدش بدست به تیر و کمان دهد

جز زلف و چهرهٔ تو ندیدم که هیچ کس — خورشید را ز ظلمت شب سایبان دهد

مستقبل کسی بود که ز خورشید عارضت — هجران تو بسایهٔ زلفت امان دهد

گر در رخم بخندی ازین منه سپاس — کین خاصیت همی رخ چون زعفران دهد

وقت است اگر لب تو بسیم مزوری — بیمار عشق را شکر ناروان دهد

ما هم و آب دیده که سقای کوی دوست — صد مشک اشک تر بیکی تای نان دهد

آن بخت کو که عاشق رنجور روی تو — بار این دل ضعیف و تن ناتوان دهد

وان طاقت از کجا که صدائی ز درد دل — در بارگاه خسرو خسرو نشان دهد

فریاد من بطارم گردون گذشت و نیست — امکان آن که تمشیت آن آستان دهد

۱؎ چون لبت تقریر بیان کند جان تو آن را شنیده شادمان شود ۱۲ ۲؎ گویند زعفران زار را اگر کسے ببیند آن را بے اختیار خنده بگیرد ۱۲ ۳؎ مزور آنچه از قسم غذا برائے تسلی بیمار پزند درین جا مراد از تسلی بیمار است ۱۲ ۴؎ آستان تو آن چنان بلند واقع شده که فریاد من با آن که از افلاک درگذشته نتواند که آن آستان را رسد و بپائے بدان آستان برسد ۱۲ ۵؎ [illegible] بیان کند ۱۲ ۶؎ [illegible] درین جا کنایه از زلف ۱۲ ۷؎ [illegible] آیدش او را حاصل شود ۱۲ ۸؎ تیر کمان از چشم و ابرو ۱۲

پوشیدہ زہرہ جامۂ زربفت و مشتری　محتاجِ خرقہ ایست کہ در طیلسان[1] دہد

در عہدِ چوں تو شاہے کز فضلۂ سحاب[2]　دستور بر چرخ راتبِ[3] دریا و کان دہد

شاید کہ بعدِ خدمتِ سی سالہ در عراق　نانم ہنوز خسرو مازندران دہد

تا آسماں چو کسوتِ شب را رفو کند　گاہ از شہاب سوزن و گہ ریسماں دہد

بادا چناں کہ کسوتِ عمرِ ترا قضا　یکسر طراز مملکتِ جاوداں دہد

در مدح مظفر الدین قزل ارسلان

با غمزہ تو تیرِ جفا در کماں نہاد　چشمِ تو رسمِ خیرہ کشی در جہاں نہاد

بس جانِ نازنیں کہ بلا را نشانہ شد　زاں تیرہا کہ غمزۂ تو در کماں نہاد

صبرے کہ در میانِ غمم دستگیر بود　از دستِ محنتِ تو قدم بر کراں نہاد

فکرے[4] کہ چشمِ عقل بپوشد ز تیرگی　دستِ زمانہ در سرِ زلفت عناں نہاد

و اندیشۂ کہ گم شود از زلف در ضمیر　گردوں بہ پرواز یا کمرت در میاں نہاد

پرورشت دیدہ کہ تا کے وفا شود　آں وعدہ ہا کہ لطفِ تو در گوشِ جاں نہاد

در خط[5] شوم ز سبزیِ خطِ تو ہر زماں　تا لب چرا براں لبِ شکرفشاں نہاد

سر سبز[6] کم نہ غیرتِ زلفت کہ از چہ روے　سر بر کنارِ تازہ گلِ ارغواں نہاد

---

[1] طیلسان نوعی از ردا و فوطہ کہ عربان و خطیبان و قاضیان بر دوش اندازند ۱۲ [2] فضلہ زیادہ از [illegible] کنایہ از باران است ۱۲ [3] راتب - قرار گرفتہ - راتب دریا و کان مراد از زر و جواہر ۱۲ [4] دست زمانہ فکری را کہ چشم عقل را از تیرگی بپوشد (یعنی عقل را تیرہ سازد) در سر زلفت عنان نہادہ است ۱۲ [5] من از سبزی خط او [illegible] ... اسپ بر لب شکرفشان معشوق نہادہ است ۱۲ [6] [illegible] غیرت زلف [illegible] سر بر کنار تازہ گل ارغوان [illegible] معشوق نہادہ

زین گونه مشکلات که در راهِ عشقِ تست | دل بر وفائے عهد چه مشکل توان نهاد
دانم یقین که نشکند الا ثنائے شاه | مُهرے که عشوهٔ تو مرا بر زبان نهاد
منت خدائے را که بنامِ خدایگان | بر چرخِ پیر مسندِ بختِ جوان نهاد
دستِ[سله] زمانه گوهرِ شاهی بفالِ نیک | در آستینِ حلمِ قزل ارسلان نهاد
شاهِ جهان مظفرِ دین خسروِ عجم | کز فخر پائے بر سرِ هفت آسمان نهاد
در تنگنائے[تله] سینه ز تاثیرِ عدلِ او | نقاشِ صنع پیکرِ تیغ آن چنان نهاد
قدرش رکاب با فلک اندر رکاب زد | فرمانش با زمانه عنان در عنان نهاد
اے خسروے که در صفتِ هیجا ترا خرد | هیجائے پیلِ جنگی و شیرِ ژیان نهاد
از انتقامِ عدلِ تو با صعوه خویش کبک | در چشمِ باشه و دلِ باز آشیان نهاد
چشمِ بنفشه صورتِ قهرت بخواب دید | سر چون عدوت بر سرِ زانو از آن نهاد
بر بامِ هفت[سله] قلعهٔ گردون ترا ز شب | حزمِ تو پائے بر زبرِ پاسبان نهاد
تو بے قرینی از همه اقران بدین سبب | نامت زمانه خسروِ صاحبقران نهاد
دستت سرِ مخالفِ دین را بباد داد | زان بادها که در سرِ گرزِ گران نهاد
جاهِ تو اسپ بر سرِ مهر و سپهر تاخت | جودِ تو داغ بر دلِ دریا و کان نهاد
طبعِ جهان اگرچه پر از شورِ فتنه بود | عدلِ تو باز عادتِ امن و امان نهاد

سله زمانه بفالِ نیک شاهی را بقزل ارسلان داده است ۱۲ تله تنگنا سے جائے تنگ ۱۲ سله
مثالی برد عنان نهاد برابری کرده ۱۲ سله بهفت قلعهٔ گردون مراد از هفت طبقِ فلک

چو غنچه زار نگه کن که هر دمش گوئی — زمانه خلعتِ دیباے سبز کار دهد

هم از کرامتِ مرغانِ صبح خیز بود — که خضر حلّهٔ اخضر به غنچه زار دهد

مرا شگوفه خوش آید که ابتداے بهار — زمانه را به نوی زینت و نگار دهد

نه همچو گل که چو در مهدِ غنچه بنشیند — دو هفته دگر از بار انتظار دهد

پس از شگوفه چمن جاے ارغوان باشد — گل است کو به تو جاے خود به خار دهد

شگوفه را بود برگ آن که بر سرِ شاخ — قرار گیرد تا گل ز غنچه بار دهد

خوشا که یارِ چمن بر میانِ سبزه و باغ — بوقتِ بوسه مرا وعدهٔ کنار دهد

ز عکسِ چهرهٔ او تازه نقش بندِ بهار — دلا دوستی به گلستانِ لاله زار دهد

سحاب را ز هواے نثارِ موکبِ گل — جهان ز گفتهٔ من دُرِّ شاهوار دهد

به هر گوش که نغمهٔ مدحِ شاه بشنید — ز عقدِ پروین ناهید گوشوار دهد

سراپردهٔ قوسِ قزح فراز افق — نشانِ طارمِ ایوانِ شهریار دهد

حسامِ دولت و دین آنکه در مقامِ نبرد — قرارِ ملک به شمشیرِ بی قرار دهد

خدیوِ مشرق و مغرب قزل که خاکِ درش — سپهر سر زده را تاجِ افتخار دهد

سپهر خرقه دراندازد از طرب چو به ضرب — زبانِ خنجرِ او صبحِ کارزار دهد

سلہ دیباے سبز کار دیباے کہ بروے نقش و نگار سبز کشیدہ باشند ۱۲ سلہ گویند جائے کہ خضر پاے بر زمین گزارد شگوفہ سبز شود ۱۲ سلہ یعنی این ہم از کرامت مرغان صبح خیز باشد کہ خضر غنچہ زار را حلّہ سبز پوشاند ۱۲ سلہ نوی نو بودن ۱۲ سلہ سر زدہ کنایہ از ملامت کردہ شدہ و گردن زدہ شدہ ۱۲ سلہ خوش آید خوش نماید ۱۲ سلہ فراز بالا ۱۲ سلہ عقد پروین ثریا ۱۲ سلہ نبرد جنگ ۱۲ سلہ چون در اوقات جنگ بیان کند ۱۲

ایا شهی که یمین[1] تو گاه بخشش و جود ۔۔ به کان و دریا سرمایهٔ یسار[2] دهد

حمایت تو شب تیره را اگر خواهد ۔۔ ز زخم خنجر خورشید زینهار دهد

بخفت بخت حسودت چنانکه بیداری ۔۔ زمانه روز و شبش کوک[3] و کنار دهد

سنان رمح تو از چرخ سرکشیده[4] چنانکه ۔۔ سهیل را به ستم هیبت جوار دهد

ترا چو دشمن ناکس فرو نیارد سر ۔۔ همین بود که بپایت بروزگار دهد

میان خلق فراموش چون شود ملکی ۔۔ که ملک را خلفی چون تو یادگار دهد

دران زمان که بپاداش جستن خصم ترا ۔۔ قضا بمیل[5] سنان سرمه غبار دهد

سپاه بے عدوت بیم آن بود آن روز ۔۔ که هفت قلعهٔ افلاک را حصار دهد

نهال رمح تو کز جوی فتح آب خورد ۔۔ بوقت حمله سر بدسگال بار دهد

سر سپهر ملک عطا داد کردگار ترا ۔۔ بجای خویش بود هرچه کردگار دهد

ریاضتی[6] بده آن چرخ تند را که بطوع[7] ۔۔ عنان حکم بدست تو شهسوار دهد

عروس مملکت آن در کنار گیرد تنگ ۔۔ که بوسه بر لب شمشیر آبدار دهد

ز صد دلیر یکی باشد آن که توفیقش ۔۔ حسام قاطع[8] و بازوی کامگار دهد

اگر بنای امل منهدم[9] شود یزدان ۔۔ ز حفظ خویش ترا حصن استوار دهد

---

[1] یمین۔ دست راست ۱۲ [2] یسار درینجا بمعنی توانگری ۱۲ [3] کوک۔ ترہ کا ہو کہ بچھو کو کنار بالضم ... خواب آرد ۱۲ [4] سرکشیده برافراشته ۱۲ [5] میل سلائی ۱۲ [6] ریاضت رام کردن توسن وستور ۱۲ [7] طوع رضا ۱۲ [8] قاطع برنده ۱۲ [9] منهدم ویران ۱۲

عدوت مثل تو آنگه شود که خنجر بید — برون ز مصر که آثار ذوالفقار دهد

همیشه تا که هر این چرخ بد معامله را — برات ثابت و ارتفاع مهلت مدار دهد

تو پایدار بمان زانکه جای آن داری — که کردگار ترا عمر پایدار دهد

در مدح حسام الدین

مرا ز دست هنرهای خویشتن فریاد — که داردم بدگرگونه هر یکی ناشاد

بزرگ‌تر ز هنر در عراق عیبی نیست — ز من مپرس که این نام بر تو چون افتاد

هنر نهفته چو عنقا بماند زانکه نماند — کسی که بازشناسد همای را از خاد

تنم گداخت چو موم از عنا درین فکرت — که آتش از چه نهادند در دل پولاد

چمن چگونه بپیراست قامت عرعر — صبا چگونه بیاراست طرهٔ شمشاد

دلم چه مایه جگر خورد تا بدانستم — که آدمی ز چه پیدا شد و پری ز چه زاد

کمینه مایهٔ من شاعریست خود بنگر — که چند گونه کشیدم ز دست او بیداد

ولیک هیچ ازین در عراق ثابت نیست — تو خواه در همدان گیر خواه در بغداد

سلسله سه عدوت مثل تو آنگاه باشد تو آن وقت تواند شد که خنجر بید که از درخت بید سازند کار خنجر آهنی سازد و برون ز مصر کار شمشیر دهد و کار خنجر از خنجر بید مشکل است پس عدو خیره تو نیز مثل همان خنجر بید است یعنی هیچکاره.. اگر خنجر بید برون ز مصر آثار ذوالفقار ظاهر کند البته دشمن مثل تو هم تواند شد اما این چنان شدن محال است پس محال است که دشمن مثل تو شود ۱۲

سک بیداد ظالم و ستمگار مرکب از بید و آد که کلمهٔ نسبت است و چون درخت بید بار ندارد لهذا ظلم را که بی‌حاصل بی فائده است به درخت بید منسوب و مشابه کرده این مرکب نیز به مجاز بمعنی مذکور است و بمعنی ظلم و ستم مستعمل است از کلمه ... دادن با لفظ کردن و کشیدن و شکستن مستعمل ۱۲ از بهار عجم ... و بدال مهمله بمعنی ... خلیو از ۲ غیاث ... تاریخ ۱۲ ... سروری ۱۲

مرا که چون هنر خویش نیست چندان بخت
خوشا فسانهٔ شیرین و قصهٔ فرهاد

شنیده‌ام که من از فضل در جهان پدم
همین جفای پدر بود و سیلی استاد

پیش هر که از و یاد می کنم حرفی
ملے کنند بسیار ازان تا توانم از من یاد

ز جنس شعر و غزل بهتر است آن کم نیست
بضاعتی که توان ساختن بر آن بنیاد

بنای عمر خرابی گرفت چند کنم
برنگ و بوی[1] کسان خانهٔ هوس آباد

مرا ازان چه که سیمین بر است در کشمیر
مرا ازان چه که شیرین لبیست در نوشاد[2]

بیا بسند کن از حال من بهیچ مپرس
که شرح درد دل این ملی توانم داد

همین بسی که مرا بشگفد ازوین آفت
که بنده خوانم و در راه سرو را آزاد

گهی لقب نهم آشفته زنگیی را حور
گهی خطاب کنم مست سفله را راد

هزار دامن گوهر نثارشان کردم
که هیچ کس بشبه در کنار من ننهاد

هزار بیت بگفتم که آب از و نچکید
که جز ز دیده دگر آبم از کسی نگشاد

درین زمانه چو فریاد رس نمی یابم
مرا رسید که رسانم به آسمان فریاد

اگر عنایت شاهم چو چنگ ننوازد
چو نائی حاصل فریاد من بود همه باد

سر ملوک زمانه که هست بر در او
هزار بنده چو کیقباد[3] و قباد

خدایگان که بود نسبت معالی او
حساب هفت فلک چون یکیست از هفتاد

---

[1] رنگ و بو کنایه از طمطراق و کر و فر و رونق و صفا ۱۲ بهار عجم [2] نام شهریست که اهالی آنجا حسین باشند ۱۲ [3] کیقباد نام پدر کیکاؤس شاه ایران و قباد نام بادشاه نوشیروان ۱۲ [4] تنعم ناز و نعمت ۱۲ [5] راد جوانمرد ۱۲

اگر به کین سپهر موی از قرار بگردد | ولایت از فلک به قهر ار بگشاید
وگر نه[۱] از پی سنجیدن رضاش بود | فلک ز برج ترازو عیار بگشاید
وهی مزاج صبوحی که جرعه بر بهست | زمستی از سر دریا خمار بگشاید
اگر نه[۲] سکته حیرت بود حسود ترا | زیک خلاف تو صد زینهار بگشاید
وگر به مثل[۳] غبارے شود مخالف تو | شکنجهای تو خون از غبار بگشاید
نمای[۴] گلبن جود تو در ذبول ربیع | هزار غنچه ز دست چنار بگشاید
بخلق بر چه نبستی در ضرورت را | خدای بر تو در اختیار بگشاید
یکی نظر به ظهیر ار تو التفات کنی | علاقه نظم از روزگار بگشاید
زبان[۵] عقل فریب به سحر هاروتی | ز زهره پاره زمهره گوشوار بگشاید
سخن[۶] ز شست عبارت نمی جهد عجب | ز پیچ مشکل آن دام تار بگشاید
به حرمت ار نرسیدم لقای بزم تو باد | که گر ببند دیکی صد هزار بگشاید
بقدر آن که بوقت بهار دست صبا | عقیقهای گل از حقه ها بگشاید

---

[۱] فلک از برج میزان شمار دستی بر سنج ازان بسته است تا رضای ممدوح را سنجید اگر خیال نبودے فلک آن ترازو را بگشاید ۱۲ [۲] اگر حسود ترا از حیرت سکته نبودے پس از یک خلاف تو صد زنهار خواستے ۱۲ [۳] اگر بطور مثال مخالفت تو غبارے گردد شکنجهای تو از غبارش هم خون کشاید ۱۲ [۴] بالیدگی گلبن بخشش تو در تنگی هنگام پژمردگی بهار باشد اند دست چنار هزار غنچه پیدا کند چنار درختی است که برگش صورت پنجه دارد ۱۲ [۵] زبان هم عقل را فریب دهنده ازان سحر که هاروت داشت اندر زهره دست بکشن و از ماه گوشوار پاره پاره باید ۱۲ [۶] سخن از شست عبارت نمی جهد و این عجیب نیست زیرا که کشش او معانی بسیار پیچ است و انتهای مشکل آن دام تار بکشاید ۱۲

فنا ز دامن عمر تو دست کوته باد ‏ ‏ ‏ ‏ که آستین فلک از بهر دفع این بر زد

در مدح نصرة الدین

قدوم ماه مبارک مبارکست بفال ‏ ‏ ‏ ‏ که باد بر ملک بحر و بر مبارک سال

سر یگانهٔ سلاطین اتابک اعظم ‏ ‏ ‏ ‏ که هست طلعت او ملک را مبارک سال

جهان‌گشای مدد بند شاه نصرة دین ‏ ‏ ‏ ‏ که فتح و نصرة از آثار او برند مثال

سر ملوک ابوبکر بن محمد آن که ‏ ‏ ‏ ‏ بصولت عمری از جهان ببرد ضلال

بکوفت گاو زمین را نهیب او گردن ‏ ‏ ‏ ‏ بکند شیر فلک را شکوه او چنگال

تهمتنی که به روز وغا توان گفتن ‏ ‏ ‏ ‏ که از زمین و زمان سر کشد باستقلال

دران مقام که قدرش بصدر بنشیند ‏ ‏ ‏ ‏ رضا دهد فلک هفتمین بصحبت نعال

کمان کین چو به زه کرد نسر طائر نیز ‏ ‏ ‏ ‏ فراهم آورد از سهم تیر او پر و بال

بسی نماند که از عدل و امن بر خیزد ‏ ‏ ‏ ‏ به عهد دولت او نام شب روی ز خیال

نهیب سپاه ترا پیشتر ز فتح و ظفر ‏ ‏ ‏ ‏ نکرد هیچ کس از هیچ بقعه استقبال

مثال ساحت میدان تست سطح فلک ‏ ‏ ‏ ‏ نمونهٔ سر چوگان تست شکل هلال

ملہ فنا با دامن عمر تو نرسد (عمرت فنا نشود) زیرا که فلک از برائے دفع فنا آستین بالا زده (است آماده و مستعد گشته است)، ملہ فلک هفتم بر راضی شود تا بصحبت نعال (راے جائے که پا افراز کشایند) بنشیند ۱۲ ملہ بسی نگذرد که بعهد دولت او نام رهزنی از فرط عدل و امن از خیال مردم برود یعنی در عهد دولت او عدل و امن از بسکه شائع گشته در خیال مردم نام رهزنی هم نمانده ۱۲ ملہ سے مستقلا سر وا بر زمین و زمان گردد ۱۲

ولیکن این ہمہ چنداں بود کہ بگشایم | بدستِ نطق سرِ حقّہائے انشی را

بر آستانۂ صدرِ زمانہ بفشانم | جواہرِ سخنِ خویش صدقِ دعوی را

خلاصۂ نظرِ سعد مخلص الدین آنکہ | سعادت از نظرِ اوست دین و دنیی را

وجودِ او کہ جہاں را ز استداشۂ ظہور | بجائے نورِ بصر بود چشمِ اعمی را

چناں بنائے تعدّی خراب کردہ برفق | چناں کہ منقطع آید اساسِ عہدِ دمی را

لطافتِ سخنش طعمِ نوشدارو داد | برائے تربیتِ روح زہرِ افعی را

اگر صلابتِ او بانگ بر فلک نزند | بخالقی دہد اقرار لات و عزّی را

کمالِ ذاتِ شریفش ز شرح مستغنی ست | بہ ماہتاب چہ حاجت شبِ تجلّی را

زہے بہ تجربتِ ایّام پیش برون بردہ | بعنف و لطفِ تو اسبابِ خوف و بُشری را

بدستِ خویش قلم در کشیدہ مفتیِ عقل | بہ یک اشارتِ رایت ہزار فتوی را

حدیثِ جودِ تو در زباں گرفتہ فلک | چناں کہ قصۂ مجنون و ذکرِ لیلی را

ہزار بار بدیوانِ رزق رو کردہ | جہاں ز بہرِ نشانت براتِ اجری را

اگر عنایتِ لطفِ تو نیستے کار دست ق | نعیمِ نامتناہی ریاضِ عقبی را

عجب مدار بود اگر نہ بادِ ہیبتِ تو | ز بیخ و بن بفگندے درختِ طوبی را

سلہ انشا املا کردہ ۱۲ سلہ افعی آوردہ ۱۲ سلہ نوشدارو تریاق ۱۲ سلہ لات ۱۲ بتیکہ قوم ثقیف [illegible] می پرستیدند و عزّی نام بت داں درختے بود کہ عرب آں را می پرستیدند بحکم پیغمبر صلعم خالد بن ولید آں درخت را بسوخت ۱۲ سلہ [illegible] کہ بموجب آں [illegible] برسد [illegible] کہ بہ محتاجاں دہند ۱۲ سلہ طوبیٰ درختے کنار است در بہشت۔

اگر به بازه بیتے سفتہ در گردوں — اشارت تو معیّن شدست انہی را

بزرگوارا من بندہ چوں بقوتِ طبع — دہم نہ مدح تو بالا اساسِ اعلیٰ را

بخاکِ پائے تو آں ساحری کنم از شعر — کہ پشت پائے زند معجزاتِ موسیٰ را

مرا بپرورد در کسبِ نامِ نیکو کوش — کہ آں ذخیرہ نماندست معن و یحییٰ را

جزائے حسنِ عمل بیں کہ روزگار ہنوز — خراب مے نہ کند بارگاہِ کسریٰ را

ہمیشہ تا ز رہِ عقل بر عقول و نفوس — تقدمے نبود صورت ہیولیٰ را

ترا شرائطِ تقدیم جمع باد چناں — کہ ابتدا ز تو باشد عقولِ اولیٰ را

مرا صحیفۂ دیوان ز فرِ مدح تو باد — چناں کہ طعنہ زند کارگاہِ مانی را

در مدح سلطان شہ طغرل

چو زہرہ وقت صبوح از افق بسازد چنگ — زمانہ تیز کند نالۂ مرا آہنگ

جز اشک چرخ بگیرد دل بیحقی نائے — وفائے یار در آویزدم بدامنِ چنگ

برد زمانۂ ناساز از سرم بیروں — ہوائے نالۂ نائے و صدائے زخمۂ چنگ

---

۱ آنچه انالله انها - خبر دادن ۱۲ ۲ معن نام کریمے از عرب یحییٰ برمکی وزیر ہارون رشید پدر فضل و جعفر در سخاوت شہرت داشتہ ۱۲ ۳ بارگاہ کسریٰ - ایوان کسریٰ کہ در مدائن ساختہ بود ۱۲ ۴ عقول اولیٰ حکماء گویند کہ خداوند تعالیٰ اوّل عقل را آفرید و از آں عقل دیگر آفریدہ شد چناں دہ عقل آفرید عقول اولیٰ کنایہ از عقولِ عشرہ کہ حق تعالیٰ اوّل از ہمہ عالم آں دہ عقل و نُہ فلک را پیدا ساخت ۱۲ ۵ مانی نام مصورے نامور کنایہ از آں است مانی بیائے معروف است بیائے مجہول قافیہ آوردہ از آں سبب کہ ایرانیاں بحسب لفظ بیان یائے مجہول و معروف امتیازے نکنند ۱۲ ۶ صبوح شرابیکہ برائے دفعِ خمار بامداد بخورند ۱۲

در مدح شاه اخستان

ای جهان را به تیغ داده قرار — کرده شاهان به بندگیت اقرار

شاه آفاق اخستان توئی آن که — خواهد از خنجرت اجل زنهار

هیبتت چون شهاب تیر انداز — حشمتت چون سماک نیزه گزار

ملک را طلعت همایونت — فال میمون و طالع مختار

بندگانت بوقت کوشش و کین — با حوادث شوند در پیکار

چون عنان ظفر بجنبانند — از زمانه برآورند غبار

چون رکاب ثبات بفشارند — بازدارند چرخ را ز مدار

بر کشد دشمن ترا گردون — پیک بر نگذراند از سر دار

طیر فرّ مهیبت خسروا تیرت — کز پر کرگسان پرّ و هموار

نخورد جز دل عدو طعمه — نکند جز حیات خصم شکار

زلّت نصرت گرفته در چنگال — نامهٔ فتح بسته در منقار

مرغی ماهیئی که هست او را — هست دُر پادشاه دریابار

باز مانده بسوی شست ملک — دهن بی زبانش ماهی وار

ماهیئی دیده که صدمت شست — نرساند به کام او آزار

سله شهاب ستاره مانند چیزی که بشکل انار آتشبازی بر فلک دیده می‌شود و سماک نیزه گزار سابقاً نوشته شد ۱۲ سله پر کرگس را در آخر تیر می‌بندند تا به سرعت رود ۱۲ سله زمانه را هلاک کنند ۱۲

ور نسیم شمائل تو نشست | عرق شرم بر [illegible]
آب و آتش هوا و نقشت چو بیند | هر کجا دولتت بود داور
تا ز تو پشت یافت بالش شرع | فتنه پهلو نهاد بر بستر
گرچه نه پرده زیر دارد چرخ | چرخ زیر است و همت تو زبر
چیست مهر و سپهر با قدرت | اخگری در میان خاکستر
جاهت آن قدر نیست که هست | کشتیی و سپهر را لنگر
هر دم از شرم طیلسان تو چرخ | بر سر مشتری کند چادر
هر زمان خامهٔ سپهر کارست | دست‌ها از ز روزگار [illegible]
هر که در منصبی قدم بنهاد | امر و نهی تو باشدش رهبر
هر که در مدحت قلم برداشت | نام اول برآید از دفتر
با عطاهای نقد تو نشود | آرزو همنشین یک دیگر
هیبت خانهٔ مخالف را | در فضای فنا گشاید در
یوسف مصر عالمی چه عجب | که بتو روشن است چشم پدر
ای که بر چرخ اوج عظمت | نسر طائر ز بیم نهد پر
پیش شمشیر نطقت از دهشت | صبح صادق بیفکند خنجر
در پی شرط و فرصتی نکند | خشم حزم تو احتمال اگر

۱۵ چون عطاهای تو را نقد داده می‌شود از ان رو آرزو را حاجت [illegible]

زان پیشتر که خاک زمین را بود قرار
افزون از آنکه دور فلک را مدار داد

سرسبزی فلک به زمین تو ای شاه باد
ختم سخن نگر چه نکو یادگار داد

در مدح ابوبکر محمد

نقش آن دولت کز آن هشت منظر یافتند
نظم آن نصرت که آن در چار گوهر یافتند

چون مدحت شه هم فهرست آن مجموعه را
در کلاه سروران هفت کشور یافتند

داور اعظم اتابک نصرة الدین کز علوش
آفرینش را ز طوقش بر سر افسر یافتند

خسرو عادل ابوبکر محمد کز درش
گردش هفت اقلیم را از دور لنگر یافتند

پادشاهی که در هر کشوری خشک و تر
کز محیط فیض او خشک زمین تر یافتند

مهره گل شد زمین و زر روی مهر آن مهره را
بر بساط امر او نقش ششدر یافتند

آسمان شد شکل گوی و شاخ آن کان شکل را
در خم چوگان او گوی مدور یافتند

هرچه شاید گفت کان از ابتدا تا انتهاست
ز ابتدا تا انتها پیشش مسخر یافتند

ای جهانگیر آفتابی کاسمانت در دو قطر
قطره‌ای اندر باختر قطره‌ای بخاور یافتند

ز آسمان پایۀ تو چیست میزان تا رسد
کارتفاع آن ز صد بالای اختر یافتند

هرکه در پیمان ملکت چون رسن شد پیچ پیچ
گر ملک شاه است حلقش زیر چنبر یافتند

سلطانه و داور اعظم اتابک نصرة الدین که جهانیان پایۀ عالی دارد که از طوق هم سر آفرینش افسر یافته اند ۱۲ [illegible] ششدر [illegible] چه وزاین که گل [illegible] ماخوذ از [illegible] ۱۲ [illegible] ۱۲ [illegible]

[illegible] ۱۲ [illegible] ۱۲

ز نور برنشد سنجی آفتاب بشکل هلال — اگر ضمیر منیرت نه کردی استمداد

بدان خدای که از کبریا و روی جلال — منزه است ز اکفا مقدس است از اضداد

نه ذات بی بدلش را است تهمت اشباه — نه ملک لم یزلش راست وصمت اضداد

که خسروی چو تو بیدار بخت و عالی قدر — بخواب نیز نه بیند سرای کون و فساد

شها چو موسم نوروز فرخ آمده است — که تا به لهو و طرب عقل را کند ارشاد

بجز زباده نوشین و داد وقت بده — که روز رفته نگردد به هیچ حال معاد

بهشت وار یکی بزم ساز نوروزی — چنان که هست ز آیین خسروان معتاد

که تا چو تهنیت در پاشیم بزم افشانم — طویلهای گهر از بحر خاطر وقاد

منم که یافته ام چیرگی و فیروزی — ز بندگی تو در جمله مطلب و مراد

بخدمت تو امان یافتم ز تیغ زبان — چنان که از اثر سعی مرتضی مقداد

هوا بمهر تو هست آفتاب با طلعت — رسید خوشه امید من بوقت حصاد

میان بزمره اقرانم از عنایت مخصوص — تو کردی ام جدا زان پس که بودم از آحاد

ز تربیت چو کسی بیشتر نیابم کم — به نظم و نثر حریری و صاحب عباد

همیشه تا که به تقدیر صنع بی علت — بود فراخته این چار طاق سبع شداد

[illegible] ۱۲ ... گرفته شده ۱۲ [illegible]

[illegible] ۱۲ حریری [illegible] ۱۲ [illegible]

[illegible] صاحب عباد [illegible] ۱۲ چار طاق [illegible]

[illegible] ۱۲ تهنیه [illegible] ۱۲ سبع شداد هفت آسمان ۱۲

سرادقات جلالت کشیده باد چنانک | که از بقاش طنابی بیاید از دوام اوتاد
قبای ملت و دوران تو بدین قد باد | که دامنش ز درازی رسد به روز معاد

در مدح ملک حسام الدین

هرگز صبا ز زلف تو یک تار نشکند | تا قدر چین و رونق تاتار نشکند
در کیش غمزهٔ تو شده اند اختن حرام | هر ناوکی که در دل افگار نشکند
بیمار نرگس تو چو مائل بخون ماست | تن در دهیم تا دل بیمار نشکند
بنمود دمی که دو دست از پی نثار | چشمم هزار لؤلؤ شهوار نشکند
جز در مثال بردن خطی ز عارضت | نقاش عشق را سر پرگار نشکند
و دعوی خوبی تو چو باطل نشد بها | سالم شد که رونق گل خار نشکند
تو با دلی چو سنگ و مرا راه صبر پیش | آن جا چه آبگینه که در بار نشکند
یک بوسه از لب تو بیک جان توان خرید | گر عشق را ز حسن تو بازار نشکند
روزی به لطف در رخم آخر نظر کنی | گر قدر زر از آن کف دُر بار نشکند
اعنی کف جواد شهنشه که جاه او | از مهر و ماه مایهٔ و مقدار نشکند

---

۱ سرادقات جمع سرادق سراپرده ۱۲ ۲ صبا از زلف تو هرگز یک تار نشکند که از خوبی آن چین ایشه قدر و تاتار را بی رونق نسازد ۱۲ ۳ مثال بردن تصویر کشیدن، نقاش صنع تصویر همچنین توان کشید تا اثر کشیدن تصویر خط رخسارش در مانده است ۱۲ ۴ چون پرده خوبی تو باطل نشد یعنی در خوبی تو نقصانی پدید نیامد از آن پیدا شد که نمانده است رونق گل پیرو ۱۲ ۵ اگر بازار عشق بی رونق نشود از لب او یک بوسه به عوض یک جان توان خرید ۱۲

تا وجودِ عقلِ کامل جہل را نقصاں دہد — تا بقائے عدلِ شامل فتنہ را فانی کند

باش باقی در جہانبانی ز عدلِ شاملت — تا ز فتنہ راشئے تو دیں را نگہبانی کند (پسینہ تا کہ ۱۲)

۳۶ فی المدح والموعظہ بمدح سیف احمد

گیتی کہ اولش عدم و آخرش فناست — در حقِ او گمانِ ثبات و بقا خطاست

بنیادِ چرخ بر سرِ آب است ازیں قبیل — پیوستہ در تحرک و دوراں چو آسیاست

بکشائے لب بخندہ کہ تو خفتۂ از آں کہ — در خواب خندہ موجبِ دلتنگی و بکاست (گریستن ۱۲)

واقف مشو بعمر کہ در خوابِ غفلت است — آں کس کہ چار بالشِ ارکانش متکاست (مسند ۱۲ — تکیہ گاہ ۱۲)

مشکل ترا ایں کہ گردشِ دورِ روزگار — روزے دو مہلتے دہدت گوئی ایں بقاست (یقین ممکن ۱۲)

چوں طینت ز محنت و حسرت سرشتہ اند — گر دولت و طرب بتو بگریزد ہم رواست

تنہا دریں زمانہ تو مخصوص نیستی — در دہر ہر کہ بنگری بہ ہمیں رنج مبتلاست (بمحنت و حسرت ۱۲ — بینندگان ۱۲)

در کائنات ہم ز ملک نیست ہیچ کس — او ہم اسیرِ وحشتِ درگاہِ کبریاست (فرشتہ ۱۲)

سلہ تا وقتیکہ وجودِ عقلِ کامل نادانی را نقصاں رساند و تا وقتیکہ بقائے عدلِ شامل فتنہ را فنا گرداند تو بسبب عدلِ شاملِ خویش برادرنگِ سلطنت متمکن باشی تا رشحۂ تو دیں را از فتنہ نگہبانی کند سلہ دنیا کہ اولش عدم بودہ و آخراں فناست در حقِ آں ایں گماں کردن کہ آں را ثبات و بقاست خطائے محض است ۱۲ سلہ ہر بنیاد کہ بر سرِ آب بود متزلزل باشد چوں بنیادِ چرخ بر سرِ آب است ازیں جہت ہموارہ حرکت میکند و دوراں ہمچو آسیا گرداں است ۱۲ سلہ اگر کسے خود را در خواب خنداں بیند تعبیرش آں بود کہ رنجے بیند و گریہ کند ۱۲ سلہ تفصیل مخصوص بودن بہ کائنات بفرشتہ و حسرت ۱۲

حال ثبات اگرچه نگفتم برین قیاس — میدان همی گذرد که ز بول از پس نجاست
(پل مردگی ۱۲، با پلیدگی ۱۲)

ملک خدای ثابت و باقیست بعد از آن — آثار خیر صفدر ایران دگر هباست

فرمان ده اکابر آفاق سیف دین — کانفاس عدل او مدد نکهت صباست

آن سروری که رونق یک ذره عدل او — عذر هزار ساله جفای جهان بخواست

صدرش مقر جاه و درش جای دولت است — طبعش مکان لطف و کفش معدن سخاست
(قرارگاه ۱۲)

ای پیش رای روشن تو همچو آفتاب — هر سر حکمتی که بپس پردهٔ قضاست

ذات تو بر زمین اثر لطف ایزدست — عدل تو در جهان نظر رحمت خداست

دین را صد هزار پشتی سعی تو شد قوی — کار جهان بسایهٔ عدل تو گشت راست
(یاری ۱۲) (درست شد ۱۲)

گردون که با جفا نفسی داشت پیش ازین — اکنون همی زند نفسی کاندر او وفاست

عصمت چنان بود که ترا بر زبان دوست — چیزی همی رود که نه حق را در آن رضاست
(پاکدامنی ۱۲)

از آب تیغ تست آتش فتنه فرو نشست — وآوازهٔ امان ز حد دو جهان بخاست
(بلند شد)

رای مقدس تو که بر غیب مشرفست — از ماجرای قصهٔ من بیخبر چراست

آن محنتم مپرس که قرب چهار سال — دوران چرخ بی‌عوض از عمر من بکاست
(کم کرد ۱۲)

وین حسرتم نگر که درین وقت تهنیت من — از خاک آستانهٔ شاه جهان جداست

هنگام آن که جلوهٔ فتح و ظفر کنم — کارم شکایت فلک و شرح ابتلاست

سله هبا بالفتح گرد و غبار و هوا که از روزنها در آفتاب پیدا آید ۱۲ سله رائے پاک تو که غیب را نگران است اندر گذشت قصهٔ من چرا بیخبر است ۱۲ سله ابتلا در بلا افتادن ۱۲

گیتی بجای من ز جفا کرد آنچه کرد | گر لطف تو تدارک کارم کند رواست
تا در مذاق آدمی از راه عقل و شرع | تلخی خوف هم بر شیرینی رجاست
بادا همیشه قبلهٔ خوف و رجای خلق | صدر تو همچنان که فلک قبلهٔ دعاست

در مدح نصرة الدین

سریر سلطنت اکنون کند سرافرازی | که سایه بر سرش افگند خسرو غازی
فلک کلاه غرور این زمان ز سر بنهاد | که هست افسر شه بر سپهر سرافرازی
خطاب خسرو انجم کنون بگردانند | که مصلحت نبود خسروی به انبازی
همای چتر همایون چو بال و پر بگشاد | ازین سپس نکند جغد دعوی بازی
چنین که قائمهٔ دولت در آمد است بجوش | ز موج او نخطای جهد نه انجازی
چنان بساخت جهان را هوای دولت شاه | که از طبیعت اضداد رفت ناسازی
از آن گذشت که گستاخی کند پس از این | سحر به پرده دری با صبا به غمازی
ازین سپس بصدا بانگ پنج نوبت شاه | کند منادی اسلام را هم آوازی
خدایگان سلاطین عهد نصرة الدین | که دولتش بحوادث همی کند بازی
شکوه شهپر شاهین همتش بشکست | دل عقاب سپهر از بلند پروازی
سنان او به چو چشم ترکش یکی به سر تیزی | گرفته قامت گردون دگر به سر بازی

[illegible]

زہی بہ مظہر ممالک ترا عنایت حق — عزیز کردہ و الحق سزای اعزازی

مسافران فلک را بہ وہم ہمراہی — مدبران قضا را بہ رای ہمرازی

بمجلس تو نظر بگسلد ہمی ناہید — بدان طمع کہ بہ خنیاگریش بنوازی

تو ملک یزدی و دشمن بہ گرد تو نرسید — گر این مثل مثل عزوریست یا برازی

اگر بہ غیبت تو خصم فرصتی طلبد — حدیث سگ بود و دستگاہ ترازی

سپہر از خط حکم تو سر نخواہد تافت — اگر بہ تیغ سیاست سرش بیندازی

عیار مہر ز اخلاص تو نخواہد گشت — اگر بہ بوتۂ کین سالہاش بگدازی

ترا بہ ملک زمین تہنیت نیارم گفت — ق — کہ عقل را بود آن جا مجال طنازی

سپہر و مہر بخاک در تو می نازند — بسیط خاک چہ باشد کہ تو بدو نازی

زمانہ دامن دوران ز بیم در چیند — چو دست حکم سوی جیب آسمان یازی

اجل ز دشمن جاہت جہان بپردازد — چو لحظۂ بہ مہمات ملک پردازی

ہمیشہ تا غم و شادی بہ نوع ممتازند — تو شاد زی کہ ز شاہان عصر ممتازی

قضا ز امر تو در مملکت چنان بادا — کہ اسپ حکم بر اجرام آسمان تازی

ریاضت تو چنان کردہ فلک ترکی را — کہ ہمعنان بقدو با قشر الحیبتا تازی

۲۰ در مدح نصرة الدین

سلہ مظہر ظہر کے خلیفہ بزرگ را گویند ۱۲ سلہ تیر انداز سپر کین آدمی ۱۲ قیاش اللغات سلہ تازی شوخی و ظریفی ۱۲ سلہ ریاضت تعلیم اسپاں کہ جہت سواری باشند اسپان ترکی و تازی (یعنی عربی) مشہور اند ۱۲

زهی مسخر حکمت ز ماه تا ماهی | شه ستاره سپاه و سپهر درگاهی

توئی که از ره تشبیب قسمت روزی خلق | بدست تست گرانی و اگر کاهی

چو بندگان مه و خورشید بر درت شب و روز | نشسته‌اند بهر خدمتی که تو خواهی

تو آن ستاره شکاری که شیر بیشهٔ چرخ | ز بیم تیغ تو تن در دهد به برد ماهی

بحکم پنجهٔ دی چون خرد براز واحی | بوقت خوش سخنی چون سخن در افواهی

بمصر ملک خدایت عزیز کرد و هم اوست | که داد و تخت عزیزی بیوسف شاهی

ولست چهرهٔ دین را طراوتی از پی آنکه | بتیغ تست آثار صبغة اللهی

بر دستان تو از چشم روز بینائی | دهد ضمیر تو از پیر چرخ آگاهی

شکسته نامده از هیچ رخنه در عهدت | مگر بطرهٔ جعد بتان سحرگاهی

کجا کند مه و خورشید چون کشتی مئی لعل | برد به پیش تو خورشیدی و بشب ماهی

خدایگانا دانی که خدمت تو مرا | مقدم است بر اغراض مالی و جاهی

زمانه سر بخشم کرد و گفت خیز چرا | فتاده از در شاه جهان بگمراهی

جواب دادم و گفتم که نیک باز اندیش | که زین میانه منم با تو مخلص و ساهی

اگر فتاده‌ام از خدمتش شبانروزی | گزیده‌ام بدعا خدمت سحرگاهی

ماه تا ماهی مراد از [illegible] ... آب [illegible] قایم است ۱۲ صبغة اللهی
[illegible] ... بالکسر [illegible] دین محمدی ۱۲ ... از تجلی جمال [illegible]
[illegible] ماه [illegible] باشد ۱۲ ... مخطی خطا کننده ساهی فراموش کننده ۱۲ ... اکثر ... ۱۲
... محمد ... ۱۲

ملک نادیده چو تو لشکرکش و کشورستانی   دهر نازاده چو تو فرمانده گیتی ستان

بر در ایوان قدرت چون قمر صد پرده دار   بر سر بام جلالت چون زحل صد پاسبان

ای براق دولتت را فرق فرقد پایگاه   وی همای همتت را اوج برجیس آشیان

همت

رایت اندر دانش فلک را حاکم [illegible]   عدلت اندر رحمت جهان را دایهٔ بس مهربان

چون قضا پیوسته بر اعدا شماتت کارگر   چون قدر همواره بر آفاق فرمانت روان

از سموم قهرت اندیشه گر آسیبی رسد   چون عرق بیرون تراود مغز خصم از استخوان

هر کجا آتش تیغت بر آرد شعله   آفتاب آنجا شراره آسمان آنجا دخان

مطلع ثانی

جز تو کس را افسر شاهی نزیبد در جهان   ماکسی را دل بر تو می باید نهادن جاودان

آسمان با صد هزاران دیده اختر گرد گشت   تا ترا بیند بدست دیگری ندهد عنان

پادشاهی را سخا و عدل سرمایه است و تو   در سخا صد حاتمی در عدل صد نوشیروان

نیست اندر کیسه هیچ از گفت [illegible] در تیغ   نیست اندر پردهٔ غیب از ذات بلائی نهان

صنع ایزد در وجودت بهر آن تاخیر کرد   تا کند تیغ تو دفع فتنهٔ آخر زمان

چون تو اندر مسند شاهی نشستی روزگار   بعد ازین در سایهٔ عدل تو باز افتد ستان

و [illegible] حفظ تو از [illegible]   ترک دریا [illegible] معانی را نگوید آشیان

[illegible] فرقد [illegible] دو ستاره که نزدیک قطب است [illegible] ایزد [illegible] آخر [illegible]
کرده است تا تیغ تو فتنهٔ آخر زمان را دفع کند [illegible] خصم از استخوان [illegible] بیرون روان شود

تا جهان را میوهٔ فتح و ظفر بار آورد　　قهرت اندر دیدهٔ دشمن همی کارد سنان

دست وهم دادت اسباب جهانداری چنانک　　آسمان را ماند انگشت تحیر در دهان

تا بپاید گردش گردون تو با گردون بپای　　تا بماند نوبت عالم تو در عالم بمان

تا ابد عهد همایونت فسرین باد اگر تو　　هم نکو عهدی بحمد الله و هم صاحبقران

۴۴ در مدح قزل ارسلان

گیتی ز فر دولت فرمانده جهان　　مانند روضهٔ ارم و روضهٔ جنان

بر هر طرف که چشم کنی جلوهٔ ظهیر　　و از هر جهت که گوش نهی مژدهٔ امان

آرام یافت در حشم امن وحش و طیر　　و آسوده گشت در کنف عدل انس و جان

گردون فرو گشاد کمند از میان تیغ　　و ایام برگرفت زه از گردن کمان

دیگر چنین مظفر و حاکم چنین مطاع　　دیرست تا زمانه نداد از کسی نشان

منسوخ گشت قصهٔ کاوس و کیقباد　　و افسانه شد حکایت دارا و اردوان

بالید از این نشاط تن تخت بر زمین　　بگذشت از این نوید سر تاج از آسمان

از غنچه خون گرفت چو دل ظلم را جگر　　و ز خنده باز ماند چو گل عدل را دهان

---

۱ ترا اسباب جهانداری چنان حاصل شده که آسمان از دیده حیران گشته است ۱۲ ۲ صاحبقران بکسر قاف بچهٔ که وقت افتادن نطفه یا پرورش در رحم مادر یا بوقت ولادت او قران علوین باشد و بفتح قران در طالع بود و بقول بعضی در سال ولادت او زحل و مشتری را قران علوین باشد این نوع قران بعد از سالها که قران واقع می شود و این چنین مولود را پادشاهی دریابد و بقول اسکندری وقت ولادت او زهره و مشتری را قران باشد ۱۲ ۳ مطلع قابل اطاعت ۱۲ ۴ اردوان نام شاه ترکستان ۱۲

شاهی که بگذرد ز سپهر خرمی همای / زین پس بزیر سایهٔ چتر خدایگان

سلطان شرق و غرب قزل ارسلان که هست / با صدمت رکابش ایام ناتوان

آن شاه شیرحمله که شاهین همتش / دارد فراز کنگرهٔ عرش آشیان

وقت طرب چو دست کشد جام می برد / بر هم زند ذخیرهٔ بحر و دفین کان

هنگام کین چو نیزه برافرازد از کتف / تیغ را خطر بود از صدمت سنان

شاها توئی که حملهٔ باس تو بر عدو / چون بر بخیل سایهٔ سائل بود گران

بحریست قهر تو که درو هر که غرق شد / هرگز نیفتد از پس آن باز بر کران

هر چیز دانه زمانه بیک بار حرث و نسل / گر دفع فتنه را نبود تیغ تو ضمان

هر چند پیر گشت عمر و دید کاینات / بگزید و کرد بر همه آفاق کامران

با سحر چنین که بند دو زبان چرخ / تیغ ترا نشد که با اعدا الکن زبان

هر باد داده هیبت تو تیر بر قمر / وآتش زده بدست کواکب تو در رهٔ کهکشان

وقتی که گم شود ز سر سرکشان تیغ ق / روزی که بگسلد ز تن پردلان روان

تو در میان لشکر چون مور بی عدد / هر یک چو مور بسته بفرمان تو میان

وز تازیانه جوش شیران جنگجو / گوپال بر زمین زنی و بانگ بر زمان

آن لحظه کس ندارد پاس تو جز رکاب / وان روز کس نگیرد دست تو جز عنان

ل همای زین پس بزیر سایهٔ چتر خدایگان همایی یابد از آن سعادت حاصل کند ۱۲ ل حرث کاشتن ۱۲
ل تیغ ترا مدا الکن زبان - با اعدا زبان درازکند ۱۲ ل ... دو مجروکان فراهم باشد ... ۱۲

بدخواهِ ملک را ز نهیبِ تو آن نقش ‌‌ ‌ ‌ ‌ ‌ چون در جگر تموز شد و سعتر اندر استخوان

ای خسروی که تیغِ فنا را قضا برید ‌ ‌ ‌ ‌ بر دشمنانِ دولتِ تو کرد امتحان

گر کم شود پئے زحل از چرخ باک نیست ‌ ‌ ‌ ‌ بختِ تو آگه است چه حاجت به پاسبان

گیتی طمع نداشت که تو سر در آوری ‌ ‌ ‌ ‌ تا سایه بر سرت فگند افسرِ کیان

آنهم تو اضعیت که کردی وگرنه چرخ ‌ ‌ ‌ ‌ داند که مشتری نه بنازد به طیلسان

دندانه ارّه را همه هست ار نه تیغ را ‌ ‌ ‌ ‌ تیزی ست سخت ظاهر و عاریست بس عیان

محتاج نیست طلعتِ زیبای تو بتاج ‌ ‌ ‌ ‌ شمشیرِ صبح را نبود حاجتِ فسان

تا بستر و بدستِ صبا دایهٔ بهار ‌ ‌ ‌ ‌ گرد از جبینِ لاله و رخسارِ ارغوان

گلزارِ دولتِ تو که دارد نسیمِ خلد ‌ ‌ ‌ ‌ آسوده باد تا ابد از آفتِ خزان

جاهِ تو سر فراز و قبولِ تو دستگیر ‌ ‌ ‌ ‌ ملکِ تو پر ثبات و بقای تو جاودان

در مدح نصرة الدین

ای مهر و مه نتیجهٔ رای منیرِ تو ‌ ‌ ‌ ‌ حل کرده عقدهای فلک را ضمیرِ تو

فخرِ ملک نصرة الدین بیکسی توئی ‌ ‌ ‌ ‌ کایزد برای نصرتِ دین شد نصیرِ تو

مطلب اے خسرو یکہ برش تیغ فنا را قضا بر دشمناں ، دولت تو امتحان کردہ است ۱۲ کیان جمع کے در پہلوی شہنشاہ را گویند ـ در ایران چہار بادشاہ را کے گویند کے قباد ـ کے کاؤس کے خسرو ـ کے مرث یا کے لہراسپ ۱۲ فسان توشہ از سنگ کہ بداں کارد شمشیر تیز کنند ۱۲ ضمیر دل ، نیت ۱۲ بستر پاک کند ۱۲

ز کامگاری قدرش هر آنچه دعوی کرد | فلک مقر شد و حاجت نیامدش بگواه
شعاع دولت اوست در مضیق سپهر | چو نور طلعت یوسف میان ظلمت چاه
ایا شهی که ز امداد حشمتت هرگز | نیافت حادثه در ساحت ممالک راه
چو بنگری بحقیقت تفاوتی نکند | حضور و غیبت من در ثنا و خدمت شاه
بتن ز خدمت اگر دور می‌شوم حالی | نشانده‌ام دل و جان معتکف بدین درگاه
بماند آینهٔ دولت تو روشن از آنکه | نه هیچ سینه بعهد تو بر کشید آه
توئی که سر بسپهر آورد تاجداری دید | هر آن زمان که بخیزد در جبینت کرد نگاه
رسید خاک جنابت بقدر بر افلاک | فتاده نام بزرگت بعدل در افواه
هر آن زمان که بود ابر رحمت بارنده | دمید ز آب و گلش کیمیا بجای گیاه
برفق و حلم جهان را بطاعت آوردی | اگرچه حلم تو عاجز نبود از اکراه
چه باک هست از فتح و نصرتست حشم | بگرد رایت از یمن دولتست سپاه
مثال خنجر تو با کرو پیکان خصم | حدیث حملهٔ شیرست در حیلهٔ روباه
همیشه تا روش سال و ماه محفوظ است | یکی بجنبش ماه و دگر برفتن ماه
حساب عمر تو در ملک باد چندانی | که حصر آن نکند دور سال و گردش ماه

در مدح شاهزاده ابوبکر بن محمد

زهی بلعبت عنبر که هر گلی برنهاده | صد گونه داغ بر دل عنبر نهاده

ملک جنبیت - اما چیزی را بطرف مشهور ساکن کرده ۱۲ ... در افواه افتاده مشهور شده ۱۲ ... گل گیاه پیدا شده ۱۲

گہے زبانِ ملامت کشاد کز تو سزد | کہ حقِ صحبتِ دیرینہ را کنی باطل
گہے ز راہِ نصیحت در آمد کہ مباش | ز حفظِ جانبِ یاران و دوستان غافل
بصبر کوش یقین دان کہ عاقبت ز جہان | بکامِ دل برسی خود کدام صبر و چہ دل
جواب دادم و گفتم شنیدہ‌ام یک چند | شرابِ خوشدلی از دستِ لعبتانِ چگل
کنون کہ وقتِ خمارست مے بباید خورد | ز دستِ ہجرِ تو ناکام شربتِ قاتل
مرا بحل کن و بگذر ازیں حدیث کہ ہست | جفائے اہلِ خراسان میانِ ما حائل
بجست تیغ ز جائے خویش و گفت مباد | کہ ہیچ دل بہوائے شما شود مائل
دلم ببردی و در ہجر نیز مے کوشی | اگر بدل بحلی نیستی بہجر بحل
وداع کردمش القصہ و گرفتم پیش | رہے چو روزِ قیامت کشیدہ و مائل
ز بندِ عشق کشادہ دل و کمر بستہ | بعزمِ بندگیِ شاہ عالم و عادل
سپہرِ جاہ و جلالت ستودہ نصرۃ دین | کہ پیشِ دست و دلش ہست بحر و کان خجل
قضا شکاری و تقدیر حملہ کہ کند | خیالِ خنجرِ او مرغِ فتنہ را بسمل
میانِ خوف و رجا عدلِ او بود حاکم | میانِ باطل و حق رائے او بود فاصل
بکامگاریِ او مے کند فلک اقرار | بہ شہریاریِ او مے دہد زمانہ سجل

سلہ چگل جائیست کہ مردمانِ آنجا حسین باشند ۱۲ سلہ اے ممدوح ہمچو قضا شکار و ہمچو تقدیر حملہ کنی خیالِ خنجرِ او مرغِ فتنہ را بسمل سازد ۱۲ سلہ بحل بکسرتین و تشدید لام حلال باشد ... بحل بکسرتین بخشیدن جرم و عفو کردنِ گناہ ۱۲ سلہ مدخل بفتح اول و کسر ثانی ... سجل ۱۲ سلہ فاصل فیصل کنندہ ۱۲

بجنبِ کبکِ انصاف از شدّتِ تقہیر — شکوہِ صولتِ شاہین و حملۂ طغرل
ایا شہی کہ سراپردۂ معالیِ تو — ورای منزلِ اعلی سفر و بعدِ منزل
جہاں بنامِ تصرّف بدستِ حکمِ تو داد — ہنوز گردوں از روی ہمّتِ تو خجل
دلِ حفیظِ تو دیوانِ غیب را منشی (نگہدارندہ ۱۲) — کفِ کریمِ تو اموالِ رزق را حامل (جمع مال ۱۲، بردارندہ ۱۲)
محاسبانِ سخای تراز دخلِ جہاں (آمد ۱۲) — ہزار سالہ عطا بر جہانیاں فاضل (افزوں ۱۲)
اساسِ ملکِ تو چوں مرکزِ زمیں ثابت — ولیک حشمِ تو چوں روزگار مستعجل (تند روی کنندہ ۱۲)
اگر فلک بدر و دور تا سرِ آمال — بود وظیفۂ جودِ تو نعمتِ شامل
اگر نہ نامہ سیہ روز و جریدۂ اعمال (جمع امل ۱۲، جمع عمل ۱۲) — بود صحیفۂ رای تو نسخۂ کامل
عنایتِ تو جہاں را نصابِ امکاں داد — وگرنہ از چہ قبول شد وجود را قابل
شدند یکتا شعرا چہ در زمن بود (در زمانہ ۱۲) — بمجلسِ تو کہ سحباں بود در او باقل
شعلۂ شمالی کاندرو نہ انس و وحشت (بیم ۱۲) — بود عطارد آنجا و مشتری جاہل (نادان مادرزاد ۱۲)
ولیک چوں بتو اقبال رہ نمود مرا — اگر عزیز و ذلیلم توئی معزّ و مذل
ربود سرحدِ قہرِ تو نعمتِ فغفور (دولت پادشاہ چین ۱۲) — فگند صولتِ تیغِ تو افسرِ ہرقل

سلہ طغرل بوزن بلبل بترکی بحری را گویند کہ طائر شکاری معروف است ۱۲ سلہ عشیرت خبر دار ۱۲ سلہ نصاب مال و زر و سرمایہ عنایت تو جہاں را سرمایۂ امکاں دادہ است ورنہ جہاں از چہ از وجود را قبول کردہ ۱۲ سلہ سحبان ابن وائل در عرب مردی فصیح و بلیغ بودہ کہ لفظی یکبار گفتہ دوبارہ برزبان نیاوردے ۱۲ سلہ ولیک چوں اقبال مرا بسوئے تو راہ نمودہ است اگر من عزیز و ذلیل باشم تو عزت و ذلت دہی ۱۲ سلہ نام پادشاہ روم بکسر ہا و کسر قاف ۱۲ سلہ معز عزت دہندہ ۱۲ سلہ مذل ذلت دہندہ ۱۲

قضا بیانِ تواضع بپیشت چون چاکر ‏ ‏ ‏ قدر زبانِ تضرع کشاد چون سائل

ہمیشہ تا نہ دہد ہیچ متقی برباد ‏ ‏ ‏ برائے نعمتِ عاجل سعادتِ آجل

تو در سعادت و نعمت بزی کہ مقبول شد ‏ ‏ ‏ عذابِ آجلِ خصمت محنتِ عاجل

در مدحِ مظفر الدین خسرو عجم

دادیم دل بدستِ تو در پائے افگنش ‏ ‏ ‏ فارغ مشو ز نالہ و زاری و شیونش

چون دست و رحمت زد و پا استوار کرد ‏ ‏ ‏ گر دست می نگیری از پائے مفگنش

وز عہد چون کہ با سرِ زلفِ تو بستہ ایم ‏ ‏ ‏ بے ہیچ موجبے چو سرِ زلف مشکنش

این دل کہ نیست بستۂ زنجیرِ زلفِ تو ‏ ‏ ‏ نتوان نگاہ داشت بہ زنجیر و آہنش

شد بے گناہ چشمِ تو در خونِ جانِ من ‏ ‏ ‏ تا چند ازین ستیزہ چہ کین ست با منش

بگرفت دست فتنہ گریبانِ ہیچکس ‏ ‏ ‏ تا در نہ بست عشقِ تو دامن بدامنش

تنگ آمد از فراقِ تو بر من ہمہ جہان ‏ ‏ ‏ مسکین کسے کہ جز درِ تو نیست مسکنش

تا کے شکارِ عشقِ تو باشد دلے کہ ہست ‏ ‏ ‏ درگاہِ شاہِ عالم و عادل نشیمنش

صاحبقران مظفرِ دین خسرو عجم ‏ ‏ ‏ کز چرخ سر کشیدہ فرو کوفت گردنش

شاہے کہ از برائے گلستانِ بزمِ اوست ‏ ‏ ‏ ہر گل کہ در غرارۂ سپہر ست گلشنش

بہر سیارتے کہ ز نامِ اوست حرز نہ ‏ ‏ ‏ از سطحِ آب کم بود اطرافِ جوشنش

---

۱ بضرورتِ شعری ے را پیش از نونِ نفی آوردہ ۱۲ ۲ چشمِ تو در پۓ خونِ جانِ من افتادہ است حالانکہ جانم بے گناہ است چشمِ تو تا چند این گونہ ستیزہ کند. او را با من چہ دشمنی است ۱۲ ۳ شیون فریاد و زاری ۱۲

فرخی کز آشیانهٔ اقبال او پرد — از اختران ثابت سازند ارزنش

ای همت تو ساکن آن بقعه کز علو — بالای هفت خطهٔ چرخ است برزنش

رائی تو رائضی ست که در زیر ران حلم — هر روز رام تر شود ایام توسنش

بر هر که تافت پرتو خورشید لطف تو — خورشید همچو ذره برآید ز روزنش

افتاده ایست لطف تو شاها که هر زمان — خطی به بندگی رسد از سرو سوسنش

آتش فروغ رای تو دارد ازین قبیل — در بر گرفته اند چو جان سنگ و آهنش

گر چرخ یاد با تو بیک جو کند خلاف — در هم زند شکوه تو آتش بخرمنش

تا شب ز اختران بگشاید کمین کین — بر هم زند مصادمت روز کمینش

بود از مصادمات حوادث ترا امان — کامروز هر که هست در تست مأمنش

بر دشمنت گشاده کمین اختران نحس — وز هیبت تو تیره شده روز روشنش

۴۹ در مدح ملک صدرالدین

شبی مخیمهٔ ابداعیان کن فیکون — حدیث حسن تو میرفت والحدیث شجون

نشان زلف تو و رخت یک بیک میداند — که بند و حلقهٔ آن چند حیلهٔ این چون

ارزن نوعی از غلهٔ هندی آنرا چینه و باجره نامند ۱۲ برزن کوچه ۱۲ رائض کسی که اسپ را تربیت کند ۱۲ روزن دریچه ۱۲ مصادمت باهم اسپب و صدمه رسانیدن ۱۲ مأمن جای پوشیده شدن ۱۲ مخیمهٔ ابداعیان کن فیکون خیمهٔ قضا و قدر ۱۲ الحدیث شجون شجون جمع شجن بفتح راه و وادی شکل است والحدیث ذو شجون سخن را ابتدا راه است یعنی از سخن سخن میخیزد ۱۲ رام فرمان پذیر ۱۲ توسن ... را آزاد گویند ۱۲ مصادمات جمع مصادمت ۱۲ خرمن ... ۱۲

چنان نمود که گوئی به عکس می بینند | مثال طلعت تو در سپهر آینه گون
ازان دو عارض چون ماه بجوی تو دو صد بیدل | بران دو گیسوی مشکین تو دو صد مفتون
خرد چو رونق دیوانگان عشق تو دید | بصد بهانه برآورد خویشتن مجنون
دلم حکایت زنجیر زلف تو بشنید | عقال عقل بیفگند و للجنون فنون
مرا ز ضعف تن و سوز دل ازان شب تار | نه طاقت حرکت ماند و نه مجال سکون
ز عشق چشمهٔ نوشین تو اندرین مدت | برفت بر رخم از آب دیدگان جیحون
هنوز آتش سودای زخم در دل | هنوز دامن مژگان همی کشم در خون
ز سوز سینهٔ من شعلهٔ دو صد وامق | ز جام محنت من جرعهٔ دو صد مجنون
کنون ز هستی من بیش ازین دو حرف نماند | دلی چو چشمهٔ میم و قدی چو حلقهٔ نون
رخ تو می نهد این نوع زخم را مرهم ق | لب تو می دهد این جنس درد را معجون
و گر به مرهم و معجون علاج نپذیرد | من و مدیح صاحبقران شرع فنون
خدایگان صدور زمانه صدر الدین | که قامت فلک از بار شکر اوست نگون
بسی نماند که گردد ز بس عمارت عدل | چهار رکن زمین در پناه او مسکون
ز حفظ اوست که اجرام عالم علوی | از استحالت جوهر مسلم اند و مصون

---

۱ این نوع زخم و این جنس درد اگر به مرهم و معجون علاج نپذیرد اکنون من هستم و مدیح صاحبقران شرع تا این زخم مندمل شود و این درد دفع شود ۱۲ ۲ استحالت برگشتن از جائی بجائی و از حالی بحالی شدن مسلم نگاه داشته شده مصئون محفوظ ۱۲ ۳ چشمهٔ نوش کنایه از لب یار ۱۲ ۴ وامق نام مردیست که بر عذرا عاشق بود ۱۲

ز شوق اوست که دوشیزگان قصر عدم ۔ سر از دریچهٔ امکان همی کنند برون

زهی ضمیر تو هر شب بیک بشارت رای ۔ گشاده در ششِ غیب از دو ششدر خاتون

برسم خدمتی اندر پی جنیبت تو ۔ فگنده دهر ز پرده اطلس از شب اکسون

تراست معجزهٔ سحر در پی استقلال ۔ نه چون نبوت موسیٰ بشرکت هارون

زمین ز نقض تو دارد هوا ز بس عفنی ۔ که آورد طبع اندر هوای او طاعون

بدست حکم تو اجرام آسمان عاجز ۔ بچنگ قهر تو احداث روزگار زبون

هوای طاعت تو آن نسیم جان پرور ۔ که از میانهٔ آذر دمید آذرگون

بجنب گوشهٔ دستار رکن مسند تو ۔ چه جای افسر دارا و تخت افریدون

بعلم اگرچه قیاست ز انبیا گیرند ۔ تو ای بعقل فزون از هزار افلاطون

در آن سخن که تو گوئی برای ضبط جهان ۔ هزار لشکر جرار باشدش مضمون

اگرچه حادثه یک شب بخواب امن و قرار ۔ ق ۔ نمی شد از بر هم از پس فتور و فنون

زمان زمان قلمت شر نقش بیامیزد ۔ که در مجاری مغزش پراگند افیون

فلک ز عقد عطاست حساب بر دارشت ۔ که حشو بار ز آفاق را توئی قانون

---

۱ هارون برادر موسیٰ که بنبوت نائب موسیٰ مقرر کرده شده بود ۱۲ ۲ آذرگون نوعی از لاله که رنگش همچو آتش سرخ باشد ۱۲ ۳ حساب بر داشتن ـ حشو ایچه از قسم پنبه و غیره در لحاف و بالش و غیره پر کنند ۱۲ ۴ در حدیث آمده که علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل یعنی علمائے امت من همچو انبیائے بنی اسرائیل باشند ۱۲ ۵ کنایه از چیزهائے معدوم ۱۲ ۶ کنایه از اسرار پنهان ۱۲ ۷ یعنی حادثه را فرو نشاند ۱۲

به مهر تست اگر قطره ایست در دریا | بداغ تست اگر ذره ایست در هامون
بزرگوارا بعد از هزار قرعهٔ فال | مرا زمانه بقصد تو کرد راه نمون
دو سال شد که برین فرخ آستانه مرا | نشست دست تفکر بزیر پاے ستون
چنان مکن که مرا با هزار گنج هنر | بروزگار تو حاجت بود بمشتے دون
همه بدعوی عصمت برآمده چو ملک | ولیک بوده چو ابلیس در ازل ملعون
بفعل چون حشرات زمانه نامضبوط | بطبع چون حرکات سپهر ناموزون
کشیده سر بسوے گردون ز کبر چون نمرود | گران شده بزمین سر ز بخل چون قارون
اگر متابع ایشان بود فلک چه عجب! | که جز متابعت گاو کے کند گردون
منم که پار همیں روز هم درین مجلس | همیں تظلم و فریاد کرده ام که کنون
ولیک ازیں همه فریاد هیچ فائده نیست | چو بیش ازیں ننهد کام روزگار حرون
جهان بکام تو بادا که جز درین معنی | دعاے من به اجابت نمی شود مقرون
طلوع کوکبهٔ عید بر تو میمون باد | که هست طلعت تو بر جهانیان میمون
مخالف تو چو بدر از کسوف در کم و کاست | ولے موافق تو چون هلال روز افزون

در مدح قزل ارسلان

هو الشمس تبسم بحاجب الغمام | هنیئاً لمن فاق کل الانام

نمرود: پادشاهے [illegible] که ابراهیم را در آتش افگنده بود۔ قارون: توانگر بخیل [illegible] ۱۲ [illegible] آں عید [illegible] ۱۲ [illegible]

شهنشاهِ اعظم قزل ارسلان — که از عدلِ او یافت گیتی نظام

جهان داورے کآبِ شمشیرِ او — بشوید رخِ شب ز گردِ ظلام

بد اندیش را از نهیبِ قهرِ او — بجائے عرق خون چکد از مسام

به بخشش همے فرق نتوان نهاد — میانِ کفِ او و فیضِ غمام

ز رفعت همی باز نتوان شناخت — که قدرش کدام است و گردون کدام

شبا روزی از رونقِ بزمِ اوست — که بر دستِ نرگس مدام است جام

زہے حملۂ قهرت اندر نبرد — شکسته دمِ صبح در کامِ شام

ز چنگالِ شیران برون کرده کلک — ز کامِ نهنگاں بر آورده کام

توآں کامگاری که در حلّ و عقد — بدستِ تو داد است گیتی زمام

جنابِ ترا آسمان در پناه — رکابِ ترا سدره در اهتمام

توآں شهسواری که گردونِ تند — کمیتِ مرادِ ترا گشت رام

دلِ خصمت آمد بجوش اے عجب — هنوز اندر و ایں طمع هاے خام

توئی آں که در خاتمِ قدرِ تو — نگین است گردونِ فیروزه فام

چو ناهید در مجلست صد ندیم — چو خورشید در موکبت صد غلام

فیضِ غمام باریدنِ ابر ۱۲ — اهتمام غمخواری کردن و در کارے همت برگماشتن و توجه کردن و حاصل معنی آں کوشش کردن ۱۲ — ندیم همنشین شاه - در زمانِ قدیم ایں چنیں کس را لازم بوده که در همه علوم و فنون تبحّر دارد و پایهٔ اش در بارگاهِ شاهی بیش از وزیر بوده ۱۲ — شکسته دمِ صبح الخ صبح را شام نموده ۱۲

ز شادیِ دولتت چو تیغی دو قدح — بخندد همین خنجر اندر نیام

چو با دشمنت راز گوید اجل — دهد بر زبانِ سنانت پیام

بتو پایدار است گیتی از آن که — عرض را بجوهر بماند قیام

وجودِ تو تا دست در هم نداد — نشد صنعتِ آفرینش تمام

کفت حاصلِ دخلِ دریا و کان — بپرداخت در حاجتِ خاص و عام

ستم بر کفت سائلان می‌کنند — ز دریا و کان می‌کشی انتقام

درین مدت از غیبتِ رایتت — که در ظلِّ او چرخ دارد مقام

چه دانی که چون راست پیوسته بود — فراخِ جهان بر جفای کرام

ندانست کانفاسِ عدلِ تو زود — معطر کند مملکت را مشام

مرا کین فلک سیر کشتم در سفر — بمالید در زیر پای لئام

جهان بر دلم آن جراحت نهاد — که نتواندش داد باز التیام

مرا ز آتشِ طبع در مدحِ تو — زبانیست چون آب داده حسام

قفص‌های افلاک را تا ابد — نیفتد چو من مرغ زیرک بدام

ستم گر زمین بوسِ آن درگهست — چو شه مر مرا تاج بر سر مدام

اگر خدمتِ تختِ بلقیس کرد — سعادات آن سدّه بر من حرام

ندانم سلیمانِ ثانی چرا — درین چند روزم نبرد است نام

سله کرام جمع کریم ۱۲ [illegible] ۱۲ [illegible] صیقل کردن شمشیر ۱۲

تو جاوید باد اکه هرگز نکرد | چو تو شاه بر کار عالم قیام
چه می گویم این لفظ از من خطاست | که خود کلِ عالم توئی والسلام

در مدح ایضاً

سپهر دو مهر چو حجاج کعبهٔ اسلام | بعزم کعبهٔ اسلام بسته اند احرام
یک آستانه همی بوسدش به رسم حجر | یکی بچهره همی سایدش بشرط مقام
زیک طرف گاوِ گاو همی برد ناهید | زیک جهت بره قربان همی کند بهرام
به امن و عافیت آراسته چو صحن بهشت | حریم حضرت اعلای شهریار انام
خدایگان ملوک جهان مظفر دین | که نصرت و ظفر او را ملازم اند مدام
جهان گشای قزل ارسلان که بر تن خصم | بزخم تیر فرو بست شاهراه مسام
ضمیر او که نمودار لوح محفوظ است | بدو بعجز ببیند دو چهرهٔ اقلام
نخست خلعت نور از خیال رایت او | رسد بچشم جنین در مشیمهٔ ارحام
شها جواهر اکلیل و عقد پروین را | برای زیور ملک تو داده اند نظام

---

[1] یک منزل این سوی مکهٔ معظمه پیش از هنگام حج چون به آهنگ حج به مکه روند رخت ها به دوخته و دوتا [illegible] وغیره برخویشتن حرام کنند و یک برد ازیمه بر بندند و از نیمه تن پوشند این شیوه را احرام گویند ۱۲ [2] بلور بوسیدن حجر اسود که در خانهٔ کعبه هست ۱۲ [3] از مقام مقام ابراهیم است که جائے در خانهٔ کعبه است ۱۲ [4] گاو برج ثور بره برج حمل را هم گویند بره و گاو را به عید اضحیٰ بقربانی کار برند ۱۲ [5] لوح محفوظ ام الکتاب را گویند آنچه از احکام در آن جا نوشته شده در آن تغیر و تبدل واقع نمی شود ۱۲ [6] حریم چار دیواری ۱۲ [7] اقلام جمع قلم ۱۲ [8] مشیمه پوستے که در آن بچه باشد ۱۲

هنوز تا سر زانوست کبریای ترا | قبی کہ فلک دوخت از ضیا و ظلام

بحق رسیده ترا تربیت جهانداری | از آن شدست مطیعت دل خواص و عوام

نه ناقه ناقه صالح نگشته بود که چرخ | بدست چون تو کسی خواستی سپرد زمام

منزه است مقال تو در صلاح جهان | ز اعتراض عقول و تصرف اوهام

نگاشت عزم تو بر چهره ثبات فلک جنبش | سرشت حلم تو در طینت زمین آرام

نفیر کوس تو بخواهد ملک را ز سماع | چنان بود که جعل را نسیم گل بمشام

دل آنکه هوس که شود راز دار خشم تو | بدست حلم تو چون موم گشت سنگ رخام

ازل بقهقهه خندد چو شیشه از شادی | چو تو بمجلس عشرت بدست گیری جام

تو آن کسی که تا کف پای تو بوسه داد رکاب | دگر سپهر بدون سر نکشد ز لگام

بپخت دشمن تو در امنیت بسی سودا | ولیک عاقبتش خشک شد بتن زحام

---

۹۱ ناقه صالح قوم صالح خواسته بود که از چیز ناقه پیدا شود که بهمان دم بچه زاید شیر ش چندان باشد که همه قوم از آن سیر شود حضرت صالح دعا کرد - از سنگ صدائی مهیب خاست - و سنگ شگافته شد و ناقه قوی هیکل پیدا شد و بهمان دم بچه زاد - اما چون آن ناقه آب همه چشمه ها می خورد علف همه چراگاه ها می چرید قوم صالح را دشوار افتاد خواستند که آن را بکشند - زنی بود فاحشه که بسیار جانور داشت - در خانه آن زن بیشتر مردم بدکار فراهم می شدند - و آن زن بآن مردم گفت که از شما کسی نیست که ناقه صالح را بکشد تا همه قوم از رنج دشمنی آن وا رهد - چند کس برخاستند و در قفای ناقه صالح رفتند که آب خورده می آمد در راه کشتند - صالح قوم را گفته بود که حفاظت این ناقه بر شما واجب باشد اگر این را کشید بر شما عذاب الهی نازل شود - قوم صالح بر گفتار صالح عمل نکردند و ناقه را کشتند - عذاب الهی بر ایشان مسلط شد و همه قوم برباد گشت ۱۲ ۹۵ جعل کرمی که در سرگین جانوران باشد - قول او که تو بخواهد ملک چنان ناگوار بود که جعل را بوی گل دماغ ۱۲ ۹۶ رخام سنگ سفید ۱۲ ۹۷ ظلام تیرگی ظلمت - تاریکی ۱۲

تو رستمی بگهِ حملهٔ پیرزالِ جهان ۔ چگونه پیشِ تو دستان زند و هر دَمِ سام

دران دیار که عنفِ تو آتشے افروخت ۔ لطیف تر ز هوا چیست کاردش بقوام

دران مقام که لطفِ تو باز و دانه فگند ۔ مسلّم است که سیمرغ را کشد در دام

دهانِ فتنه ازان تلخ شد که تیغ ترا ۔ چو نیشکر شده شیرینیِ ظفر در کام

میانِ مرکزِ عالم علم زدی تا ظلم ۔ درونِ دائرهٔ کائنات ننهد گام

بموضعے که تو بر تختِ ملک بنشینی ۔ ستاره آنجا معزول گردد از احکام

جهان ز عدلِ تو یکرویه راست شد بحیثیت ۔ نهد اساس دورویی سپهرِ نافرجام

مزاجِ سرعتِ عزم و ثباتِ حلمِ تو بود ۔ که باد را حرکت داد و خاک را آرام

بدستِ تو چو شفق تیغِ سرخ روئے هنوز ۔ سپیدکاریِ صبح و سیه گلیمیِ شام

سپیده دم چو جهان را نویدِ عید داد ق ۔ طلایهٔ سحر از بامِ چرخ آئینه دام

بگوشِ نامیه دم در دمید باد صبا ۔ گمان برم که ز عدلِ تو مے گزارد پیام

که تر و خشکِ جهان رشحاتِ اسپیدا اوست ۔ بحقِ هر یک ازین پس مگو ثنائے قیام

همیشه تا ز پراگندگیِ بناتِ النعش ۔ بود چو روزیِ اهلِ هنر درین ایام

سله عنف سختی - ن را ساکن بضرورتِ شعری کرده است ۱۲ سله دهانِ فتنه ازان تلخ گشته است که در کامِ نیزهٔ تو شیرینیِ ظفر همچو نیشکر شده است - از خوردنِ شیرینی صفرا زاید و مزاجِ صفرا تلخ باشد ۱۲ سله هنوز از دستِ تو تیغ را همچو شفق سرخرویی و ... اسپیدکاری و شام را سیه گلیمی هست ۱۲ سله بناتِ النعش - هفت ستاره اند قریب پایهٔ شرقی شمالی بنعش و نعش چهار ستاره دارد بصورتِ چهار پایهٔ و بنات و نعش مجموع هفت ستاره اند قریب قطب شمالی و آں هر هفت بگردِ قطب مے گردند ۱۲ سله زال زن پیر و نام پدرِ رستم ۱۲

جهانیان ز روزی مباد آن روزے — که چرخ جز تو کسے را برد بشادی نام
گہے بہ تخت ظفر بر بفرّخی بنشیں — گہے بہ باغ طرب در بخرّمی بخرام

در مدح ملک طغان شہ

روز جشن عرب و وقت نشاط عجم ست — شادی گرچہ فلک باعث اندوه و غم ست
خویشتن رنجہ مدار از قبل نعمت مراد — مے خور انگار کہ این نیز وفا و کرم ست
شاه انجم ز کمیں گاه افق بیروں تاخت — وقت پرداختن مدحت شاه عجم ست
قصہ ملک جم و جاه فریدوں مشنو — جام بر کف نہ و انگار کہ ایں ملک جم ست
ذکر باغ ارم و آتش نمرود مکن — آتشے برکن و پندار کہ باغ ارم ست
مے صافی روشن اگر تیره شد آئینہ عیش — بس عجب نیست کہ گیتی ہمہ افسون و دم ست
دولت شاه جہان ست کہ ماند جاوید — بر جہاں تکیہ مکن کو بہ ثباتش متّہم ست
ملک المشرق طغان شاه مؤید کہ بہ طبع — آسماں بر درش از جملہ خیل و خدم ست
آں کہ در نوبت او مطلع خورشید فلک — زیر منجوق سراپرده و ماه علم ست
واں کہ در موکب میمونش با غلغل کوس — قرع صور بہ نسبت چو صریر قلم ست
در نگنجد سخن او ز لطافت بحساب — زیں سبب نظم گہری لا رہ جذر اصم ست

جم نام جمشید … جام جم جمشید جامے ساختہ کہ احوال ہمہ جہاں … مکشوف شدے
باغ ارم باغے کہ شداد ساختہ بود ۱۲ منجوق ماہچہ علم … ۱۲ قرع ترس … آواز قلم ۱۲ جذر اصم … ۱۲ … در زبان آمده ۱۲

خسروا آبِ حسامِ [شمشیر ۱۲] تو فرو شوید پاک — هر چه بر چهرهٔ آفاق غبارِ ستم ست

بازِ بی واسطهٔ دستِ غضب محو کند — هر چه بر تختهٔ گردون ز شقاوت رقم ست [بدبختی ۱۲ — نقش ۱۲]

دولت [سله] از بهرِ طوافِ درِ تو بست احرام — که جنابِ تو ز حرمت چو حریمِ حرم ست

منتظم [سله] شد به تو احوالِ جهان جمله چنان — که مرتعِ آهوی چین بیشهٔ شیرِ اجم ست

زلف چنگ ست که در بزمِ تو با تشویش [پریشان ۱۲] ست — چشمِ ساقیست که با رونقِ جاهت دژم ست

از پیِ چشمِ بد ست این که در ایامِ بهار — خار با خاصیتِ عدلِ تو با گل بهم ست

مُلک از رایتِ انعامِ تو پُر کرد شکم — گرچه سر تا سرش از روی حقیقت شکم ست

وهم را دست بفتراکِ جلالت [مبالغه ۱۲] نرسد — گرچه نُه کرسیِ گردونش زیرِ قدم ست

نام و القابِ تو کز لوحِ زمین محو مباد — زینتِ چهرهٔ دینار و جمالِ درم ست

تا بخاصیتِ احکامِ فلک طبعِ جهان — قابلِ نیک و بد و حاملِ نفع و الم ست

دستِ حکمِ فلک از مُلکِ جهان کوته باد — دولتت را چه رسیدست فزو خود چه کم ست

در مدحِ بهاء الدین عمر گوید

یک اشتم که خمِ ابروی تو محراب ست — چرا بگردِ من از خونِ دیده گرداب ست

مرا چه [سله] با تو نشستم که بستنِ در چیست — اگر نه بختِ بد و عاشقی ز یک باب ست

سله و، احرام - حرمت - حریم - حرم صنعتِ اشتقاق ست ۱۲ سله منتظم درست - مرتع چراگاه - آهوی چین - آهوی مشکی - شیرِ اجم شیرِ نیستان ۱۲ سله اگر بختِ بد و عاشقی از یک باب نیست ایں چرا با تو نشستم تو در را برائے من می بندی - ایں از چیست ۱۲

ترا بسر و بد اندیش نیست پنداری | که سال و ماه فلک را لباس سنجابست[1]
اثر ز فضل و هنر ماند در جهان باقی (یعنی در جهان) | سبب توئی که در تو سر اسبابست
همیشه تا ز شفق گرد جیب چرخ سیمابی | بسان خنجر رستم[2] ز خون سهرابست
ز خون دل چو شفق باد جیب پیراهن تو | که کشتش از زخم خنجر تو چو سهرابست

در مدح ملک نورالدین

هر کجا تازه بخندد لب گل رخسارے | بدرخشم بشگفد از خون جگر گلزارے
عشقبازی بجهان کار چو من بیکاریست | کز چنین کار ندارم من دلشده کارے
هر دل از عشق چو هیچ نیست که تا دریابی | آب بی تیرگی و آتش بی زنگارے
گر تنے داری حاجت بیاید ناچار | ور دلے داری نگزیرد از دلدارے
اندرین واقعه شهنشاه منم در عالم | هر کسے را بجهد خویش بود تیمارے
همه آفاق درین حسرت و شب زنده را | ولی عجب تر که در آفاق ندارم یارے
چشم من چون گل گشته شد از خون اشک | تا فتادم بکف چیره کشے[3] خونخوارے
شهر بر هم زده و از غمزه والی امروز | هیچکس نے که کند دفع چنین عیارے
تا سپه بازار غمش دست بسودا[4] بردم | داستانے[5] است ز من بر سر هر بازارے

---

[1] سنجاب جانوریست که از پوست آن پوستین سازند و آن خاکستری رنگ باشد و پوستیکه از آن سنجاب نیز گویند ۱۲ مرد بدخواه تست که فلک سال و ماه لباس سنجاب پوشیده ۱۲ [2] رستم پسر خودش سهراب را بخنجر کشته بود ۱۲
[3] چیره کش آن را گویند که بسبب مردم را بکشد ۱۲ [4] دست بسودا بردن سودا خرید و فروخت کردن ۱۲ [5] داستانی من بر سر هر بازار مشهور شده است ۱۲

ز خرمی همه چمن ملک تو چنان بادا — که از شگوفهٔ پروین بود گل افشانش

۱۹ در مدح صدر جهان شرف الملک تاج الدین

شاها تویی که قبلهٔ شاهان عالم است — گردون ترا مسخر و گیتی مسلم است

مقصود آفرینش عالم تویی از آنکه — ذات مطهرت سبب نظم عالم است

هم چشم مهر و ماه بروی تو روشن است — هم جان جن و انس بیاد تو خرم است

عالم به پشت زنده که تو جان عالمی — زین غصه جان خصم تو موقوف یک دم است

هرگز نزاید از تو گرانمایه‌تر گهر — زان آسیا که [illegible] است

چون [illegible] تیغ قدر دست مبارک است — چون سجده‌گاه [illegible] است

هر جا که از حوادث گردون جراحت است — آن را ز فیض لطف تو صد گونه مرهم است

بنموده خنجر تو در احیای ملک و دین — آن خاصیت که در دم عیسی مریم است

از دین مصطفی رمقی مانده بود و بس — امروز زنده کردهٔ شاه معظم است

ای خسروی که قصهٔ یک روزهٔ رزم تو — صد سال کارنامهٔ کاوس و رستم است

آنجا که نعت صورت خوبان رود ترا — دل شیفتهٔ قد نیزه و گیسوی پرخم است

سطر ۵ گویند که وقتیکه حضرت عیسی زاد حضرت مریم زیر درخت نخل خشک نشسته بودند آن نخل سرسبز گشت و از آن رطب تازه پیدا کرد حضرت مریم گرسنه بودند از آن خوردند ۱۲ سطر ۸ خنجر تو ملک و دین را زنده کرده است ۱۲ سطر ۱۱ جایی که صورت خوبان ستوده شود دلت مائل قد نیزه و گیسوی پرچم باشد یعنی تو در جنگجو [illegible] مرد میدان هستی ذکر خوبی آن شنیدن دوست داری نه داستان جمال حسینان پرچم [illegible] ابریشم سیاه که بر سر علم بندند ۱۲

تا موم را در آتش سوزان شفیقی — از کام او برون ترود و شمع انگبین

با سرنوشت خصم تو یک تیغ گر چه داشت — صد گونه پیچ و حشو و تند درو کمین

تا عاقبت چو با صفت تو آخر او فتاد — چون تیر کرده پاس تو دندان و چو کمین

بودند قلعه ها همه پر زر و سیم و زر — از جود صرف کردی و بخشیدی آفرین

در مدح شرف شاه

آنکه بر تخت مکرمت شاه است — شرف دین حق شرف شاه است

در نگار توئی دولتش جوزا — از کمربستگان درگاه است

در پی امتثال فرمانش — دیدهٔ چرخ بر سر راه است

لفظ او بر صحیفه های مراد — کاتب نقش صبغة الله است

کوه در پیش حلم راسخ او — همچو در پیش کهربا کاه است

در نفاذ امور نتوان گفت — کمتر او را فلک بیا شناه است

پیش او حمله های شیر فلک (برج اسد ۱۲) — راست چون حمله های شیر روباه است (شیر قلم ۱۲)

دم ز رفعت بخیره کرد — طاق گردون که تیغ چتر گاه است (۱۲)

قصهٔ فاقه های من بجهان — چون ثنا های تو از افواه است

بر تو پوشیده نیست از پی آنکه — راستی از ضمیر آگاه است (مستور ۱۲)

یوسف[1] نا زدیده جنس مردم — از جفا های زمانه در چاه است

[1] حضرت یوسف را برادرانش در چاه افگنده بودند ۱۲

اعتمادم چنین از خدای قویست | زانکه ایام نیک بدخواه است
تا به تقدیر با بقای فلک | نسبت ماه و هفته کوتاه است
عمر و دولت بقای تو باد | هر چه در دهر هفته و ماه است

در مدح طغان شه گوید

رویت[1] از حسن در جهان سمرست | عقد زلفت نشیمن قمرست
زان رخ تازه و لب شیرین | همه آفاق پر گل و شکرست
تا دلم زان گل و شکر بچشید | از قضا هر زمان ضعیف‌ترست
تنگ روزی و سست کوشی او | به دهان تو و لب تو درست
عمر در عشق تو بسر بردم | دل ز حسرت هنوز در خطرست
گفتی از دست عشق جان نبری | الحق این خود بشارتی دگرست
تن[2] قضا را نهاده‌ام چه کنم | که نه بیداد تو همین قدرست
در فراق تو هر کجا که دلیست | تا به گردن در آتش جگرست
نقد رایج برستهٔ غم تو | اشک چون سیم و چهره چون زرست
عاشقان را به پنجهٔ دست آویز[3] | آه شبگیر و نالهٔ سحرست
روی من در غمت چو دامن ابر | دائم از موج آب دیده ترست

---

[1] ای برای روی تو ۱۲ [2] بر قضا راضی شده‌ام ۱۲ [3] دست آویز کنایه از وسیله و ذریعه ۱۲

با غمت دست در کمر کردم — زان دو دستم تهی شد و کمرست

چشمِ من در فراقِ چهرهٔ تو — کانِ یاقوت و معدنِ گهرست

راست گوئی که دریا صفتِ خود — دستِ دریای شاه دادگرست

شاه عادل طغانشه آن ملکی — که جهان با عطاش مختصرست

آن که نزدیکِ صبحِ مظلومان — با هم او همچو قطرهٔ مطرست

وانکه در نسبتِ جهانِ کمال — آسمان زیرِ قبهٔ او زبرست

صیتِ احسانِ او بگردِ جهان — روز و شب همچو ماه در سفرست

ظلمتِ ظلم را اشارتِ او — چو تباشیرِ صبح پرده درست

ای که خاکِ سرادقِ قدرت را — چرخ چون حلقه از برونِ درست

نیست رازی درونِ پردهٔ غیب — که نه رای ترا ازان خبرست

سعیِ تیغِ تو در معونتِ خلق — چو مقاماتِ درّهٔ عمرست

خاکِ درگاهِ تو بحکمِ شرف — افسرِ صد هزار تاجورست

آن همائیست همّتت که مقیم — بیضهٔ آسمانش زیرِ پرست

هر کجا موکبِ تو نهضت کرد — بخت چون بندگانش بر اثرست

سله دست در کمر کردن و دست به کمر کردن و داشتن، و دست بر کمر کردن دست در میان کردن و گردن در افگندن و آوردن و دست در کمر رفتن و شدن هر کدام معروف ۱۲ از بہارِ عجم سله بیضهٔ آسمان زیرِ پرش مقیم است ۱۲ عسه کانِ یاقوت باعتبارِ اشکِ خونین ۱۲ عسه معدنِ گہر بلحاظِ اشکِ سپید ۱۲ سه نہضت کوچ ۱۲ للعه اثر نشانِ قدم ۱۲ — خلیفهٔ ثانی ۱۲

تبیره زن بزد طبل نخستین — شتربانان همی بندند محمل

نماز شام نزدیکست امشب — مه و خورشید را بینم مقابل

ولیکن ماه دارد قصد بالا — فرو شد آفتاب بچاه بابل

میان دو کفهٔ سیمین ترازو — که این کفه شود زان کفه مائل

ندانستم من این سیمین صنوبر — که گردد روز خوردن زود زائل

نگارین مسند آبد کرد و کرسی — که کار عاشقان را نیست حاصل

زمانه حامل ستمگر است و لابد — نهد یک روز بار خویش حامل

نگارا من چو حال بدچنان دید — ببارید از مژه باران وابل

تو گفتی پیل شوده بکف داشت — پراگند از کف اندر دیده بلبل

بیامد آو فتان خیزان بر من — چو آن مرغی که باشد نیم بسمل

دو ساعد را حمائل کرد بر من — فرو آویخت از من چون حمائل

و گفت ای ستمگاره نگارم — بکام حاسدم کردی دغا دل

چه دانم من که باز آئی نیائی — بدان گاهی که باز آید قوافل

ترا کالای [illegible] کار — ولیکن نیستی در عشق کامل

نگارا [illegible] نگارا — [illegible] من در فنون عشق جاهل

[illegible]

ولیکن اوستادانِ مجرّب — چنیں گفتند در عهدِ اوائل

حکیمانِ زمانه راست گفتند — که جاهل گردد اندر عشق عاقل

که عاشق قدرِ وصل آنگاه داند — که عاجز گردد از هجرانِ عاجل

همیں روزے نه دانستم که ما را — سفر باشد به عاجل یا به آجل

ولیکن اتفاقِ آسمانی — کند تدبیرهائے مرد باطل

غریب از ماه بالاتر نباشد — که روز و شب همے بُرّد منازل

چو برگشت از منِ مشتاق معشوق — نهادم صبر بر یک راسنگ دل

نگه کردم به گردِ کاروان گاه — بجائے خیمه و جائے رواحل

نه وحشی دید آں جا و نه انسے — نه راکب دید آں جا و نه راحل

نجیبِ خویش را دیدم یکسیر — چو دیوے دست و پا اندر سلاسل

کشادم هر دو زانو بندش از دست — چو مرغے کش کشایندش حبائل

برآوردم زبالش تا بنِ گوش — فروهشتم هویدیش تا بهائل

چو سیّاحے که پیماید زمیں را — به پیمودا و بیابان و مراحل

نشستم بر سرش چوں تختِ بلقیس — بجست از جائے چوں عفریتِ هائل

---

۵۱ ماه را از همه سیارگان سریع السیر دانند ۱۲ ۵۲ نجیب شتر گزیده و نیک رفتار ۱۲ ۵۳ هویدا بفتح ثانی و سکونِ تحتانی و دال جهاز شتر که بمنزلهٔ پالانِ اوست و بعض بفتح اول و کسرِ ثانی گفته اند بیشتر آگنده که بر دو رکوهانِ شتر در آرند ۱۲

همی رفتم شتابان در بیابان — همی کردم یکی منزل دو منزل

بیابانی چنان سرد و چنان صعب — که از خارج نباشد هیچ داخل

ز بادش خون همی بفسرد در تن — که بادش داشت طبع زهر قاتل

سواد شب بوقت صبح بر من — همی گشت از بیاض برف مشکل

همی بگداخت برف اندر بیابان — تو گفتی داردش بیماری سل

به گرد اسم شبهای ماهی — همی برخاست از شخنای او گل

همی رفتم من اندر برف باران — همی گفتم که اللهم سهل

چو پاسی از شب تیره بگذشت — برآمد شعریان از کوه موصل

بنات النعش کرد آهنگ بالا — برآورد از کمر شمشیر هرقل

رسیدم من فراز کاروان تنگ — چو کشتی کو رسد نزدیک ساحل

بگوشم من رسید آواز خلخال — چو آواز جلاجل از جلاجل

ز ترکی دستان ترکی تو گفتی — که طاوس ست از پشته حواصل

ز بار و برگ و شاخ و سبزه زار — شده اطراف وادی چون سنابل

بهار از سبز گل بر شاخ گلبن — چنان گشته که چون گشته عنادل

بیابان آن بیابان چنان سرد و دشوار بود که هر که در آن داخل شد از آن بیرون نتوان شد ۱۲ مشکل مشتبه

عربی بوده ... مخفف آورده ۱۲ سل مرضیست که بدان انسان گداخته شود ۱۲

... شخنای ... سخت باشد ۱۲

شب پره ... شعریان ... ستاره ۱۲ سنابل جمع سنبله خوشه جو و گندم ۱۲

راست چون پیل پیش شاه رخ بعری | پیش سیر شهاب دیو لعین
تیر و اوقع لعبت گفتی | دو پیاده است بند یک فرزین
من ز فکرت فگنده سر در پیش | بر گرفته سخن ز علیین
با خرد بر طریق استدلال | بحث می کردم از علوم یقین
گاه گفتم ازین یکی مبدع | چند ابداع می کنی تعیین
در چه مبدع یکی بهی ابداع | صورت مبدعات نیست چنین
گاه ترتیب آفرینش را | بر طریق تماثل و تبیین
صد ره پایان دهر می جستم | خالی از نسبت شهور و سنین
همچنین منتهی خرد می کرد | نیک بهتر عبارتی تلقین
شمه از حقائق اکوان | نکته از دقائق تکوین
تا بوقتی که دست صبح گشاد | از فلک عقدهای عقد پروین
برکشید آفتاب رایت نور | تا در جرم خاک را تزیین
وز دگر سوی نیز دلبر من | برگرفت آن زمان سر از بالین
بتعجب نگاه می کردم | از فروغ رخ و صفای جبین
ذره از آفتاب فرق نداشت | ماه من چو بطرق مشک آگین

سلہ آنکہ پیل اول باصطلاح شطرنج بازان مہرۂ کہ میان شاہ خود و رخ حریف حائل سازند برائے حفاظت شاہ ازگشت ۱۲ سلہ اگرچہ یک مبدع از سر نو پیدا مے کنند اما مبدعات چیزے است کہ از سر نو پیدا کردہ شدہ اند ہمہ یکساں نیستند سبب آں چیست ۱۲ سلہ اکوان جمع کون موجودات ۱۲

لیکن از بس غبار محنت و غم | که نشسته بدیدهٔ حسرت تسکین
درمیان دو آفتاب مرا | گشت تاریک چشم عالم بین
هم در آن لحظه صورت اقبال | بزبان فصیح و لفظ متین
گفت بر خاک سدّه که از دست | سده را مانند خاک بی تمکین
(آستان ۱۲) (قدر ۱۲)
خیز و یک دم چنان که من همه عمر | بر طریق ملازمت بنشین
تا ز برج فلک طلوع کند | طلعت آفتاب روی زمین
خواجهٔ روزگار صدر جهان | شرف ملک و تاج دولت و دین
آن که خورشید چهره بر چیند | گر در ابروی او ببیند چین
وان که گردون بکام باز کشد | چون کند مرکب عزیمت زین
وان که ارکان هفت گردون را | سدّ اقبال اوست حصن حصین
(دیوار ۱۲)
دست افتادگان حادثه را | دامن جاه اوست حبل متین
(استوار ۱۲) (رسن ۱۲)
از بر خوان بی نیازی او | شکم آگنده تر ز عرش و نشین
کبک در عهد کامرانی او | کین بسر سا نخواست از شاهین
ای به نوبت غبار موکب تو | بسته میدان سپهر را آذین
(آرایش)
وی ز شکرستان زبان اهل هنر | گشته چون کام نیشکر شیرین

سلہ بفتح الفتح و ثانیہ مشدّدہ ... ۱۲ از شرح نصاب سلہ سنین یعنی سال و معنی ... قحط و افلاس ۱۲ شرح نصاب

چشمِ شوخش که روزگار وش است — خیلِ سنبلش که آسمان آساست
در جفا و ستم چنان شده اند — کاینچه ایشان کنند عین قضاست
جورِ ایشان ز حد گذشت کنون — نوبتِ عدلِ زبدة الوزراست
صدرِ عالی بهاءِ دین بوبکر — که از او مُلک را هزار بهاست
آن که در فیضِ بیشِ احسانش — از خجل ماندگان یکی دریاست
وان که بر آستانِ میمونش — از کمربستگان یکی جوزاست
مسندِ قدر و کامرانی اوست — که نه بر دست قبهٔ خضراست
پیشِ خورشیدِ همتش خورشید — از خجالت چو دیدهٔ حرباست
چرخ را از امتثالِ فرمانش — در ره دو تک مقصدِ اقصاست
همتِ اوست عالیی که درو — هر دو عالم چو ذره ناپیداست
ای خضر سیرتی که همچو کلیم — در معانی ترا ید بیضاست[۱]
گر زبانِ قضا فرو بندد — نوکِ کلکِ تو ترجمانِ قضاست
ور کمینِ فنا گشاده شود — دولتت در حمایتِ بقاست
نام و آوازهٔ نکونامیِ تو — در جهان همچو صبح پیداست
از نسیمِ صبای دولتِ تو — گلبنِ مملکت به نشو و نماست

---

۱ ید بیضا معجزهٔ حضرت موسیٰ بود که چون دست را به گریبان فرو افگنده بر آورده دست مثل آفتاب روشن می‌شد ید بیضا کنایه از دستگاه کامل ۱۲ منه دریں جا چیزی مجاز مرسل است ۱۲

فتنه در عهد باز انصافت — از اسیران چنگل عنقاست

ای فلک در هوای تو یکتا — پشتم از بار منّت تو دوتاست

گر ز تنهاییم کنی سبب آنکه — از منست هیچ الناس چراست

من به مدحت زبان نداده هنوز — کرمت عذر صد قصیده بخواست

نفرتی داشت خاطرم از شعر — زانکه آن نقش منصب فضلاست

عزم مدحت تو بود ارنه — شاعری از کجا و بنده کجاست

زان که خلوت سرای قدرت را — جای من در مقام او ادناست

چون تفاخر کنم بشعر ارچه — نام من در جریدهٔ شعراست

شعر در نفس خویش هم بد نیست — نالهٔ من ز خست شعر کجاست

تا اسیران دست حادثه را — آسمان قبلهٔ نیاز و دعاست

ورد هر دم دعای جان تو باد — کاستان تو آسمان ثناست

در مدح بوبکر محمد

خسروا وقت می گلفامست — رونق عیش در بهار ایامست

باغ پر مطرب خوش الحانست — دشت پر شاهد سیم اندامست

در جهان نکهت انفاس صبا — همچو انعام شهنشه عامست

لاله را سوز دل اندر سینه — غنچه را شادی جان در کامست

له قوله بی تکلفی ... ادا و نے دریں جا یا ! بزرگی مراد و دانشمند ۱۲

میدان تو تخت را معسکر — ایوان تو عدل را مخیم

اقبال تو هم زبده فطرت — چون معجزه مسیح مریم

هر جا که زدی به عنف زخمی — لطف تو برو نهاد مرهم

عفو و تحفظت مزاج زنبور — آمیخته با لعاب ارقم

تقدیر حروف کن فکان را — در نوک سنانت کرده مدغم

وز کشف عبارتت نمانده — بر لوح وجود رمز مبهم

از رشک کمند دیوبندت — دیوانه شده روان رستم

وز غیرت آستان عالیت — پوشیده فلک لباس ماتم

با گوهر پاکت از خجالت — بر خاک نشسته آب زمزم[۵۱]

هر جا که رسیده موکب تو — از تیغ شنیده خیر مقدم

بر درگه تو امید را فال — نا آمده جز اصبت فالزم

ای گشته چهار فصل گیتی — از عدل تو چون بهار خرم

در عهد تو هیچ گوش نشنید — فریاد مگر ز زیر و از بم

---

۵۱ زمزم چاهیست نزدیک کعبه چون حضرت ابراهیم زن و پسر خود هاجره و اسمعیل را بوادی غیر ذی ذرع که الحال در آن جا خانهٔ کعبه است بگذاشت و اندکی از آب و طعام داده برگشت پس از آنچه که آب و طعام بود تمام شد حضرت اسمعیل در آن هنگام شیرخواره بودند هاجره حضرت اسمعیل را گذاشته بجستجوی آب رفته بود حضرت اسمعیل از فرط تشنگی پا بر زمین میزد و از آن زمین آب جوشید چون هاجره باز آمده دید که آب جاری بود [illegible] چون [illegible] کرده [illegible] زمزم خوانده شد ۱۲

عدلت نگذاشت راستی را — جز در سر زلف نیکوان خم
در مدت یک دو مه کم و بیش — صد دشمن پیش کرده کم
در موسم فتح زآب تیغت — از مرکز خاک بگذرد نم
بر روزن قبهٔ جلالت — گردون طبقی بود مهدّم
یک چند ز دیو مردمی خصم — پنداشت که یافت نام اعظم
خود کوری دیو را سلیمان — باز آمد و باز یافت خاتم
دشمن چو تو کرد ملک تسلیم — زین کار ترا شود مسلّم
تا پست نگردد از حوادث — بنیاد بقای نسل آدم
هموار بنای دولتت باد — چون قاعدهٔ سپهر محکم

در مدح ابوبکر بن محمد

چون برفراخت خسرو سیارگان علم — در خاک پست گشت سراپردهٔ ظلم
صبح دوم گرفت جهان کوچ را ازان — کاندر هوای شاه نزد جز بصدق دم
یک یک ز بیم خنجر خورشید اختران — همچون مخالفان شهنشه شدند کم
بهر وثیقهٔ آسمان اثر تیرگی نماند — الا ز گرد موکب فرماندهٔ عجم
دارای عهد نصرت دین کز شکوه و قدر — شاهی که بر معارج گردون نهد قدم
سلطان نشان اتابک اعظم که عدل او — دارد [illegible] ظلمت از [illegible] چون [illegible]

پست گشتن سراپرده یعنی فرو افتادن [illegible] ۱۲

بوبکر بن محمد کرفسر طغتش — زینت گرفت افسر کسرے و تخت جم

دریا بہ دستگاہِ فراخش زند مثل — گردوں بآستانِ بلندش خورد قسم

اے مہر و ماہ بستہ از قبل طاعت آمدہ — در حلقۂ حواشی و در زمرۂ خدم

ذاتِ معظم تو سپہریست از علو — طبعِ مبارکِ تو جہانیست از کرم

وقتے کہ دیگراں بہ چشم التجا کنند — گردِ تو از معونتِ یزداں بود حشم

آں را کہ زیرِ دامنِ توفیق پرورند — از گرم و سردِ چرخ بدو کے رسد الم

گیتی بہ موجِ خوں بود صد بار غوطہ خورد — ہرگز زمینِ ملکِ تو در خود ندید نم

صد رہ فلک بخاک فرو رفت و کس ندید — بر دامنِ مرادِ تو ہرگز غبارِ غم

تا گرد دستِ حکمِ تو محکم بنائے ملک[11] — ہر لحظہ با عنانِ تو فتحے شدست ضم

بر تو بدل چگونہ گزیند جہاں کہ ہست — عہدِ تو ہمچو موسمِ اقبال محترم

روشنیِ فلک سیہ شود آنگہ کہ رائے تو — بر چہرۂ زمانہ ز عصیاں کشد رقم

پہلو تہی کند اجل از تیغِ تو ولیک — از دشمنانِ دولتِ تو پُر کند شکم

ہر کس کہ چوں قلم بزد و پیشِ تو بسر — تقدیر بر جریدۂ عمرش کشد قلم

خصمِ ترا زمانہ بہ تعجیل مے برد — از عرصۂ وجود شود سوئے حیزِ عدم[12]

از حضرتِ تو تیرہ شود ساحتِ سپہر — وز مجلسِ تو رشک برد روضۂ ارم

---

[11] بدون آں کہ دستِ حکمِ تو بنائے ملک را استوار کند فتح ہر لحظہ با عنانِ تو آمیختہ شدہ ۱۲

[12] حیز کنارۂ ہر چیز و مکان ۱۲ — ۱۰ اے عوض تو جہاں چگونہ اختیار کند.

شاها! زمانه تیغ ستم را آب داد / زان تیغ آب رنگ بریخت آن ستم

بیم ست کز تغابن[1] این چرخ نیلگون / خون فسرده جوش زند در رگ بقم

زین پس مکن بر انجم و افلاک اعتماد / کانجم شدند خائن و افلاک متهم

شمشیر تیز داری و بازوی کامگار / گرد از فلک برآور و از روزگار هم

تا چرخ قد خمیده نگردد تمام راست / در قامت مراد تو هرگز مباد خم

چون گل همیشه بادی خندان و سرخروی / خصم تو چون بنفشه سرافگنده و دژم

در مدح بوبکر بن محمد

زهی نظیر تو چشم زمانه نادیده / سیاست تو بسر گوش چرخ مالیده

خرد که هر دو جهان نافذست فرمانش / بر آستان تو جز بندگی نورزیده

ستارگان که در آفاق سرآمده‌اند / ز حکم خط تو یک لحظه سر نپیچیده[2]

بگشته صورت اقبال گرد جمله جهان / هزار باره و آنگه دیده تو بگزیده

ز سنجق[3] سپه تو نور فتح می‌آید / چو روشنائی چشم از سیاهی دیده

محیط چرخ سراپرده ایست جاه ترا / درو بساط مراد تو گسترانیده

چه گویمش که سپهر پرستاره و ماه / ز حسن بر فلک و آفتاب خندیده

بقصر دولت این قصر همچنان الله / که مثل او نه بدیدست کس نه بشنیده

---

[1] تغابن یک دیگر را در زیان افگندن ۱۲ [2] سرپیچیدن نافرمانی کردن ۱۲ [3] سنجق بلغت رومی بمعنی علم و نشان فوج ۱۲

زمانه رنگ ز دیوار و سقفِ او چو چگل — برائے زینتِ رخسارِ حور دزدیده

درو بوقتِ قدومِ مبارکت مه و مهر — ز زیرِ پایه چو طفلان ستاره برچیده

ز رشکِ شغلِ صحن و هوائے سقفِ درو — همی نماید اسرارِ غیب پوشیده

از آن زمان که وی ش را مثل زدم به سپهر — سپهر یکسره گردن ز فخر مالیده

بخفته در کنفِ او بامن و آسایش — جهان که از ستمِ روزگار ترسیده

ز غیرت و حسدِ سقفِ ازرقش صد بار — سپهرِ ازرق بر خویشتن بجوشیده

تصویر قصهٔ قصرے بدین درازی چیست — نباشد این نمط از عاقلان پسندیده

حدیث کوته و شیرین بگو که این خاصیت — عنایتِ ملکش بر فلک رسانیده

همیشه چشمِ شهنشه بروشنی تن باد — جهان بشادیِ او جامِ مهر نوشیده

در مدح طغان شه

اے قصرِ عرش را ز معالیت کنگره — حزمِ تو کرده مرکزِ آفاق دائره

در طلعتت نجوم افق را مطالعے — در منظرت سعود فلک گشت ناظره

چون منشیِ ضمیرِ تو گیرد قلم بدست — برجیس بر زمین زند از رشک محبره

زان روز باز حجتِ عدلِ تو قاطع است — کاندر زبانِ خنجرِ تو در محاوره

انکارِ دولتِ تو کسے را مسلم است — کز عقل و شرع برگشته اندر مکابره

سله محبره دوات ۱۲ سله مکابره بزرگیِ خود بر دیگرے ثابت کردن و معارضه و غلبه و جنگ کردن باکسے ۱۲ سله ناظره بیننده ۱۲

شوریده مزاج خصم تو زان دیر پر کشید | کز دیگ عشوه داد سپهرش مزوره
باطنی طاعت آن نفس از نهاد خصم | کاسیب قهر تو دهدش تنگ چنبره
در تنگنای معرکه گردون تند را | از صدمت رکاب تو باشد مخاطره
تا برکفت نتیجهٔ احسان نشسته اند | هر دم زمانه را کند از سر مصادره
از بهر مرکب تو که نعلش ستد هلال | شد کهکشان چو آخر و گردون چو توبره
خورشید را که از حشمت یک سواره ایست ق | قانع بدیده بانی این سبز منظره
این جرأت از کجاست که با چون تو راعیئی | از مرغزار چرخ رباید یکی بره
چندان لقاست باد که هنگام حصر آن | عاجز شود محاسب وهم از مؤامره

در مدح شاه جهان اردشیر

هزار توبه شکسته است زلف پرشکنش | کجا بچشم در آید شکست حال منش
دل شکسته اگر زلف او برافشانی | کم از هزار نیابی بزیر هر شکنش
هزار دیده زحسرت سپید گشت چنانکه | فرج نیابم ازان رو چو بوی پیرهنش

۵ آفتاب که از خدام تو یک سواره ایست بر نگهبانی فلک قناعت کرده او را این جرأت نیست که پیش چون تو شبانی از سبزه زار چرخ یک بره بربایند ۱۲ ۵ مؤامره مشاورت کردن ۱۲ ۵ زلف پرشکنش هزار توبه شکسته است شکست حال من کجا بیند ۱۲ ۵ اگر تو زلفش برافشانی بزیر هر شکنش کم از هزار دل شکسته نیابی ۱۲ ۵ درین شعر تلمیح است که چشم یعقوب بفراق یوسف سپید گشته بود چون برادران یوسف پیرهن یوسف را از مصر کنعان آوردند و حضرت یعقوب بوی آن پیرهن شنید دیدگانش روشن شدند ۱۲

چنیں کہ با سرِ زلفت روانِ من خو کرد ‏ ‏ چگونہ الف بود در رہِ حشر پایندش

ہمیشہ اشک چو باراں ز دیدہ مے بارم ‏ ‏ مگر کہ تازہ بماند رُخِ چو نسترنش

دلم ز چاہِ زنخدانِ او چگونہ رہد ‏ ‏ چو دست در نتواں زد بعنبریں رسنش

درآبِ دیدۂ من غرق شد چو نیلوفر ‏ ‏ خیالِ قدِّ چو شمشاد و روئے چوں سمنش

ازاں چو دائرۂ غم درمیاں گرفت مرا ‏ ‏ کہ راہ نیست خرد را بہ نقطۂ دہنش

عجب تر ایں کہ بباید کشادہ ہر ساعت ‏ ‏ بہ مدحِ شاہِ جہاں اردشیرِ بن حسنش

خدایگانے کہ اقبالِ سرمدی داد ست ‏ ‏ بدستِ حکم عنانِ ممالکِ زمنش

سہیل اگر نہ ز دیوانِ او برد خلعش ‏ ‏ مثالِ عزل دہند از ولایتِ یمنش

گر شہاب نہ با نامِ او رود بفلک ‏ ‏ میانِ راہ بہ دم بفسرند اہرمنش

گر نسیمِ خلافش رسد بہ مہر گیا ‏ ‏ چہ طعنہا کہ تواں زد بہ سبزۂ دمنش

بے مثالِ ترا بر زمانہ آں قدرت ‏ ‏ کہ پست کردہ بکلی بناۓ مکر و فنش

ملک ز دستِ تو بر کائنات مشرف بود ‏ ‏ بشرطِ آں کہ برافتد قواعدِ فتنش

دوں نیاید ازاں عہد لاجرم تا حشر ‏ ‏ نہاد قہرِ تو بر سینہ آتشِ لگنش

۱؎ نیلوفر را بہندی کنول گویند رستنی ست کہ در آب روید و برگش ہموارہ بر روئے آب می ماند ۱۲ ۲؎ سہیل ستارہ ایست کہ در یمن تابد کہ از تابشِ آں عقیق پیدا مے شود ۱۲ ۳؎ شہاب ستارہ مانند چیزے کہ مثلِ انار بر فلک دوراں مے شود و آں رجم شیاطین است ۱۲ ۴؎ مہر گیاہ گیاہیست کہ بہندی لکھمنی گویند بیخ آں بصورتِ انساں باشد۔ ہر کہ بیخ آں را با خود دارد ہمہ خلق برو مہرباں باشد و او را ہمہ مردم دوست دارند بعضے آفتاب پرست (سورج لکھمی) را گویند ۱۲

دل همی خواهد از آن پسته که شکر گیرد ... جان همی خواهد از آن لعل که گوهر گیرد

چشم من از پی طوف کرت هر لحظه ... ای بسا گوهر ناسفته که در زر گیرد (کنایه از اشک ۱۲)

پسته تنگ تو (کنایه از دهن ۱۲) از بهر علاج دل من ... ای بسا گل و برد شگفته که به شکر گیرد

جان من وقت بخور سر مشکین زلفت ... از دل و سینه من مجمره آتش گیرد (آتشدان ۱۲)

سرو تو بو ز سمن دارد و دل می خواهد ... که از آن سرو قدت بوی سمن برگیرد

تن من شد رسن زلف تو چنین چه شود ... گر رسن باز دلم گوشه چنبر گیرد (حلقه ۱۲)

دمم هر روز گرم چون به تو در نگرفت (اثر نه کرد ۱۲) ... آه هر صبحی سحر دم به تو کی در گیرد

هر که خواهد که سمن بار دهد سرو ترا ... باید یار چو تو سرو سمن برگیرد

در رکاب غم تو دل بمرادی نرسد ... گر نه فتراک شهنشاه مظفر گیرد

چرخ ازین خیمه زر بافته سیم طناب ... بر سر فرق فلک سایه تو افسر گیرد

شاه مشرق آنکه اگر حکم کند آهو را ... از سر قوت دل پای غضنفر گیرد

آن شهنشاه هنرمند که چون صبح دوم ... ملک عالم به یکی ضربت خنجر گیرد

چو سکندر بود آن روز که بر تخت شود ... آب حیوان کشد آنگاه که ساغر گیرد

ای فلک قدر اگر از تو اشارت یابد ... نسر طائر سر تیر تو به شهپر گیرد

ماه ازین بحر گران مایه ناسفته درر ... گردن مرکب ترا سلسله زیور گیرد

---

۱ از پسته وصل کنایه از لب و از شکر و گوهر کنایه از بوسه کرده ۱۲ ۲ صبح کاذب در آخر شب پیدا شده از افق مشرق بلند شود خنجر پیدا آید ۱۲ ۳ چه گر کس در این تیر نسند تا روانی آن بیشتر گردد ۱۲

تا یقین ست بر جهان کہ شیر شمشیر — خصم بی صد شکند آهوئے سبے گیرد

تیغ قهر تو چنان باد که خاقان شکند — شیر صبح تو چنان باد که قیصر گیرد

(سپیده صبح ۱۲)

در مدح ابوبکر محمد

اگرچه فرّ و جاه و قدر ست ای همایون بارگاه — در حریم حضرت جمع آمد از اقبال شاه

بر فضای ساحت قدر تو گردون است تنگ — در جناب کبریای تست گیتی را پناه

در ازل چون نقش بست نگین تو برزد نقشبند — دولت اندر آستانت کرد خود را جایگاه

شیر شادروان تو از روح گیرد شکار — آهوی ایوانت از خلد برین جوید گیاه

صبح و شام از خادمان خاص درگاه تواند — از پی کار است آری این سپید آن سیاه

هر که اندر سایهٔ خورشید ایوانت گریخت — ایمن ست از خود گر افزون دارد از انجم گناه

هر که خاک درگهت را تاج سر سازد بطوع — زیبدش کز روی نخوت بر فلک ساید کلاه

گرچه گردون صد هزاران دیده دارد باز بست — از سر غیرت نیارد کرد در پیشت نگاه (نتواند کرد ۱۲)

پیشگاهت گردنان را داده تمکین سجود — تا کنند از خاک درگاهت تو تزئین جباه

گر ملوک هفت کشور بر درت حاضر شوند (پهلوانان و سرداران ۱۲) — از سگان پیشگاهت حشمت اندوزند و جاه

ور بجویند با جهان آئینهٔ فریدون و جم (بازگشته ۱۲) — پرده داری کے دهد شان را درون پرده راه

بر سر پیچ دعوئ من کاسه انت چاکر ست — ار گواه عدل خواهی عدل شاهنشه گواه

ط تنبیه کے نونه که پیش از بیاض عمارت کشند و یعنی نقشهٔ تصویر که هنوز دران رنگ آمیزی نکرده باشند و یعنی گردهٔ نقاشان که بر کاغذ اندوده یا سپیده وغیره می گذارند ۱۲ نقاش دران پرده دشا ۱۲

این که می‌پرسند خاکِ درگهت اجزای انس از جدارِ تست گوئی باز قدرِ پادشاه
خسروِ جمشید فر کیخسرو گیتی ستان شاهِ کیوان قدر گردون منصب انجم سپاه
آن که اسپش گر ز راهِ کهکشان آخر کنند خوشهٔ گندم شود در خرمنش خورشید ماه
صدمهٔ پاسش گران سوئے جهان سیل ار رسد در دو چشمِ آفرینش کرد کحلِ انتباه
شاد باش ای شاهِ حیدر تربیت بوبکر نام دیر مان ای خسروِ دریادل و کان دستگاه
گر ز دولت رسیدی تو بپایه کز شرف درگهت را عرصهٔ آفاق نزیبد پیشگاه
باش کین نسبت نیست با جلالِ قدرِ تو اوّلِ عهد از خروجِ یوسف است از قعرِ چاه
تا جهان برپای باشد در جهان برپای باش باده نوش و جام گیر و جان فزا و خصم کاه
شاد بنشین اندرین فرخنده اقبال آستان کام جوی و کامیاب عیش ساز و جام خواه

در مدح ابوبکر محمد

نوبتِ ملکت شها بر هفت گردون میزنند ملکِ عالم را بفتوی قالِ فریدون میزنند
در ازل دائم زدند و تا ابد خواهند زد تا نپنداری شها کین نوبت اکنون میزنند
کاتشکده بر فلک بود که دیده چشمِ خلق کین سه نوبت هفت کوکب بر فلک چون میزنند
نوبتِ اوّل بهنگامی که در طشتِ افق تیره شب را جامه پنداری بنیلی میزنند
نی غلط گفتم سحرگاهی که نقاشانِ صبح نقشِ تارِ پرنیان گویا بر اکسون میزنند
وان دوم نوبت نمازِ شام و هنگامِ غروب کز شفق گوئی هوا را جامه در خون میزنند

۱ه انتباه خبردار بودن ۱۲ ۲ه اکسون نوعی از دیبای سیاه ۱۲

وان سوم نوبت بگاهِ آن که بالا شد زمین | سایه بانِ نیلگون بر دوشِ گردون میزنند (کنایه از فلک ۱۲)

تا هم چو بلبل از شکوهِ تو تنش کان درست | طبل بازِ هیبتت بهرِ شبیخون میزنند

یا ز شوقِ نوبتت دانا دلانِ روزگار | طعنه در سر نوبتی صد نوبت افزون میزنند

شد همایون عهدِ تو عهدے که شاهانِ جهان | لافِ داد و دین ازین عهدِ همایون میزنند

ربعِ مسکون ار چه شد آباد از جمِ زمین (آباد ۱۲) | زان که لشکرگاهِ تو بر ربعِ مسکون میزنند (دنیا ۱۲)

کوه و هامون فخر دارد بر فلک تا در جهان | بارگاهِ عالیت بر کوه و هامون میزنند

هست اتابک اعظمی در مملکت میراث تو | صورتش زیبا که بر طغرائے همایون میزنند (مبارک ۱۲)

مے بیادت باکرامت کرده مدغم می خورند | زر بنامت با سعادت گشته مقرون میزنند

مسند آراست ز شاخِ سدره بر تر مے نهند | خرگهِ قدرت ز طاقِ چرخ بیرون میزنند

تا خبر در ملت از قولِ پیمبر مے دہند (حدیث ۱۲) | تا مثل در حکمت از گفتِ فلاطون میزنند

رسمِ این نوبت برونق در جهان پاینده باد | تا بدرگاهِ تو پیوسته موزون میزنند

در مدحِ طغان شہ محمود

شبی زلفینِ عنبر بار بر گوش | حدیثا ما نیاری هیچ در گوش (نشنوی ۱۲)

خروشش باز خواری ناشنوده | چرا خسپیده ای زلفین بر گوش (مشغول ۱۲)

چو من با تو سخن خواهم که گویم | نداری اے عجب گوئی مگر گوش (گوش نداری است نشنوی ۱۲)

سلہ دُرِ مکنون - مکنون بمعنی پوشیده، چون گوہرِ قیمتی و خوش آب را بہ نفاست پوشیده دارند لهذا گوہرِ خوش قیمتی را بنابرآن
گوہرِ مکنون و دُرِ مکنون گویند ۱۲ سلہ کنایہ از تیرگیِ شب ۱۲

چو تو با من سخن گوئی بشادی | چو مرزنگوش[1] کردم سر بسر گوش
بر احوال من سرگشته شاید | کزین بیچاره داری ای پسر گوش
مرا کز جور تو نالان چو نایم | چه مالی چون رباب ای سیمبر گوش
رسد از تو بگوشم مژدهٔ وصل | اگر ممکن بود جای بصر گوش
سگ کوی تو باشم گرچه پیری | بر در پیر بازیم چون خواب خرگوش
تو فارغ پنبه اندر گوش کن خوش | خروش ما فلک را آب در گوش
مرا بی طلعت تو باد تر چشم | مرا بی نغمهٔ تو باد کر گوش
بخنده آن زمانم لب شود باز | که از آواز تو یابد خبر گوش
ز دیدار تو گردد پر قمر چشم | ز گفتار تو گردد پر شکر گوش
کشی در گوش حلقهٔ مهر و مه را | چو آرائی بمروارید و زر گوش
زگوشت حلقه یابد زینت حسن | بلی از حلقه یابد زیب و فر گوش
اگرچه گوشوارت نغز و زیباست | از و زیباترست و نغزتر گوش
اگر چشم تو با گوشت بجنگ ست | که دارد چشم تو تیر و سپر گوش
زره پوشد ز زلفت زانکه باشد | ز تیر غمزهٔ تو پر حذر گوش
رسید آوازهٔ عشق من و تو | چو مدح خسرو غازی بهر گوش
شه آفاق سلطان شه که دارند | به امر او[2] ملوک بحر و بر گوش

[1] مرزنگوش در اصل مرزه گوش (مرزه بمعنی موش) چون برگش شبیه گوش موش باشد لهذا باین اسم موسوم شد نوعی از ریحان که خوشبو می‌باشد و بهندی آنرا دونه گویند ۱۲
[2] گوش داشتن یا مرے متوجه شدن ظهیر ۱۲

جہانگیرے کہ از اخبارِ فتوحش — شہاں را ہست دائم بر درِ گوش
نہ چوں او دیدہ ہرگز بادشہ چشم — نہ مثلِ او شنیدہ داور گوش
سمندش چوں کند جولاں گہِ رزم — بخواباند ز ہیبش شیرِ نر گوش
بیارایند چوں خوباں بحلقہ — ز نعلِ مرکبش ہر تاجور گوش
نیابد بے لقائے او ضیا چشم — ندارد بے ثنائے او خبر گوش
درِ او شہرہ آمد خسرواں را — چناں کآواز را شد رہگذر گوش
روانش الکنِ الہام و وحی است — چو لحن و صوت را جائے مقر گوش
ایا نشنودہ ہرگز کس بعالم — شہے چوں تو بہ نیکوئی سیر گوش
خلاصہ از چہار ارکاں تو گشتی — چناں کز پنج حس شد معتبر گوش
تو محمودی بنام و ملک محمود — بگیری زود شاہا بیشتر گوش
ز الفاظِ تو اے دریائے افضال — صدف کردار گشتہ پُر دُر گوش
جہاں دانستہ چوں بازداری — بہ اہلِ فضل و اربابِ ہنر گوش
ازاں شادی کہ مرغِ نظم را صید — کند ہمت برآوردست بر گوش
نہ بہرِ خدمتت صورت مدیحت — کشادہ دیدہ و بستہ کمر گوش
الا تا دیدہ بانِ تن بود چشم — الا تا حجرۂ سر راست در گوش

؎ گوش خوابانیدن کنایہ از در زیدن ۱۲ ؎ گوش داشتن متوجہ باشش ۱۲ ؎ گوش داشتن متوجہ باشید ۱۲ ؎ در بمعنی دروازہ ۱۲

بفرمان تو باد خسروان را ز حد قیروان تا باختر گوش

در مدح محمد بن علی اشعب

ای ماه سرو قامت و ای سرو ماه روی وصل تو تا نموده مرا چند گاه نهد روی

گشته تنم ز نالی چنبر و بر هوای تو با شکل سرو قامت و با نور ماه نهد روی

آبی حجاب دیده بر روی تو نگاه کرد پر ز آب دیده وار دو ایوان بگاه نهد روی

آئینهٔ دلم سیه از آه سینه شد آئینه را سیه شود آری ز آه نهد روی

بگرفت خلقهٔ دلم اینک سپاه عشق دارد بسوی عالم جان آن سپاه نهد روی

در وهم نا سپاس عشق تو زر دست و بس بود بر وفق آن حدیث که گفتم گواه نهد روی

در خوبی تو از لطافت محض آفریده حق زان خوبتر که داری جانان بخواه نهد روی

اندر شب فراق تو شاید که روز وصل بنمایدم ز چاه مقنع چو ماه نهد روی

جانی مرا که عاجز هجران تست نیست جز بر بارگاه مجلس عالی پناه نهد روی

فرخنده مجلس ملک سپهر دول که هست ایام را ز هیبت او هیچ گاه نهد روی

عالی محمد بن علی اشعب آن که بخت بنمودش از دریچهٔ تمکین شاه نهد روی

با روی و رای او بجود مهر و ماه را زیبا نبس بجز نهادن تاج و کلاه نهد روی

قیروان بالفتح نام شهریست در منتهائی ملک مغرب در نواحی افریقیه ۱۲ روی نهادن توجه کردن ۱۲
چاه مقنع بسحر ساخته ماه از چاه بر می آورد که نخشب و کش وغیره از وی روشن می شد که آن را ماه مقنع نیز گویند ۱۲ روی نمودن چیزی آشکارا شدن ۱۲

اقبال با جلالت قدرش سپیدکار[1] | خورشید بی عنایت رایش سیاه کردی
افگنده بر موافق او عیش و بهره چشم | پوشیده از مخالف او عزّ و جاه کردی
شرم از گناه باشد و خورشید درکشد | هر شب ز شرم طلعت او بیگناه کردی
ای پشت دین و دامن حق بارگاه تو | بخت و امل نهاده بدین بارگاه کردی
راهی که موکب تو بر آن جا گذر کند | اقبال برنگیرد از آن خاک راه کردی
چون روی عدا چو روزهٔ ایوب روشن است | خصمت ترا نموده گهی پشت و گاه کردی
جانی سپیدکار حوادث ز عدل تو | دارد همی شگفته ز مردم گناه کردی
تا خسروان ملک و ملوک زمانه را | باشد مدام تازه به دیهیم و گاه کردی
از گردش زمانه حسود ترا مباد | جز روزگار ناخوش و عیش تباه کردی

در مدح محمد بن علی اشهب

آن که بحق داور زمان و زمین است | خسرو پیروز بخت نصرة الدین است
حامی اسلام به تمکین که چو گردون | مرکب اقبال او همیشه بزین است
آن که در اطراف ملکش از پی طاعت | خسرو انجم کمینه قلعه نشین است
وان که ز بهر نثار موکب قدرش | دامن افلاک پر از دُرّ ثمین است
دولت و دین را برای دفع حوادث | نام بزرگش همیشه نقش نگین است

---

[1] سپیدکار صالح و متقی ۱۲ [2] کذا زوسه نهادن متوجه بوسه شدن ۱۲ [3] کذا تو گرفتن جستی زد و پوشیدن ۱۲ [4] کذا خسرو انجم کنایه از آفتاب ۱۲

پیش کفش او به نیم ذره نسنجد — هر چه در احتشام بحر و دفین ست

رایت یک روزهٔ بخشش او را — هر چه بس افگنده شهور و سنین ست

عرصهٔ جاهش ورای بحر محیط ست — پایهٔ قدرش فراز چرخ برین ست

همت او بهر زمان بچه بخشد — صدره چندانکه طول و عرض زمین ست

روی بهر جا کرا آورد او را — دولت و اقبال بر یسار و یمین ست

محض سعادت او را بود که ندارد — دست ز فتراک او که حبل متین ست

صورت دولت سزد که باز ندارد — پایهٔ زورگاه او که حصن حصین ست

چشم فلک خیره شد ز نور جبینش — فرّ الهیست آن نه نور جبین ست

ای ملکی کز نسیم خلق تو دائم — مغز فلک همچو نافهٔ آهوی چین ست

ملک ترا آن نهایتست که آنجا — بیشهٔ چرخ از صفت [illegible] ست

دعوی شاهی ترا رسد بحقیقت — لاف سر پنجه کار شیر عرین ست

دشمن تو چون جبال برد که خدنگت — پیش سپرش چون [illegible] کمین ست

دین حق را از تو یافته است مقوی — لاجرم است روز و شب فدای یمین ست

ملک تو از گردش زمانه مصون باد — آن که بکار آید از زمانه همین ست

در مدح محمد بن علی

[illegible] ز خرگاه چین ز روی بصحرا دارد — سر همه خوردن این گنبد مینا دارد

ع [illegible] ۱۲

سبزه چون تازگی افزود به سرسبزی سال — گلبن فتح ملک سر به ثریا دارد

تاج بخش ملکان شاه جهان نصرة دین — که همه تاجوران منصب اعلی دارد

خسرو فیروز که به فتوای محمد نسبی — شش سپه بارگه گنبد خضرا دارد

بخت بیدار و فلک یاور و اقبال مطیع — مملکت بین که چه اقبال مهیا دارد

در چنان باغ سعادت که گل فتح شگفت — شاید ار چشم ظفر چشم تماشا دارد

دولت قاهره کز چشم ظفر دور مباد — چرخ را پیش گذار جانب اعدا دارد

ماه نو دید عذر و بر علمش شیفته شد — ماه نو شیفته را بین که سر سودا دارد

نیم جان دید مخالف که ولایت بگذاشت — وان که او غرق شود کی غم کالا دارد

کی کند همسری شه به تنازع طرفی — کز طرف تا طرف بنده و مولا دارد

بنده چند که از خدمت او دور شدند — شه نباید که جز اقبال تمنا دارد

گر ز دریا دو سه قطره ببرد گرچه باک — باز چون جمع شود سیل به دریا دارد

هر که از قبلهٔ اسلام بگرداند روی — بی‌گمان رو سوی قبلهٔ ترسا دارد

وان که در دین مسیحا شود از بیم تو — نبرد جان اگر افسون مسیحا دارد

هر که در مذهب تو نیست ز دنیا و ز دین — مذهب آنست که نه دین نه دنیا دارد

ای یمن تاب[۱] سهیلی که بیاموزی عشق — زر تسلیم به لالای تو خون در دل خارا دارد

---

[۱] گرفت لیکن متحمیین مقابل و هم پیشه ۱۲ یمن نام ملکی که در آن از تابش سهیل عقیق پیدا شود یمن تاب آن که یمن را روشن کند ۱۲

گفتم آیم به مسافت تو نزدور آسانست — مردمی باید کاین زهرهٔ و یارا دارد

قهر اگر دشمن بسته را نشکند گو بشکن — تا کسی آرزم کند چند تحاشا دارد

با تو در پیشهٔ دعوی کشناسد گهری — تیغ ز مردی که همه رشتهٔ سیفا دارد

به چنین صیرفی نقد نمودن خطرست — که دل روشن تو دیدهٔ بینا دارد

گه بجو داد و ره فریاد رس مظلومان — کیست امروز که اندیشهٔ فردا دارد (فردا یعنی قیامت ۱۲)

بنده را با تو مجال سست بسی نکته ولیک — جامه باید که به اندازهٔ بالا دارد (قامت ۱۲)

تو سلیمانی و این مرغ زبانی که مراست — پیش تو پر بنهد گر پر عنقا دارد

در مدح محمد بن علی اشعث

ستاره سجده برد طلعت منیر ترا — زمانه بوسه دهد پایهٔ سریر ترا

موافق است قضا بخت کامگار ترا — مسخر است عدو تیغ شیرگیر ترا

خدایگان جهان بی نظیر چون تو سزد — که نافرید خدای جهان نظیر ترا

نصیر تست خدا و توئی بدان منصور — قضا همیشه به نصرت بود نصیر ترا

اسیر تست بخاک اندرون مخالف تو — همی ز خاک به آتش برند اسیر ترا

رسید دیر درآئی تو و سعادت بخت — همی به دیر درآئی رسید دیر ترا

ضمیر فکرت تو هست در مصالح خلق — بعقل وصف کنم فکرت و ضمیر ترا

ز عقل تو نگزیرد زمانه را هرگز — بروح وصف کنم عقل ناگزیر ترا (چاره ۱۲)

ز نور طلعت تو هر شب آفتاب فلک — همی سجود کند طالع منیر ترا (روشن ۱۲)

چو آمدی تو حسد اوفتد میهمان وزیر — شود که سجده برد آسمان وزیر ترا

در روزگار تو برنا و پیر شد دلشاد — که کرد دولت برنا و زیر پیر ترا (جوان ۱۲)

ز مشتری و عطارد همی ندانم باز — دل وزیر ترا و کف دبیر ترا

بمال همیشه به ملک اندرون بزرگ و عزیز — که خوار کرد اجل دشمن حقیر ترا

به پادشاهی و دولت تو باش تا محشر — نشان گشته دل هیچ چیز تیر ترا

در مدح ملک ضیاء الدین

بگشاد عشق روی تو چون روزگار دست — دست غمت ببست مرا آشکار دست

در پای غصت تو از آن دست می زنم — تا برنگیری از سر من دلفگار دست

پیش لبت مگر بخرم یک بوسه هر شبی — دل چون چنار پیش کشد صد هزار دست

گر بنده برد وصال لبت دست یا بد — برد ز نشاط از همه اندوه گسار دست (قدرت یافتن ۱۲)

می خواهمی که بر تو مرا دست باشدی — تدبیر چیست چون ندهد روزگار دست

هر دم چو گل کنی رخ و گوئی مرا به طنز — کر جستن تو گوشت مرا پر ز خار دست[1]

در پای غم فگند مرا دست عشق تو — زین طنزها برای دل من بدار دست

دل بی قرار گشت مرا در هوای تو — یا زو بران دو سلسله بی قرار دست[2]

نتوان زدن به زلف ترا دست تا بود — دل در رکاب صاحب صدر کبار دست

مخدوم شرق صاحب دین ضیاء دین — کو راست گاه جود برابر بهار دست

---

[1] کر ز جستن تو گوشت، دستم پر از خار است ۱۲ ۔ [2] بازو - دراز ۱۲

بدست تست عنان سخن تو گردی — به بینی از سر تحقیق در مهار سخن

شود جمله سخن رد گشت و قلب شود — که نیک نیک بیفزوده عیار سخن

سر اکابر صدر عراق مجد الدین — توئی که طبع تو گشتست ناطق بار سخن

ز دست رفته‌ای باز سر سرور عصر — چو کار جود و کرم در زمانه کار سخن

تو تازه کردهٔ والله دگر گشت کاسش — بپست تخم ز پیری ترا لاله زار سخن

شعار خامهٔ تو شرع بدیه شعر ولیک — همی برید بنیکو ترا شعار سخن

ز سطح قلزم طبع و دولت تو صباعث گرد — روان و تر و بلند ابر آبدار سخن

به تیغ فضل گشودی جهان عالم نظم — بجای عقل شدی فرد در دیار سخن

ترا سخا و سخن نیک به دست شده — تو شهسوار سخائی و شهریار سخن

همیشه تا که بود اندرهٔ طبیعت اهل — به نفس ناطقه ناچار افتخار سخن

ترا بجز بدل خویش افتخار مباد — که هست طبع و دولت مرکز مدار سخن

در مدح صدر الدین صدر عجم

ای کرده گرد یاد نشب خرمن — گریان ز حسرت تو یاران من

آری دلیل فوت یاران ست — آن جا که گردیاه بود خرمن

خسار و [illegible] — جان فرشته و تن اهرمن

گوینده باد ... دلیل باران است ۱۲ ... چنان که هیچ فرشته و تن ...

اهرمن و ارد ۱۲ ... تقاعص دو چند کردن ۱۲

ای هندوان نعت تو ترک آیین | وی آهوان چشم تو شیر افگن
تشویر خورده است لب از تو لاله | وآزاد کرده رخ تو سوسن
بنمای روی و عقل به غارت ده | بگشای زلف و شهر بهم بر زن
من عشق را سپینه سپر کردم | تا دل بود ز حادثه در با من
لیکن به پیش ناوک مژگانت | مانع نمی شود سپر و جوشن
آی دوستان ز مهر تو آن دیده | کز کین پیشوای جهان دشمن
فروا نه صدر دین کی سازند | از درگهش صدور زمین مسکن
صدر عجم محمد ابوالقاسم | کاسرار غیب راست دلش مخزن
آن سروری که طوق مرادش را | گردون سر گرفته نهد گردن
در سایهٔ او تحمل او کرده | خورشید پای است فرا روزن
وز امتلای نعمت آتش را | چون آب نفرت آمد از روغن
زین پیش کز بی رائض حکم او | ق ایام تند بود و فلک توسن
امروز چو سرو با همه آزادی | در می نهد به بندگیش گردن

سله ترک آیین آن که شیوهٔ ترک دارد یعنی رهزنی نماید ۱۲ سکله تشویر شرمساری ۱۲ سکله ای معشوق از محبت تو دوستان آن مصائب دیده اند که دشمن پیشوای جهان از دشمنی آن دیده اند ۱۲ سکله پیشان که در روغن آب نیامیزد بل بالای سطحش می ماند نعمتش چنان پر است که آتش آن را نمی سوزاند ۱۲ سکله را تجستی به ابجد ۱۲

ای آستانِ قدرِ ترا هرگز / ناگشته هیچ وهم به پیرامن

ای جانِ جن و انس به تو خرّم / وی چشمِ مهر و ماه به تو روشن

در گوشِ دشمنِ تو قضائے بد / گفته نفیرِ خوف لا تأمن

وانگه در دماغِ مطیعِ تو / داده ندائے امن و لا تحزن

گشتند نیکنام به عهدِ تو / گردونِ سفله و فلکِ ریمن

جز مدحِ ترا هیچ درین دوران / طبعم نشد از طائفه ام ایمن

قهرت چنان بکوفت سرِ مخالف را (ق) / در هر طریق و هر سخن و هر فن

کامروز اگرچه بر سرِ غربالست / صد ره تو آتشش به پرویزن

لعل از نشانِ خدمتِ انگشت / رخساره برفروخته در معدن

وز شرمِ تو به لرزه باد اندیشت / کرده عرق جبین بسے و دهن

ز آسیبِ سنگ و آهن اگر گفتم / کاتش جهد صواب نبود این ظن

از صدمتِ شکوهِ تو مے ریزد / خون از عروقِ سنگ و دلِ آهن

تا پیرهن بقا بقا کند خرقه / ایام از ستاره پیراهن

پیراهنِ بقائے ترا بادا / بر فرقِ روزگار کتان آهن

سلہ اے آستان قدر تو چناں بلند واقع شدہ کہ ہیچ وہم بہ پیرامن آں نگردیده ۱۲ سلہ قہر تو ہر مخالف را در ہر طریق و ہر سخن و ہر فن چناں بکوفتہ کہ امروز ہر شے بر سرِ پرویزن است آنا صد بار آں ہم پرویزن نتواں بیخت ۱۲ سلہ دعائے بد برائے دشمن ۱۲ سلہ وے دہن ہر دو نام ماہ شمسی کہ دراں شدت سرما باشد ۱۲

عیدت خجسته باد که هستید دائم (همیشه ۱۲) | عید عدوی تو ز عنا شیون

در مدح زبیده خاتون

سر برافراخت بر سپهر برین | مهد میمونت بادشاه زمین (گهواره ۱۲)

زبده ملک و سِتّ زبیده وقت (بزرگی ۱۲) | مریم روزگار عصمت دین

آن که در خانقاه عصمت باد | درس تشریف خواند روح امین

وان که حکمش ز حلقه بیرون کرد | چرخ پیروزه رنگ را چو نگین

ای بعدل دستخار سانیده | رایت ملک را به علیین

ناشنوده صبای رحمت تو ق | زلف شمشاد و عارض نسرین

چرخ در عهد تو ندیده بهم | سینه کبک و پنجه شاهین

بر جناب تو سجده تعظیم | خسروان بر زمین نهاده جبین

کرده رضوان دعای دولت تو | ماهرویان خلد را تلقین

پیش عهد بلندت از هیبت | پادشاهان در اوفتاده زرین

۱ه زبده خلاصه هر چیز و در زبیده و زبیده و ستّ بمعنی بانو است، زبیده خاتون زن هارون رشید خلیفه عباسی بغایت محترم بوده نهر زبیده در عرب از آثار او است۔ امّا این زبیده خاتون دیگر ست که ظهیر مدحش گفته ۱۲ ۲ه وان که حکمش چرخ پیروزه رنگ را بچه نگین از حلقه بیرون کرده است ۱۲ ۳ه علیین جمع علیه غرفهای بهشت، و نام جای بلند بهشت و کتاب اعمال بندگان صالح نزد بعضے علیین مفرد یعنی بهشت است ۱۲ ۴ه زندہ بیضه آسمان زیرا که بعضے سدرة المنتهی را گویند ۱۲ ۵ه صبای رحمت تو زلف شمشاد و عارض نسرین را شنوده آسیان در روزگار تو سینه کبک و پنجه شاهین را باهم ندیده یعنی شاهین نتواند که کبک را گرفته بپنجه سینه اش را بدرد ۱۲ ۶ه تلقین فهمانیدن و تعلیم کردن ۱۲

آسمان از لطائف کرمت / کمری بسته از مجرّه ثمین

زهره را از طرائف نعمت / گوشواره رسید از پروین

از پی خاک آستانهٔ تو / زلف جاروب کرده حور العین

حرم عصمت تو چو پردهٔ غیب / نه گمان ره برده و نه یقین

گر قبول تو سایه برگیرد / برکشد آفتاب خنجر کین

گر شکوهت نقاب بگشاید / مژه در دیده ها شود زوبین

وهم را پرده دار رست از بین در / بانگ بر می زند که دور نشین

عقل را پاسبانت از سر بام / میل در چشم می کشد که مبین

روز چند از عنایت عارضهٔ ق / گشت رخسارهٔ عافیت پرچین

آخر از فتح باب نصرت داد / آسمان غبار را تسکین

لطفها ساخت کردگار در آن / شکرها کرد روزگار در این

پادشاها توئی که در شانت / شعر من بنده آیتیست مبین

چون زبان در ثنات بگشایم / برکشد صبح نعرهٔ تحسین

دست چون بر دعات بردارم / روح قدسی بجان کند آمین

از ره شعر سنگ هم که مرا / در دل از علمهاست گنج دفین

---

۱ لطیفه نکوئی و چیز نیک [illegible] ، ۲ در حرم عصمت تو همچو پردهٔ غیب نه گمان رسائی دارد نه یقین

۳ آخر نصرت از گشادگی در آسمان غبار را فرو نشاند

شاعری در مذاقِ همّتِ تو — بے ضرورت نمے شود شیریں

ظلمِ شیرویه[1] داں که شیریں کرد — تلخیٔ زهر بر دلِ شیریں

تا ز یزداں بود معونتِ خلق — باد یزداں ترا همیشه معیں

هر که چوں گل دو روی شد با تو — بادش از خار بستر و بالیں

هر که از جاں نه آفریں بتو گفت — از جهاں آفریں برو نفریں

قصیده

اے ز کرم مدام ده کامِ مرادِ ایں دلم — کانِ کرم یقیں توئی کے نہی بریں دلم

بلبلِ خوش سرائے را طعمہ بساز ز کرم — برگ و نوا ز گلشکر ساز بہ بریں دلم

گرچه هزار جان و دل وصفِ کمالِ گل کند — همچو منی کجا بود بلبلِ خوش ادا دلم

اے تو لطیف تر ز آبِ خضر حیات بخش — همچو روانِ تو کجا بخشد یاں بہ تن دلم

قصهٔ من چو شہ گدا رفت بعالمِ جهاں — نیست مُعینِ کس مرا قصه برد بشنید دلم

ابروے کس کمانِ تو تیرِ سہم زد بچشم — نورِ بچشمِ من توئی مردمِ دیدهٔ دلم

هیچ ندیده ام چنیں خوشگل بچشم در جهاں — همچو تو سرو شه خرام در چمنِ جهاں دلم

وائے که خسرو جهاں هیچ گہے بسوئے من — مے نکند نظر چو مه هیچ شبے ز شب دلم

---

[1] شیرویه پسرِ خسرو پرویز پدرش را گشته مے خواست که معشوقهٔ پدرش شیریں را بزنی خویش آورد اما شیریں برآں تن در نداد و زهر خورده خویشتن را هلاک ساخته. شاعری بظلمِ شیرویه داں که تلخیٔ زهر را بر دلِ شیریں گوارا کرده ۱۲ عبده ... ۱۲

اے کردہ مہر روئے تو ذرہ صفت مقابلم ‏— در نظر آفتاب بیں کہ چہ یافت است ایں دلم

از سر سودا چو زلف جان پریشاں مراست ‏— رحم کنی تو دلنواز جمع بکن تو ایں دلم

قلب بزر تو زر درست می طلبی دشاہ جہد ‏— از کرمے کہ داردش زر بہ یقیں بود دلم

قلب شنا ز ناروان عکس نہ دی تو بہ خواں

ہر دو ز منزلند ماہ قلب زیم بود دلم